تاریخ ہند

شیخ محمد اقبال

لالہ رام پرشاد

تاریخ ہند

از

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے - پی - ایچ ڈی -
بیرسٹر ایٹ لا

اور

لالہ رام پرشاد صاحب ایم اے
پروفیسر ہسٹری گورنمنٹ کالج لاہور

لاہور
ناشران صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز
ایجوکیشنل پبلشرز

سنہ ۱۹۱۳ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تعداد جلد ۱۰۰۰ دفعہ ا قیمت فی جلد ۸ /

مضمون	نمبر صفحہ
پانچواں باب۔ اہل فرنگ کی ابتدائی مہمات	۱۹۰
چھٹا باب۔ انگریزوں کی ابتدائی حکومت	
پہلی فصل۔ انگریزوں اور فرانسیسوں کی ملک کرناٹک میں لڑائی	۲۰۵
دوسری فصل۔ کلائیو کا پلاسی کی لڑائی فتح کرنا	۲۱۵
تیسری فصل۔ کلائیو کا انتظام اور بادشاہ دہلی کی طرف سے بنگالہ کی خدمت دیوانی کا کمپنی کے نام مقرر ہونا	۲۲۷
ساتواں باب۔ سلطنت انگلشیہ ہند	
پہلی فصل۔ وارن ہیسٹنگز۔ ہند کا اوّل گورنر جنرل	۲۳۸
دوسری فصل۔ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل۔ میسور کی تیسری لڑائی اور بنگالے کا دوامی بندوبست	۲۵۷
تیسری فصل۔ لارڈ ولزلی گورنر جنرل سلطنت میسور کی فتح اور حکومت مرہٹہ کا مغلوب ہونا	۲۶۶
چوتھی فصل۔ لارڈ کارنوالس کا دوبارہ گورنر جنرل مقرر ہونا۔ سر جارج بارلو۔ اور لارڈ منٹو گورنر جنرل	۲۷۵
پانچویں فصل۔ مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل۔ نیپال اور پنڈاروں کی لڑائیاں	۲۸۰

مضمون

چھٹی فصل - لارڈ ایمہرسٹ گورنر جنرل - برما کی اوّل لڑائی - اور قلعۂ بھرت پور کا فتح ہونا .
ساتویں فصل - لارڈ ولیم بنٹنک گورنر جنرل - امن و اصلاحات .
آٹھویں فصل - لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل - کابل کی لڑائی .
نویں فصل - لارڈ النبرا گورنر جنرل - کابل کی فتح - اور ملک سندھ کا انگریزی عملداری میں شامل کیا جانا .
دسویں فصل - لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل - سکھوں سے سرکارِ انگریزی کی اوّل لڑائی .
گیارھویں فصل - لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل - سکھوں کی دوسری لڑائی .
بارھویں فصل - لارڈ کیننگ گورنر جنرل - دیسی سپاہیوں کی بغاوت .
تیرھویں فصل - سلطنت برطانیہ کے ماتحت وائسرایانِ ہند .
ضمیمۂ حصۂ اوّل - قدیم اور حال کی ملکی تقسیم اور مشہور تاریخی مقامات .
ضمیمۂ حصۂ دوم - ہند کی حالت سنہ ۱۹۰۶ء میں .
تتمۂ اوّل - سنسکرت کا علم ادب . . . . . .
تتمۂ دوم - مسلمانوں کا علم ادب . . . . . .

دیباچہ

یہ مختصر تاریخ اُنہیں اصول پر لکھی گئی ہے۔ جن پر ہندوستان کی بڑی بڑی تاریخیں مبنی ہیں۔ اور طلبہ کو اعلےٰ جماعتوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ واقعاتِ تاریخی کی صحّت میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ واقعات کے اسباب بیان کئے ہیں۔ اور سوچنے اور نتائج صحیح پر پہنچنے کے لئے طالب علموں کے واسطے سامان مہیا کیا گیا ہے۔ انگریزی راج کے خاص خاص انتظامات کی کامیابی یا ناکامی پر بھی نظر ڈالی ہے۔ ہاں جن امور میں اختلاف رائے ہے۔ اُن پر خواہ مخواہ رائے زنی نہیں کی گئی۔ اصلی کتاب میں ہر ایک باب کے خاتمے پر مستند تاریخوں کے نام دئے ہوئے ہیں۔ جن میں سے مضمون لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ کتب اکثر انگریزی

ہیں - اُردو میں اُن کے نام لکھنے لاحاصل تھے -
انگریزی کتاب میں فرنگستانی تاریخ کے حوالے اور
فرنگستانی نام بھی اکثر آ جاتے ہیں - وہ اُردو خواں
طلبہ کی آسانی کے لحاظ سے چھوڑ دئے گئے ہیں -
بعض بعض جگہ مطالب کی تشریح کر دی ہے -
غرض کوشش یہ کی ہے - کہ تاریخ ہندوستان
کی کہانی عام فہم عبارت میں دلچسپ طور پر
طالب علموں کے سامنے پیش کی جائے - جس میں
نہ غیر معروف واقعات کی بھرمار ہو - نہ لمبی چوڑی
تفصیلات ہوں - بلکہ کہانی کے طور پر طلبہ لطف
لے لے کر پڑھا کریں - اور صحیح واقعات تاریخی
سے واقف ہو جائیں - سرکاری پالیسی کی نسبت بھی
غلط خیال دور کرنے میں یہ کتاب بہت کچھ مدد
دیگی +

مختصر تاریخ ہند

پہلا باب

ہندوؤں کا زمانہ

پہلی فصل ملک ہند اور اُس کی طبعی ہیئت

۱- حدود اور رقبہ

صوبۂ برما کو چھوڑ کر باقی ملک ہند کی نسبت ہم عموماً یہ کہ سکتے ہیں۔ کہ یہ وہ ملک ہے۔ جو کوہ ہمالیہ اور بحر ہند کے درمیان واقع ہے۔ مغرب میں برٹش بلوچستان کے شہر کوئٹہ سے لے کر آسام کی مشرقی حد تک اس ملک کا عرض ایک ہزار آٹھ سو میل ہے۔ اور شمال میں پشاور سے لے کر ہند کی نہایت جنوبی حد راس کماری تک طول بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔ ان حدود کے اندر کے علاقے کا رقبہ پندرہ لاکھ ستاسی ہزار مربع میل سے زیادہ ہے اور اگر اس میں برما کا علاقہ بھی شامل کیا جائے۔

تو سلطنت ہند کا کل رقبہ اٹھارہ لاکھ مربع میل کے قریب ہو جاتا ہے۔ جو کل سلطنت انگلشیہ کی چوتھائی کے قریب ہے +

اس ملک کی حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال میں سلسلۂ کوہ ہمالیہ جو دُنیا بھر میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ اسی پہاڑ کی گھاٹی سے ایک طرف تو دریائے سندھ پنجاب کے شمالی کونے میں ۷۲ درجے طول بلد مشرقی کے قریب نکلتا ہے۔ دوسری طرف دریائے دیہانگ جو برہم پُتر کی ایک بڑی شاخ ہے۔ آسام کے شمال مشرق میں ۹۵ درجے ۳۰ ثانئے طول بلد مشرقی کے قریب اسی سلسلۂ کوہ سے نکلتا ہے۔ اور ان دونو مقاموں کے درمیان ایک لگاتار فاصلِ آب چلا گیا ہے۔ جس کی بلندی سطح سمندر سے بحساب اوسط اُنیس ہزار فٹ ہے۔ اور طول چودہ سو میل ہے۔ کوہِ ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی گوری شنکر ہے۔ جو سطح بحر سے ۲۹۰۰۲ فٹ بلند ہے +

دریائے سندھ کے مغرب میں پشاور کے قریب درۂ خیبر ہے۔ جہاں سے ایک راستہ سلسلۂ کوہ سفید کے شمال کی جانب دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ہوکر جلال آباد اور کابل کو جاتا ہے۔ کوہ سفید کے جنوب میں درۂ کُرّم ہے۔ اور یہاں سے بھی ایک سڑک کابل کو جاتی ہے۔ جو نہایت ہی خراب اور پہاڑی علاقے میں سے ہوکر پیوار کوتل اور درۂ شتر گردن کی مشہور چڑھائیوں کے پاس سے گزرتی ہے +

سندھ کے پار کے چند علاقے اکٹھے کرکے ایک نیا صوبہ بنایا گیا۔ اور شمال مغربی سرحدی صوبہ اُس کا نام رکھا گیا۔ اور اس صوبے کی حکومت ایک چیف کمشنر کے سپرد کی گئی۔ اب وہاں خاطر خواہ امن ہو گیا ہے۔ اس صوبے کا دار الخلافہ پشاور قرار پایا ہے۔ اس صوبے میں کئی نئے مدرسے بن گئے ہیں۔ زراعت میں ترقی ہو گئی ہے۔ اور سرکاری آمدنی ہر طرح سے بڑھ رہی ہے +

صوبۂ بنگال میں بھی کام بہت بڑھ گیا تھا۔ اس لئے لارڈ کرزن نے وہاں بھی یہی تجویز کی۔ کہ اس کے دو حصّے کئے جائیں۔ ایک آسام اور مشرقی بنگال اور دوسرا بنگال کہلایا۔ یہ انتظام ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو کیا گیا۔ اس پر بنگالیوں نے بڑا شور مچایا۔ اور سودیشی اشیا کا استعمال شروع کر دیا۔ کچھ دیر تو بڑا جھگڑا رہا۔ اور انگریزی اشیا کی تجارت میں بھی کسی قدر کمی ہو گئی۔ مگر آہستہ آہستہ امن چین ہو گیا +

شمالی ہند کا میدان

شمالی ہند کے بڑے میدان میں وادئ سندھ اور تھر یعنی ہند کا صحرائے اعظم اور وادئ گنگا واقع ہیں۔ یہ حصّے ایک دوسرے سے ملے جُلے ہیں۔ اور ظاہرا طور پر کسی طرح ان کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ گو ان دو بڑے دریاؤں کے فاصل آب کی بلندی دہلی کے شمال میں کسی جگہ پر سطح سمندر سے آٹھ سو سے لے کر

ایک ہزار فٹ تک ہے - مگر اس کے دونو طرف ڈھلان اس قدر بتدریج کم ہوتا جاتا ہے - کہ نظر بھی نہیں آتا +

اس میدان کے مغربی حصے میں یہ علاقے ہیں -
اوّل دریاے سندھ اور اُس کے معاونوں کی وادی -
دوم کچھ کی شور دلدلیں - سوم صحرا کا ریگ رواں اور چٹیل میدان - جس میں سندھ کا بہت سا حصہ - پنجاب کا جنوبی حصہ اور مغربی راجپوتانہ واقع ہیں - اور چہارم راجپوتانے میں اس صحرا کا جنوب مشرقی کنارہ جو بہت بنجر نہیں ہے - کیونکہ اُس میں بارش بھی ہو جاتی ہے - اور دریاے لونی اُس کو سیراب کرتا ہے - مگر بہ ہیئتِ مجموعی یہ سارا علاقہ خشک ہے - اور بہت سے حصے میں بارش کا ایک قطرہ نہیں پڑتا +

پنجاب کے پانچوں دریا مل کر ایک معاون بن جاتے ہیں - اور مقام مٹھن کوٹ پر سندھ میں جا گرتے ہیں - اور انہیں پانچوں دریاؤں کی وجہ سے اس ملک کا نام پنجاب پڑ گیا ہے - یہ تمام دریا ہمالیہ کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں - اور پنجاب میں جنوب مغربی رُخ کو بہتے ہیں - ان کے نام ترتیب وار یہ ہیں - ستلج جو سب سے بڑا اور سب سے جنوب میں ہے - بیاس جو سب سے چھوٹا ہے - راوی جس پر لاہور واقع ہے - چناب جو سب سے چوڑا ہے - اور جہلم جس میں کشمیر کا سارا پانی بہ کر مل جاتا ہے - پنجاب کے میدانوں کا رُخ ہمالیہ سے سمندر کی طرف شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے - ان دریاؤں

کے درمیان کے قطعاتِ خشکی کو دوآبہ کہتے ہیں۔اور ان کی زمین بانگر اور کھادر کی قسم کی ہے۔کھادر وہ زرخیز زمین ہوتی ہے۔ جو دریا کے کنارے کنارے طغیانی کی حد سے نیچے واقع ہوتی ہے۔اور اُس کے اندر اندر دریا اپنا گزرگاہ ہر سال بدلتا رہتا ہے۔بعض اوقات تو اپنے پُرانے راستے سے کئی میل دُور جا پڑتا ہے۔بانگر درباؤں کے درمیان کی اُس اونچی زمین کا نام ہے۔جو عموماً خشک اور بنجر ہوتی ہے۔اس پر نباتات بہت نہیں ہوتی۔صرف کہیں کہیں جھاڑیاں ہوتی ہیں۔مگر پنجاب کے شمالی اور کم خشک حصّے کی بانگر زمین میں گیہوں کی عمدہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں +

دریاے گنگا اور اُس کے معاونوں سے تین لاکھ اکانوے ہزار مربع میل رقبہ سیراب ہوتا ہے۔دریاے سندھ کی وادی کا رقبہ اس رقبے سے بیس ہزار مربع میل کم ہے۔دریاے گنگا ہمالیہ سے ہردوار کے قریب نکلتا ہے۔اور جنوب مشرقی سمت میں بہ کر خلیج بنگالہ میں جا گرتا ہے۔اس کی کل لمبائی پندرہ سو میل کے قریب ہے۔جمنا دریاے گنگا میں مقامِ الہ آباد پر جا ملتی ہے۔اور اس مقام سے اوپر اوپر جمنا اتنی بڑی ہے۔کہ اُسے معاون نہیں۔بلکہ بڑا دریا سمجھنا مناسب ہے۔آگرہ۔متھرا اور دہلی اس کے کناروں پر بستے ہیں۔دریاے گنگا اور جمنا کے نہایت ہی زرخیز درمیانی قطعے کو دوآبہ کہتے ہیں۔یہ ہند کے

تمام دوآبوں میں نہایت مشہور دوآبہ ہے۔ گنگا کے اور مشہور معاون یہ ہیں۔ جنوب میں مالوہ کی طرف سے چنبل۔ بھوپال اور بندھیل کھنڈ کی طرف سے بیتوا۔ اور وسطِ ہند کی طرف سے سون۔ شمال میں اودھ کی طرف سے گومتی۔ نیپال کی طرف سے راپتی۔ گنڈک اور کوسی۔ اور سکم کی طرف سے تستا + گنگا کا مشہور ڈلٹا مرشد آباد کے قریب ایک مقام سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس سے نیچے گنگا کی کئی شاخوں کا رُخ مدّتوں سے بدلتا چلا آتا ہے۔ ان شاخوں میں سے سب سے بڑی کا نام آج کل پدما ہے۔ جس کو اب بھی بعض اوقات گنگا کہ دیتے ہیں۔ قدیم زمانے میں بڑی شاخ کا نام بھاگیرتھی تھا۔ مگر اب وہ بہت چھوٹی سی شاخ رہ گئی ہے۔ اور کئی اور شاخوں کے ساتھ مل کر دریائے ہگلی کے نام سے مشہور ہے۔ جس پر کلکتہ آباد ہے۔ گنگا کے ڈلٹے اور اُس کے متصل برہم پُتر کے ڈلٹے سے دریاؤں کا وہ عجیب و غریب جال بچھا ہوا ہے۔ جس کے سبب آسام اور مشرقی بنگال مشہور ہے +

٢- شمال مشرقی وادیاں

دریاؤں کے اس جال سے مشرق کی طرف دو نو برآمد میدان اُن پہاڑوں کی قطاروں میں واقع ہیں۔ جو سلسلۂ کوہ ہمالیہ کو جزیرہ نمائے برما کے سلسلۂ کوہ سے ملحق کرتے ہیں۔ ان دونو میدانوں سے جو زیادہ شمال کی طرف ہے۔ وہ برہم پُتر کا میدان ہے۔ جسے آسام کہتے ہیں۔ یہ طول میں

زیادہ - مگر عرض میں کم ہے - اس کے شمال میں ہمالیہ اور جنوب میں گارو - کھاسی اور ناگا کی پہاڑیوں کی زیریں سطح مرتفع ہے - دوسری وادی دریائے سُرما کی ہے - جس میں کچھار اور سلہٹ کے ضلعے واقع ہیں - اس کا عرض طول کی نسبت زیادہ ہے - اور اس میں کہیں کہیں دلدلیں بھی ہیں - یہ وادی گارو - کھاسی اور ناگا کی پہاڑیوں کو علاقۂ ٹپرہ اور لوشائی سے جدا کرتی ہے +

آسام کی وادی چائے کا گھر ہے - اس کی سطح بالکل ہموار ہے - صرف کہیں کہیں سطح مستوی پر مخروطی پہاڑیاں واقع ہیں - جن کی بلندی کسی کسی جگہ یکایک دو سو فٹ سے سات سو فٹ تک ہو گئی ہے - بہت سے دریا اس میدان سے بہ کر دریائے برہم پُتّر میں جا ملتے ہیں - یہاں بارش بھی بہت ہوتی ہے +

۱۸ - سطح مرتفع مالوہ

مالوہ اور بگھیل کھنڈ کی بڑی سطح مرتفع میں وہ قطعہ شامل ہے - جس کے شمال میں دریائے گنگا کا میدان - شمال مغرب میں ہند کے صحرائے اعظم کا نیم زرخیز حاشیہ جس کو دریائے لونی سیراب کرتا ہے - جنوب میں وادیٔ نربدا اور جنوب مشرق میں دریائے گنگا کے معاون سون کی وادی ہے - اس کا ڈھلان کوہ بندھیاچل سے جو اُس کی جنوبی دیوار ہے - دریائے گنگا کے میدان تک تقریباً بالکل شمال کو ہے - اس سطح مرتفع کا سارا پانی بہ کر دریائے

گنگا میں آ پڑتا ہے - صرف جنوب مغرب میں ایک چھوٹے سے قطعے کا پانی دریائے مہی میں جا ملتا ہے - مہی ایک گم نام سا دریا ہے - جو خلیج کھمبایت میں گرتا ہے - ارولی پربت جو راجپوتانے کے بیچوں بیچ جنوب مغربی گوشے سے لے کر دہلی کے قریب تک چلا گیا ہے - اس سطح مرتفع کے مغرب اور شمال مغرب میں دیوار کی مانند کھڑا ہے - اس پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی کوہ آبو پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلند ہے - اس سطح مرتفع کی زمین میں بہت نشیب و فراز پائے جاتے ہیں - کہیں کہیں پہاڑیاں بھی ہیں - جن میں سے سب سے بلند پہاڑی کی اونچائی دو ہزار پانسو فٹ سے زیادہ نہیں ہے +

اس سطح مرتفع اور وسطی پہاڑ ست پڑا کے مابین نربدا کی تنگ اور لمبی وادی ہے - یہ دریا مشرق سے مغرب کی طرف بہتا ہوا بھڑوچ کے پاس بحیرۂ عرب یا بحر ہند میں جا گرتا ہے +

۵ - جنوبی ہند کی طبعی تقسیم

ہند کا جو حصّہ ست پڑا سے جنوب کو ہے - وہ مثلث کی سی شکل کا ایک جزیرہ نما ہے - اس مثلث کا راس تو راس کماری ہے - اور قاعدہ ست پڑا اور اس کے پاس کے پہاڑ ہیں - اس کا مشرقی ضلع خلیج بنگالہ پر ہے - جسے ساحل کورو منڈل کہتے ہیں - اور مغربی ضلع بحر ہند پر ہے - جسے ساحل مالابار کہتے ہیں - یہ سارا علاقہ اندر سے ایک وسیع سطح مرتفع ہے - جسے دکن اور

میسور کی سطح مرتفع کہتے ہیں ۔ اور اس کی شکل تکون کی سی ہے ۔ اس کا قاعدہ اور ضلعے جنوبی ہند کے مثلث کے قاعدے اور ضلعوں کے متوازی ہیں ۔ اس سطح مرتفع کے شمال مغربی حاشئے پر تاپتی کی وادی ہے ۔ اور مغرب میں وہ گرم مرطوب اور کسی قدر ناہموار تنگ قطعہ ہے ۔ جو مغربی گھاٹ اور بحر ہند کے درمیان واقع ہے ۔ مشرق میں مشرقی گھاٹ اور خلیج بنگالہ کے درمیان پست زمین کا ایک قطعہ ہے ۔ جس کی آب و ہوا گرم ہے ۔ اور جس کا طول مختلف مقامات میں مختلف ہے ۔ مگر عام طور پر اس کا عرض مغربی قطعے کے عرض سے زیادہ ہے ۔ جنوب میں مثلث کے راس سے پرے وہ پہاڑی علاقہ ہے ۔ جو راس کماری تک پھیلا ہوا ہے ۔

۵۔ دکن اور میدان سطح مرتفع

جزیرہ نمائے ہند کے وسطی اور غربی حصے میں کوہ ست پڑا اور سطح مرتفع دکن کے درمیان تاپتی اور اس کے معاون پورنہ کی وادیاں واقع ہیں ۔ خاندیس اور برار کے عمدہ میدان جو روئی کی پیداوار کے باعث مشہور ہیں ۔ یہی وادیاں ہیں ۔ دریائے پورنہ کی وادی کے سرے پر برار کے میدان آہستہ آہستہ دریائے گوداوری کے معاونوں کے میدانوں سے جا ملتے ہیں ۔ یہ میدان دریائے گوداوری سے انتہائے جنوب تک پھیلتے چلے گئے ہیں ۔ اور مل ملا کر ایک بڑی ڈھلان بن جاتی ہے ۔

جو سطح مرتفع دکن میں سب سے پست علاقہ ہے۔ مشرق کی طرف خلیج بنگالہ کے کنارے کنارے اڑیسہ تک ایک بہت بڑا کوہستانی علاقہ چلا گیا ہے۔ جس کو مہاندی اور اُس کے معاون سیراب کرتے ہیں۔ اُس میں ممالک متوسّط کا بڑا حصّہ۔ چھوٹا ناگ پور کا جنوبی حصّہ اور اُڑیسہ شامل ہیں۔ دریاے مہاندی کی بڑی شاخ ان پہاڑیوں سے کٹک کے نزدیک ایک تنگ گھاٹی میں سے اپنے دہانے کے قریب ہی نکلتی ہے۔ اس کا دہانہ اُس برآمد میدان کا ایک حصّہ ہے۔ جو پھیلتے پھیلتے دریاے گنگا کے ڈیلٹے سے جا ملتا ہے ؛

مغربی گھاٹ اُس سطح مرتفع کی مغربی حد ہے۔ اور مشرقی گھاٹ (جو مغربی گھاٹ سے پست ہے۔ اور اُس جیسا لگاتار چلا بھی نہیں گیا) اس کی مشرقی حد ہے۔ اس جزیرہ نما کے بڑے بڑے دریا مغربی گھاٹ کے قریب سے نکل کر مشرق کی طرف بہتے ہوئے مشرقی گھاٹ میں سے گزرتے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اس ملک کی عام ڈھلان مغربی گھاٹ سے خلیج بنگالہ کی طرف مشرق کو ہے۔ اور مشرقی گھاٹ پر جا کر یہ ڈھلان کم و بیش دفعتہً سیدھی نیچے کو چلی جاتی ہے۔ اس لئے اگر دکن کو مغرب سے مشرق کی طرف۔ یعنی بحر ہند سے خلیج بنگالہ کی طرف عموداً کاٹا جائے۔ تو اُس کی شکل

مندرجۂ ذیل ہوگی +

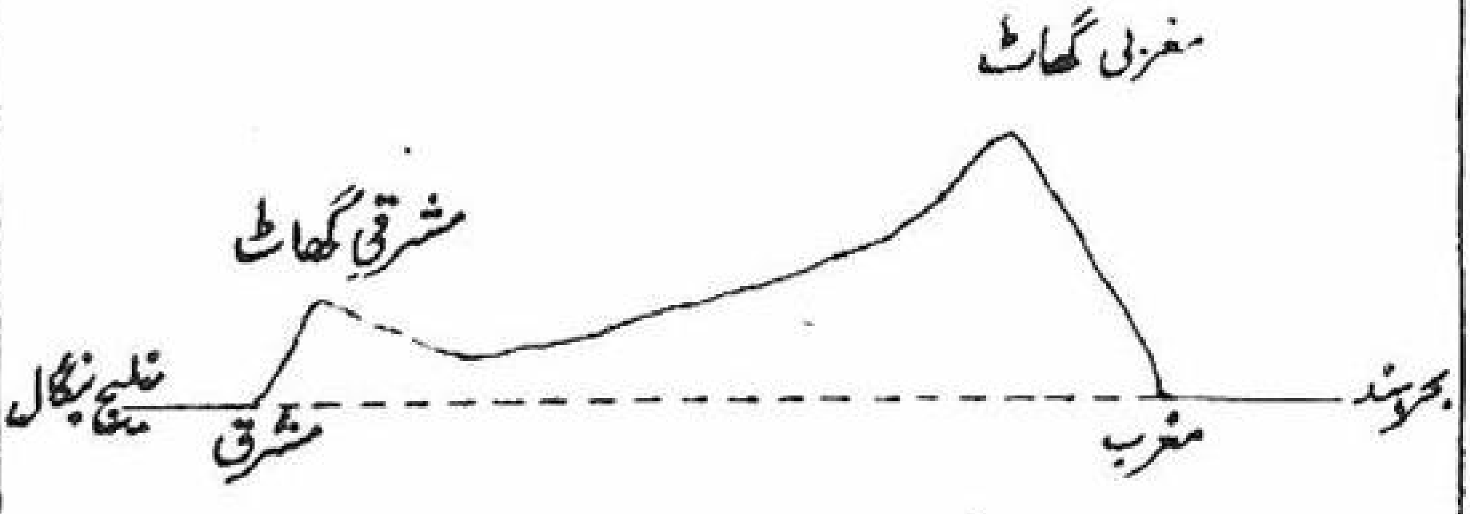

دریاے گوداوری اور اُس کے معاونوں کے طاس میں جن میں زیادہ مشہور واردھا اور وین گنگا ہیں۔ سطح مرتفع دکن کا وہ وسیع پست علاقہ شامل ہے۔جو ناگ پور میں ایک ہزار فٹ کی بلندی سے اُترتے اُترتے سطح سمندر تک پہنچ گیا ہے۔ایک چوڑا اور پست علاقہ دریاے کرشنا اور اُس کے معادن بھیما اور تنگ بھدرا کے طاسوں سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ پست علاقہ میسور کی جنوبی سطح مرتفع کو جس میں بنگلور تین ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ دکن خاص کی شمالی سطح مرتفع سے جدا کرتا ہے۔اس سطح مرتفع کے وسطی حصّے پر سوائے اُن قطعات کے جہاں با قاعدہ کاشت ہوتی ہے۔ صرف گھاس ہی اُگتی ہے۔زمین بھی ناہموار ہے۔اور کہیں کہیں ننگی پہاڑیاں اور اکیلی کھڑی ہوئی چوٹیاں ہیں۔کرشنا کی ناہموار وادی کا بھی یہی حال ہے +

مدراس کے ذرا جنوب سے مشرقی گھاٹ مغرب کو

مڑ گیا ہے ۔ اور میسور کی سطح مرتفع کی سرحد بنا ہوا ہے ۔ اور جس مقام پر یہ مغربی گھاٹ سے جا ملتا ہے۔ وہاں نیلگری پربت کی بلند تکونی سطح مرتفع واقع ہے۔ جس کی سب سے اونچی چوٹی ڈوڈا بٹ سطح سمندر سے ۸۶۴۰ فٹ کے قریب بلند ہے +

نیلگری کے جنوب میں وہ فراخ و پست علاقہ ہے۔ جسے درۂ پال گھاٹ کہتے ہیں ۔ یہ علاقہ جس کی زیادہ سے زیادہ بلندی ۱۵۰۰ فٹ ہے ۔ جزیرہ نمائے ہند کے ساحل کے پست مشرقی کنارے کو پست مغربی کنارے سے وصل کرتا ہے ۔ اور نیلگری پربت کی سطح مرتفع کو ٹراونکور اور ہند کے جنوبی گوشے کی سطوح مرتفع سے جدا کرتا ہے +

میسور کی سطح مرتفع کو مشرق کی طرف تین چھوٹے چھوٹے دریا یعنی پنار ۔ پلار اور جنوبی پنار سیراب کرتے ہیں ۔ اور جنوب کی طرف دریائے کاویری اُس کو اور نیلگری پربت کو شاداب کرتا ہے ۔ خلیج بنگالہ میں گرتے وقت کاویری کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں ۔ جن میں سے شمالی شاخ کو کالرون کہتے ہیں +

۱- مغربی ساحل کا میدان

جزیرہ نمائے ہند کے مغرب میں مغربی گھاٹ سے آگے پست زمین کا جو تنگ قطعہ ہے۔ اُس کے جنوبی حصے کو مالابار اور شمالی حصے کو کانکن کہتے ہیں ۔ اس کا عرض مختلف ہے۔ کہیں بیس میل اور کہیں پچاس میل مغربی گھاٹ سے

نکل کر کئی ندّیاں اس کو سیراب کرتی ہیں۔ زمین اس کی ناہموار ہے۔ کیونکہ مغربی گھاٹ کی کئی چھوٹی چھوٹی شاخیں اس کے اندر پھیلی ہوئی ہیں۔ چونکہ بارش بکثرت ہوتی ہے۔ اور گرمی بہت پڑتی ہے۔ اس لئے یہاں کے جنگل گنجان ہیں۔ اور منطقۂ حارّہ کی پیداوار یہاں بہت ہوتی ہے +

۲۔ مشرقی ساحل کا میدان

جزیرہ نمائے ہند کے مشرق کی طرف ساحل کے برابر برابر جو میدان چلا گیا ہے۔ وہ مغربی ساحل کے میدان کی نسبت بہت چوڑا ہے۔ اگرچہ مدراس کے قریب تھوڑی دور تک اس کا کُل عرض صرف تیس میل ہے۔ اور وزیگاپٹم کے نزدیک اَور بھی تنگ ہے۔ اس کے جنوبی حصّے کو کرناٹک کہتے ہیں۔ مدراس کے جنوب کی طرف یہ میدان جزیرہ نمائے ہند کی چوڑائی کو ایک تہائی سے لے کر نصف تک گھیرے ہوئے ہے۔ اور دریائے کاویری کی وادی سے شروع ہو کر نیلگری پربت کے دامن تک چلا گیا ہے۔ اور وہاں سطح سمندر سے دو ہزار فٹ سے زیادہ بلند ہے۔ اس میں دریائے کاویری۔ کرشنا۔ گوداوری اور مہاندی کے برآمد ڈیلٹے شامل ہیں۔ اور ان کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی ندیوں مثلاً پنار اور پالار کے کُل طاس بھی اس میں شامل ہیں۔ اس میں ہند کے بعض نہایت گرم اضلاع داخل ہیں۔ اور زمین عموماً نہایت ہی زرخیز ہے۔ دریائے کاویری کے ڈیلٹے پر

تنجور کے ضلع کی بڑی زرخیزی کی وجہ یہ ہے۔کہ وہاں آبپاشی کا بہت عمدہ بندوبست ہے +

۱/۲ لنکا کا جزیرہ راس کماری کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔اس کا مغربی ساحل اُسی طول بلد میں ہے۔جس میں جزیرہ نمائے ہند کا وہ مشرقی ساحل ہے۔ جو نگاپٹم اور پانڈیچری کے درمیان واقع ہے۔جو سمندر لنکا کو ہند سے جدا کرتا ہے۔اُس کے جنوبی حصّے کو خلیج منار اور شمالی کو آبنائے پاک کہتے ہیں۔اس میں جا بجا مونگے کی پہاڑیوں اور جزیروں کے پُل بندھے ہوئے ہیں۔جس کو رام چندر یا آدم کا پُل کہتے ہیں۔اور ان کی وجہ سے سارا رودبار جہاز رانی کے قابل نہیں رہا۔لنکا گو محل وقوع کے لحاظ سے ہند کا جزیرہ معلوم ہوتا ہے۔مگر ملکی انتظام کی رُو سے اس کا سلطنت ہند سے کچھ تعلق نہیں۔بلکہ یہ سلطنت انگلستان کے ماتحت ایک علحدہ بستی ہے اور ایک گورنر کے زیر حکومت ہے۔جس کی تقرری بستیوں کے محکمے (کالونیل آفس) کے ہاتھ میں ہے۔اور اس محکمے کا صدر دفتر لندن میں ہے۔اہل ہند اس جزیرے کو سنگالہ یا لنکا اور مسلمان سیلان یا سرندیپ کہتے ہیں۔اور انگریزی نام سیلون بھی سیلان سے بنا ہے +

۱/۲ برما کا بڑا صوبہ جزیرہ نمائے ہند چینی کا ایک بڑا قابلِ وقعت حصہ ہے۔اور جغرافئے کے لحاظ سے یہ ہندوستانِ خاص سے جدا ہے۔مگر ملکی انتظام

کی رُو سے سلطنتِ ہند کا ایک حصّہ ہے۔ اور ایک لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہے +

ملکی انتظام کی اغراض کے لحاظ سے کل صوبۂ برما دو حصّوں پر منقسم ہے۔ اوّل لوئر برما جو ۱۸۲۴ء اور ۱۸۵۲ء کی لڑائیوں سے فتح ہؤا۔ دوم اپر برما جو ۱۸۸۶ء میں قلمرو انگریزی میں شامل ہو گیا۔ مگر جغرافئے کے لحاظ سے دونو حصّے ایک ہی ہیں۔ کیونکہ ایراوتی اور سالوین دریاؤں کی بالائی وادیوں سے اپر برما بنتا ہے۔ اور انہی دریاؤں کی جنوبی وادیوں سے لوئر برما۔ شان کی بعض ریاستوں اور سرحد کے بہت سے وسیع اور پہاڑی علاقے کو چھوڑ کر جس کا پورا پورا حال ابھی دریافت نہیں ہؤا۔ باقی کُل صوبے کا رقبہ ایک لاکھ اُنہتّر ہزار مربّع میل کے قریب ہے۔ اس میں سے اٹھاسی ہزار مربّع میل کے قریب اپر برما میں شامل ہیں۔ اور اکیاسی ہزار مربّع میل کے قریب لوئر برما میں + جو علاقہ تبّت۔ چین اور سیام کی سرحد پر ایک غیر منتظم حالت میں ہے۔ اور جس کا حال ابھی بخوبی معلوم بھی نہیں ہؤا۔ اُس کے رقبے کا ۶۸ ہزار مربّع میل کے قریب تخمینہ لگایا گیا ہے +

اس صوبے کی بڑی بڑی طبعی باتوں میں کوئی چیز خاص ذکر کے قابل نہیں ہے۔ آسام کی وادی کے بالائی سرے سے پہاڑوں کا ایک سلسلہ جنوب کو چلا گیا ہے۔ ان پہاڑوں میں سے جو نہایت مغرب

ہیں ہیں ۔ پٹکوئی کی پہاڑیاں کہتے ہیں ۔ یہ پہاڑیاں آسام کو اپر برما سے جدا کرتی ہیں ۔ اور اُن کی شاخیں پھیلتے پھیلتے لوشائی کی پہاڑیوں سے جا ملتی ہیں ۔ منی پور کی باجگزار ریاست جو ملکی تقسیم کے لحاظ سے آسام سے متعلق ہے ۔ اس سلسلۂ کوہ کی ایک وادی میں واقع ہے ۔ اور اس علاقے کا پانی دریاے ایراوتی کے ایک معاون میں جا گرتا ہے ۔ آگے بڑھ کر جنوب میں سلسلۂ پٹکوئی کی ایک شاخ ہے ۔ اُس کا نام اراکان یوما ہے ۔ یہ شاخ ایراودی کی وادی کو اراکان کے علاقے سے جدا کرتی ہے ۔ جو ساحل سمندر کے قریب واقع ہے ۔ برما کا یہ سمندری علاقہ بنگالے کی کمشنری چٹا گانگ کے متصل واقع ہے ۔ اراکان یوما کو ساحل کا سلسلۂ کوہ بھی کہتے ہیں ۔ یہ راس نگریس کے پاس سمندر میں چلا گیا ہے ۔ جنوب میں اور آگے چل کر سمندر کے اندر اسی کے حصے بڑے اور چھوٹے کوکو کے جزیروں اور جزائر انڈمن اور نکوبار تک پھیلتے چلے گئے ہیں ۔

پیگو کے زرخیز علاقے میں دریاے ایراودی کا ڈلٹا اور اُس کا سرسبز زیریں طاس شامل ہے ۔ یہ علاقہ لوئر برما کے وسط میں واقع ہے ۔ اور ساگون کی لکڑی اور چاول کے سبب مشہور ہے ۔ ایراودی کی وادی میں وہ میدانی علاقہ شامل ہے ۔ جس میں پست پہاڑیاں جا بجا واقع ہیں ۔ ان پہاڑیوں کا رُخ عموماً

شمالاً جنوباً ہے - اس وادی کے مشرق کی طرف پیگو یوما کی پہاڑیاں ہیں - جو اس کو دریائے سالوین کی وادی سے جدا کرتی ہیں - لوئر برما کا تیسرا اور نہایت جنوبی حصّہ تناسرم کا علاقہ ہے - جس میں دریائے سالوین کا ڈیلٹا اور وہ لمبا تنگ ساحل شامل ہے - جو جنوب کی طرف پھیلتا چلا گیا ہے - اور جس کے مشرق میں سیام کے پہاڑ ہیں +

۱۷ - برٹش بلوچستان

جس طرح نہایت مشرق میں برما کا صوبہ ہندوستان خاص سے جدا ہے - اُسی طرح نہایت مغرب میں برٹش بلوچستان بھی خاص ہندوستان سے پرے ہے - اس میں پشین اور افغانستان کی اور کوہستانی وادیوں کا کچھ علاقہ شامل ہے - جو ۱۸۷۹ء میں امیر کابل نے انگریزوں کے سپرد کیا تھا - اور کسی قدر کوئٹہ اور بلوچستان کے دوسرے ضلعوں کا بھی علاقہ شامل ہے - جو خان قلات کی باجگزار عملداری میں ہے - اور جس پر خان کی طرف سے انگریزی افسر حکومت کرتے ہیں - یہ تمام اضلاع کوہ سلیمان کے مغرب میں سطح مرتفع پر واقع ہیں - اور بولان اور سندھ پشین ریلوے درۂ بولان کے دشوار گزار راستے سے گزر کر ان کو ہند سے ملاتی ہے - ریل کی یہ لائن محکمۂ انجنیئری کی لیاقت کا ایک اعلےٰ ثبوت ہے +

۱۸ - ساحل اور بندرگاہ

عام طور پر ہند کا ساحل بہت شکستہ نہیں ہے - اور اس پر اچھے بندرگاہ بہت کم ہیں -

کلکتہ دنیا بھر میں ایک نہایت خطرناک بندرگاہ ہے۔ اور سمندر سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ایک پیچ در پیچ دریا پر واقع ہے۔ اور جوار کے وقت کئی مقامات پر پانی کی گہرائی بیس فٹ بھی مشکل سے ہوتی ہے۔ گزرگاہ دریا بھی تنگ اور پیچ دار ہے +

مدراس جہازوں کے کھڑے ہونے کے لئے ایک کھلی جگہ ہے۔ یہاں بہت سا روپیہ خرچ کر کے ایک مصنوعی بندرگاہ بنایا گیا ہے۔ اس کا ساحل بحری موجوں کے باعث مشہور ہے۔ بلکہ ساحل کورومنڈل پر جتنے بندرگاہ ہگلی سے لے کر راس کماری تک واقع ہیں۔ سب اسی قسم کے ہیں۔ لنکا میں ٹرنکو مالی کا بندرگاہ اوّل درجے کا ہے۔ ایشیا میں شاہی بحری فوجوں کے لئے جہازوں کے بننے کا صدر مقام یہی ہے + مگر یہ ایک دشوار گزار جگہ میں واقع ہے۔ جو صحت کے لحاظ سے بھی اچھی نہیں + لنکا کے نہایت جنوبی سرے پر بندرگاہ گیلی ہے۔ یہ بھی اچھا بندرگاہ ہے۔ مگر ذرا خطرناک ہے + لنکا کے مغربی ساحل پر بندرگاہ کولمبو ہے۔ یہ جگہ صحت کے لحاظ سے اچھی ہے۔ اور لنکا کی جو تجارتی اشیا غیر ممالک کو جاتی ہیں۔ وہ قدرتاً اسی بندرگاہ کے راستے جاتی ہیں۔ جو جہاز ولایت سے مدراس۔ کلکتے۔ سنگاپور۔ مجمع الجزائر ہند۔ چین۔ جاپان اور آسٹریلیشیا کو جاتے ہیں۔ وہ سب کوئلے اور مسافروں کے لئے یہاں ٹھیرتے ہیں + کولمبو بھی مدراس کی طرح جہازوں

کے ٹھیرنے کے لئے کھلی جگہ ہے ۔یہاں ایک بند بھی ہے۔جس کی وجہ سے اس بندرگاہ کی خوبی اور بھی بڑھ گئی ہے ۔ساحل ملیبار پر بہت سے عمدہ عمدہ بندرگاہ ہیں۔مثلاً کوچین ۔ کلی کٹ اور منگلور ۔ بمبئی کا بندرگاہ نہایت عمدہ ہے ۔اور کہتے ہیں ۔کہ اسی سبب سے پرتگیزوں نے اس کا نام ماہبے یا موببے سے بدل کر بوان باہیا کر دیا تھا۔اس لفظ کے معنی "عمدہ بندرگاہ" ہیں ۔چونکہ اُس بندرگاہ کا ریل کے ذریعے ہند کے تمام حصّوں کے ساتھ تعلق ہے ۔اس لئے یہ بندرگاہ تجارت کے لحاظ سے نہایت مفید ہے + سورت دریاے تاپتی کا قدرتی بندرگاہ ہے ۔اور بھڑوچ دریاے نربدا کا۔مگر ان دونو بندرگاہوں میں موسم گرما کی موسمی ہواؤں کے وقت بڑے بڑے جہاز ٹھیر نہیں سکتے + کلکتے اور بمبئی سے اُتر کر ہندوستان کا سب سے بڑا تجارتی بندرگاہ آج کل کراچی ہے ۔ یہ دریاے سندھ کے ڈلٹے کے شمال مغربی گوشے پر واقع ہے ۔اور چونکہ اور بندرگاہوں کی نسبت یورپ کے بہت نزدیک ہے ۔ اور علاوہ اس کے پنجاب اور شمالی ہند کے ساتھ ریل کی سڑکوں کے ذریعے ملا ہُوا ہے ۔ اس واسطے اس کی وقعت روز بروز بڑھتی جاتی ہے +

مشرقی بنگال میں کلکتے سے مشرق کو چٹاگانگ کا بندرگاہ ہے ۔ مگر یہ صرف چھوٹے چھوٹے جہازوں کے لئے ہے ۔اور اس علاقے کے چاولوں کی پیداوار

اسی کے راستے دساور کو جاتی ہے + برما کے بندرگاہ یہ ہیں - اول اکیاب - دوم رنگون جو ایراودی کی ایک شاخ کے دہانے پر واقع ہے - سوم مولمین جو دریاے سالوین کے دہانے پر ہے +

مالابار اور تراونکور کے ساحل کے برابر برابر ریتلے راس واقع ہیں - جن کے درمیان پانی کی کھاڑیاں سی بن گئی ہیں - جو ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ ہیں - کہ ساحل کے پاس پاس جہاز رانی کا ایک عمدہ سلسلہ بن گیا ہے +

دوسری فصل - آریا ہندوؤں کا ہند کو فتح کرنا

۱۔ ہند کی تاریخ کے ماخذ

قدیم زمانے میں کسی کو اس ملک میں یہ خیال نہیں آیا - کہ جو واقعات اُس نے اپنی آنکھوں دیکھے یا کانوں سنے - اُن کو قلمبند کرتا - اس غفلت سے یہ خرابی پیدا ہوئی - کہ مسلمانوں کی عملداری سے پہلے جس کو قریب نو سو برس کے ہوگئے ہیں - ہند میں کوئی معتبر تاریخ نہیں لکھی گئی - پس ہند کے قدیم حالات جس قدر معلوم ہوئے ہیں - تاریخوں سے نہیں ہوئے - بلکہ اُن کا ماخذ اور ہی چیزیں ہیں - مثلاً داستانیں یا قدیم روایتیں جو زبان زد خلائق ہیں - قدیم مذہبی یا شاعرانہ کتابیں

جن سے اشارۃً بعض واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ حوالے جو ہند کے معاملات کی نسبت اَور ملکوں کے مؤرخوں نے اپنی کتابوں میں دئیے ہیں۔ پتھر یا دھات کے قدیم کتبے یا سکے جن کی عبارتوں سے کچھ حالات دریافت ہوتے ہیں۔ ان سب کے سوا بعض اور ماخذ بھی ہیں۔ جن کے بیان کی اس مقام پر کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی +

۱- وید

ہندوؤں کے نزدیک ویدوں کی کتابیں نہایت متبرک ہیں۔ ان کی زبان سنسکرت ہے۔ زمانۂ قدیم میں یہی زبان سارے شمالی ہند کے اندر بولی جاتی تھی + ویدوں کے بعض حصّے تین ہزار دو سو برس سے بھی پہلے کی تصنیف خیال کئے جاتے ہیں۔ اور اُن میں جو دعائیں ہیں۔ وہ سب سے پُرانی تصنیفات ہیں۔ ان سے اور نیز اَور وسیلوں سے اُس زمانے کے ہندوؤں کا کچھ حال دریافت ہوتا ہے +

۲- زمانۂ سلف کے ہندو

غرض معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک ہند میں یہ جو لاکھوں ہندو آباد ہیں۔ ہمیشہ سے یہیں کے رہنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ نہایت قدیم زمانے میں ان کے بزرگ وسط ایشیا کے قطعات مرتفع میں رہتے اور آریا کہلاتے تھے + یہ لوگ صرف ایک اسی جرگے کے بزرگ نہ تھے۔ جو وہاں سے ہند میں چلا آیا۔ اور ہندو کہلایا۔ بلکہ اہل فرنگ جو وہاں سے جا کر یورپ میں آباد ہوئے۔ اور پارسی جو فارس میں جا کر بسے۔

ان سب کے بزرگ بھی وہی تھے +

آخرکار آریا نسل کے ہندو وسط ایشیا سے روانہ ہوکر جنوب کی طرف چلے - اور جو اونچا پہاڑ نقشوں میں ہندوکش کے نام سے درج ہے - اُس سے گزر کر اوّل پنجاب میں وارد ہوئے + معلوم ہوتا ہے - کہ دریاے سندھ اور اُس کے پانچ معاون جو بالفعل ملک پنجاب کو شاداب کرتے ہیں - اس وقت ان کے علاوہ ایک اور دریا بھی یہاں بہتا اور دریاے سندھ میں مل جاتا تھا - اُس کا نام دریاے سرستی تھا - اور اب یہ دریاے سندھ تک مطلق نہیں پہنچتا - بلکہ رستے ہی میں ریت کے اندر جذب ہو جاتا ہے + غرض آریا ہندو دریاے سرستی اور نیز پنجاب کے اور دریاؤں کے کناروں پر کئی سو برس تک آباد رہے - اور وید کی دعاؤں میں جس زمانے کا ذکر ہے - اُس وقت غالباً وہ یہیں بود و باش رکھتے تھے - اور اُس کا نام اُنھوں نے برہما ورت رکھا تھا + اُس زمانے میں اُن کی حکومت کسی راجہ یا حاکم سے متعلق نہ تھی - بلکہ ہر ایک گھرانے کا بزرگ ہی اپنے خاندان کا سردار ہؤا کرتا تھا - اور وہی اُس گھرانے کا پروہت یعنی پیشواے دین بھی ہوتا تھا +

ان آریا ہندوؤں کو جب کبھی ضرورت پڑتی تھی - تو وہ ہند کے اصلی باشندوں سے - جو ان کی نسبت سیاہ فام تھے - لڑا بھڑا بھی کرتے تھے - اور چونکہ آریا اُن کی

نسبت بہادر تھے۔ اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے اور زرہ بکتر لگاتے تھے۔ اس لئے اپنے مخالفوں پر اکثر فتح پاتے تھے۔ غرض اس طرح اُنہوں نے اصلی باشندوں کو میدانوں سے ہٹا کر پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف بھگا دیا۔ جہاں اُن کی اولاد اب تک موجود ہے۔ مگر اُس زمانے میں یہ لڑائیاں بہت ہی کم ہُوا کرتی تھیں۔ کیونکہ اُس وقت آریا ہندو عموماً پنجاب ہی کے زرخیز میدانوں پر قناعت کیئے پڑے تھے۔ اور کسی سے بگاڑ نہ کرتے تھے + اُس وقت اُن کی عادتیں بہت سیدھی سادی تھیں۔ سب اپنے اپنے مواشی چراتے اور کبھی کبھی کچھ تھوڑی بھلی کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتے تھے +

۲ - زمانۂ شجاعت کے قدیم ہندو

جو حال ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ غالباً وہ کئی سو برس تک رہا۔ اور اس عرصے میں آریا ہندو روز بروز زیادہ اور آسودہ ہوتے گئے۔ آخر یہ ہُوا۔ کہ جو میدان[۱] پنجاب سے بھی زیادہ زرخیز اور گنگا اور اُس کے معاونوں سے سیراب ہوتے تھے۔ اُن کے فتح کرنے پر اُنہوں نے کمر باندھی + ان عمدہ قطعوں کے فتح کرنے کے لئے آریا ہندو

[۱] پہلی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ یہ میدان وہ ہیں۔ جو اب صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ اور بہار اور بنگالہ اور کسی قدر راجپوتانہ اور وسط ہند کی اجنسی میں داخل ہیں + آریا ہندو دریاے سرستی اور گنگا کے درمیانی ملک کو برہم رشی دیش یعنی برہمن رشیوں کا مقدس ملک اور اور جو ملک اُس کے مشرق میں الہ آباد تک ہے۔ اُس کو مدھ دیس اور سارے شمالی ہند کو آریا ورت کہا کرتے تھے +

برسوں بلکہ شاید کئی سو برس تک لڑتے بھڑتے رہے +
تاریخ ہند کے اُس زمانے کو زمانۂ شجاعت کہتے ہیں۔
کیونکہ اُس زمانے میں ہندو بڑے مشہور اور بہادر
سرداروں کے ساتھ ہند کے اصلی باشندوں سے متواتر
لڑتے رہے۔ اور رفتہ رفتہ اُن کو یا تو اپنا غلام کر لیا
یا مار کر پہاڑوں اور جنگلوں میں ہٹا دیا۔ جیسا کہ
ان اصلی باشندوں کی اولاد سنتھال اور بھیل وغیرہ
قوموں کی بود و باش سے ظاہر ہے +

۵۔ برہمنوں کی ابتدا

ان لڑائیوں میں جو لوگ سردار مقرر ہوئے تھے۔
وہ بڑے بڑے ضلعے فتح کرنے اور بہت سی جمعیّت
فراہم ہو جانے سے بڑے زبردست ہو گئے۔ اور
یوں ہی بڑھتے بڑھتے راجہ مہاراجہ بن گئے +
چونکہ یہ سردار ہمیشہ لڑائیوں میں مصروف رہتے
تھے۔ اس لئے اب انہیں پروہت کا کام انجام دینا دشوار
ہو گیا۔ پس کچھ مدّت بعد پروہتوں کی ایک علیٰحدہ
قوم بن گئی۔ جس کا نام برہمن ہوا۔ پھر برہمنوں نے
آخر میں اس قدر زور پکڑا۔ اور ایسا اقتدار پیدا کیا۔
کہ اُن کے سامنے راجاؤں کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی +
اس طرح آریا ہندوؤں میں آخر کار دو بڑی قومیں
ہو گئیں۔ ایک تو برہمن جن کا مرتبہ عوام کے نزدیک
خدا سے کچھ ہی کم تھا۔ اسی لئے اُن کی تعظیم پرلے درجے
کی ہوتی تھی + دوسرے کھشتری یعنی سپاہی لوگ جن
میں سے فوج کے سردار اور راجہ ہوا کرتے تھے +

اُس زمانے کی نسبت بہت سی داستانیں اور مشہور قصّے اب تک موجود ہیں۔ چنانچہ رامائن اور مہابھارت جو سنسکرت میں دو بڑی عمدہ نظم کی کتابیں ہیں۔ ان کے قصّے خاص کر مشہور ہیں + ان سے دریافت ہوتا ہے۔ کہ آریا ہندوؤں کی عادتیں اس ابتدائی زمانے میں سیدھے سادے انگھڑ سپاہیوں کی سی تھیں۔ کیونکہ رانا اور راجہ تک خود مواشی چراتے اور بنوں کو جلا جلا کر زراعت کے واسطے زمینیں صاف کرتے۔ اور وقت معیّن پر اپنی گایوں کے بچھڑوں پر نشان کرتے۔ اور دہقانوں اور کسانوں کے اکثر معمولی کام برابر کیا کرتے تھے + ایک قبیلے کے سب لوگ خواہ امیر خواہ غریب ایک ہی جگہ تعلیم و تربیت پاتے۔ اور اپنی کھیتی اور مویشی کے بچانے کو دشمنوں اور قزاقوں سے لڑنا سیکھتے تھے۔ اس وجہ سے اُن سب کو مکہ بازی۔ کشتی۔ تیر اندازی۔ گوپیا پھرانا۔ پھندا ڈالنا اور ہتھیاروں کا استعمال کرنا اچھی طرح آ جاتا تھا۔ ہند کے آریا لوگوں میں یہ بھی دستور تھا۔ کہ اپنے اُن آریا بھائیوں کی طرح جو مغرب کی طرف جا کر یورپ میں آباد ہوئے۔ دعوتوں کی تقریبوں میں شراب و کباب کھایا پیا کرتے تھے۔ مگر اُن کے کھانوں میں اَور کسی طرح کا تکلّف نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بڑے سیدھے سادے ہوتے تھے + ان لوگوں کی ہند کے سیاہ فام اصلی باشندوں سے ہمیشہ جنگ رہا کرتی تھی۔ جن کو وہ بعض وقت دَیت اور بعض وقت اسر کہا کرتے تھے۔

اور اکثر راکشس یعنی دیو اور ناگ یعنی سانپ خیال کیا کرتے تھے +

لیکن آریا ہندو اپنی فتوحات کی بدولت جس قدر زیادہ متموّل ہوتے گئے - اُسی قدر اُن میں رفتہ رفتہ شائستگی بلکہ عیش و آرام بھی زیادہ ہوتا گیا - چنانچہ زمانۂ شجاعت کے آخر میں جب آریا ہندو کل شمالی ہند یعنی آریا ورت کو بنگالے تک فتح کر چکے - اور جو اصلی باشندے مرکھپ کر بچ رہے تھے - اُن کو اپنا غلام بنا چکے - تو مہاراجاؤں کے محلوں میں بڑی دولت اور عیش و طرب کا سامان دکھائی دینے لگا + امرا بھی بڑے دولتمند اور زبردست ہوگئے - اور اہل تجارت و حرفت بھی بڑے آسودہ حال بن گئے - یہ لوگ ویش کہلاتے تھے - اور ہندوؤں کی تین اونچی ذاتیں جو دوج یعنی دوجنمی یا زنار بند سمجھی جاتی ہیں - اُن میں سے ایک یہ بھی تھے - اس امر کا مفصّل بیان آئندہ کیا جائیگا +

رامائن سے تاریخی نتائج - ۱

پہلے بیان ہو چکا ہے - کہ زمانۂ شجاعت کی اکثر داستانیں ہند کی دو بڑی رزمیہ نظموں یعنی رامائن و مہابھارت میں موجود ہیں - چنانچہ رام چندر جی جو اجودھیا یعنی اودھ کے سورج بنسی خاندان شاہی کے ایک بڑے بہادر راجہ ہوئے ہیں - اُن کی مہمّات کا حال رامائن میں مفصّل لکھا ہے + اوّل تو اُن کی طفولیت اور شباب کا حال اس میں مذکور ہے - پھر یہ لکھا ہے - کہ راجہ رامچندر جی

کی شادی راجہ جنک کی حسین بیٹی سیتا کے ساتھ ہوئی۔ اور اس کے بعد رامچندر جی نے بن باس ہوکر ڈنڈک کے لق و دق جنگل میں وسط ہند کے اندر سکونت اختیار کی ✤ یہ سب ماجرے نہایت عمدہ اور ولولہ انگیز زبان میں تحریر ہوئے ہیں۔ مگر تاریخ کے اعتبار سے جو نہایت عظیم ماجرا رامائن میں درج ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آریا ہندوؤں کے بہادر راجہ رامچندر جی نے جنوبی ہند اور جزیرۂ لنکا پر حملہ کرکے اُس کو فتح کیا + اس کے بعد یہاں کے لوگ راجہ رام چندر جی کو وشنو کا اوتار سمجھ کر اُن کی پرستش کرنے لگے +

یہ تو رامائن کی کیفیت ہوئی۔ اب رہی مہابھارت کی بڑی مشہور نظم۔ اس میں یوں تو بہت سی داستانیں مذکور ہیں۔ مگر سب سے بڑا واقعہ پانڈوں اور کوروں کی مشہور لڑائی ہے + یہ دونو گروہ ایک ہی خاندانِ شاہی کی اولاد تھے۔ جس کی نسبت یہ روایت ہے۔ کہ وہ چاند کی اولاد سے تھا۔ اور اس لئے اُس کو چندر بنسی خاندان کہتے ہیں + اس لڑائی کی بنا یہ تھی۔ کہ جہاں اب شہر دہلی بستا ہے۔ اس کے قریب ہستنا پور نام ایک شہر تھا۔ جو اُس زمانے میں ایک بڑی سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اس سلطنت کی بابت پانڈوں اور کوروں میں نزاع ہوکر بڑی لڑائی ہوئی۔ جس میں بہت سے مشہور سردار شریک تھے۔ منجملہ ان کے کرشن جی بھی تھے۔ جو پانڈوں کے طرفدار تھے + یہ

وہ مشہور شخص ہیں۔ جن کو ہندو رامچندر جی کی طرح وشنو کا اوتار سمجھ کر پوجتے ہیں + غرض کرو چھیتر[1] کے میدان میں اٹھارہ روز تک اس جنگ عظیم کا ہنگامہ گرم رہا + اور مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ اس کے بعد جس قدر راجا ہند میں ہوئے۔ اُن ہی سے اکثروں کے بزرگ دونو فریقوں میں سے ایک نہ ایک کے طرفدار ہوکر اس لڑائی میں شریک تھے۔ آخر کار پانڈوں نے جو پانچ بھائی تھے۔ فتح پائی۔ مگر وہ چند روز بعد دروپدی کو جو اُن سب کی زوجہ تھی۔ ساتھ لے کر کوہ ہمالیہ کی طرف چلے گئے۔ اور اندر دیوتا نے اُن کو سورگ لوگ یعنی بہشت میں پہنچا دیا +

تیسری فصل ۔ منو کا دھرم شاستر

۱۔ منو جی

جب آریا ہندو دریائے سندھ سے بنگالے تک سارا شمالی ہند قرار واقعی فتح کر چکے۔ اور مختلف مقاموں میں اُن کی بڑی سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ اور فتح مندوں کی اولاد راجہ و مہاراجہ بن گئی۔

[1] کروچھیتر کی لڑائی کا میدان انبالے کے جنوب میں سڑک دہلی پر تھانیسر کے مشہور میدان جنگ کے قریب واقع ہے۔ اور اس کے جنوب میں اسی سڑک پر آگے بڑھ کر پانی پت کا مشہور و معروف میدان جنگ ہے۔ انبالے کے شمال میں سرہند کا قدیم مشہور قلعہ ہے (دیکھو باب دوم ۔ فصل دوم) +

اُس وقت یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ شجاعت کے زمانے کا خاتمہ اور امن و بہبودی کے زمانے کا آغاز ہوًا۔ اس زمانے کی بڑی خاص بات یہ تھی۔ کہ اُس وقت برہمنوں کا اقتدار بڑے زور شور پر تھا۔ چنانچہ یہ قوم اُس وقت ہندوؤں میں ایسی زبردست ہوگئی۔ کہ کوئی اور قوم اس سے لگّا نہیں کھاتی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اُس زمانے کو بعض وقت زمانۂ برہمنی کہا کرتے ہیں۔ اور وہ شجاعت کے زمانے کے بعد ہوًا۔ اور ایک قدیم زمانے سے جس کا ٹھیک وقت معلوم نہیں ہے۔ شروع ہوکر سنہ عیسوی سے تین سو برس پہلے تک رہا +

تمدن برہمنی کا زمانہ +

زمانۂ برہمنی میں ہندوؤں کی جو رسمیں اور عادتیں تھیں۔ وہ سب ایک سمرتیٰ یعنی دھرم شاستر میں جس کو منو کا دھرم شاستر کہتے ہیں۔ بہت واضح طور سے مذکور ہیں +

خود اس بڑے نامور واضع قوانین یعنی منو کا حال تو کچھ بھی تحقیق معلوم نہیں۔ مگر اس کے قوانین سے برہمنی زمانے کے ہندوؤں کا مجمل حال اچھی طرح دریافت ہوتا ہے +

اس شاستر کی خاص خاص باتوں میں سے ایک

ے ہندوؤں کی مذہبی کتابیں دو قسموں پر منقسم ہیں۔ ایک تو شرتی مثلاً وید۔ دوم سمرتی یعنی وہ کُل مذہبی کتابیں جو مقدس تو ہیں۔ مگر وید کی مانند آسمانی نہیں سمجھی جاتیں +

بڑی مشہور بات یہ ہے۔ کہ اس سے ذاتوں کا انتظام صاف اور قطعی طور سے ہو گیا۔ چنانچہ اس میں ہندوؤں کی چار ذاتیں قرار پائیں۔ اوّل برہمن یعنی پروہت۔ دوم چھتری یعنی سپاہی۔ سوم ویش یعنی اہل حرفہ۔ چہارم شودر یعنی خدمتی لوگ ٭ ان میں سے پہلی تین ذاتوں کے لوگوں کو دوِج یعنی دوجنما کہتے ہیں۔ اور ان سارے قوانین کا میلان اسی طرف ہے۔ کہ ان تینوں ذاتوں کے لوگ عروج پکڑیں۔ اور شودر کمزور اور مغلوب رہیں ٭

ان قوانین کے زمانے میں جو ذاتوں کا انتظام تھا۔ اس میں یہ باتیں بڑی عجیب تھیں ٭ اوّل برہمنوں کا بہت ہی بڑا مرتبہ رکھا تھا۔ اور اُن کو بہت ہی مقدس ٹھیرایا تھا۔ یہاں تک سمجھتے تھے۔ کہ اور سب آدمی اور نیز دُنیا کی ساری چیزیں انہی کے فائدے اور آسائش کے واسطے بنی ہیں ٭ برہمنوں کے بعض حقوق چھتریوں اور ویشوں کو بھی حاصل تھے۔ مگر یہ بہت ہی خفیف تھے ٭ دوم شودروں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے تھے۔ بلکہ اُن سے نفرت بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ان بیچاروں کا صرف یہ کام تھا۔ کہ اور ذاتوں کے آدمیوں اور خاص کر برہمنوں کی خدمت کریں۔ اور اگر کوئی خدمت نہ ملے۔ تو کچھ دستکاری کر کے بُری بھلی طرح اپنا پیٹ بھریں۔ مگر کبھی دولتمند نہ ہونے پائیں ٭ شودروں کو ایسی ذلیل حالت میں رکھنے سے معلوم

ہوتا ہے - کہ وہ یہاں کے اُن لوگوں میں سے بچے کھچے تھے - جن کو آریہ ہندوؤں نے مغلوب کر لیا تھا ÷ سوم اس امر کا قرار واقعی انتظام نہیں تھا - کہ جس حالت میں شودروں کو نوکری مل جائے - جیسا کہ اُن کے واسطے منو کے دھرم شاستر میں مقرر تھا - تو پھر صنعت و حرفت کے کام کون لوگ کریں - شاید اس صورت میں یہ کام جیسا کہ اب ہوتا ہے - اُس وقت بھی مخلوط النسل لوگ جو چاروں اصلی ذاتوں کے باہم ازدواج سے پیدا ہوئے تھے - کیا کرتے ہونگے ÷

یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے - کہ بعض آدمیوں کے نزدیک کھشتری اور ویش دونو قوموں کا اب کہیں پتا نشاں بھی نہیں رہا - اور وہ لوگ سب مر کھپ گئے - مگر یہ سب کو معلوم ہے - کہ راجپوت اور کھتری اور چند قوموں کے لوگ اب تک اپنے تئیں کھشتریوں کی اولاد بتاتے ہیں - اور بعض اقوام اہل حرفہ اپنے آپ کو ویش کہتی ہیں - پس حاصل کلام یہ ہے - کہ اب اکثر ہندو مخلوط ذاتوں کے رہ گئے ہیں - مگر ذات کا امتیاز جس قدر پہلے تھا - اب اُس سے بھی کہیں زیادہ ہے ÷

اُس زمانے میں ہر ایک ریاست کی حکومت ایک راجہ سے متعلق ہوتی تھی - جو منو کے انتظام کے موافق خود مختار ہوا کرتا تھا - مگر اتنی پابندی ضرور تھی - کہ برہمنوں کی صلاح پر اُسے چلنا پڑتا تھا - طرفہ یہ ہے - کہ جس قدر برہمنوں کا اختیار بڑھتا گیا - اُسی قدر راجہ

زیادہ تر مطلق العنان ہوتے گئے + راجاؤں کے ماتحت ہزار ہزار گاؤں کے سردار۔ اُن کے ماتحت سو سو گاؤں کے سردار ہؤا کرتے تھے۔ اور یہ سو سو گاؤں کا حلقہ اُس وقت ایسا ہوتا تھا۔ جیسا آج کل پرگنہ ہوتا ہے۔ پھر اُن سرداروں کے ماتحت گاؤں کے مقدّم ہؤا کرتے تھے۔ جو منڈل یا پٹیل کہلاتے تھے۔ یہ سارے کارکن راجہ کے اہلکار ہوتے تھے +

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہند میں گاؤں کے انتظام کا طریق مدّتوں سے ایک سا چلا آتا ہے + گاؤں کا مقدّم یا نمبردار راجہ کے ساتھ معاہدہ کر لیا کرتا تھا۔ کہ مَیں مالگزاری کی بابت اِس قدر روپیہ سرکار میں داخل کیا کرونگا۔ اور پھر اس روپے کو حصّہ رسد گاؤں کے سب لوگوں پر تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ مگر اس ساری مالگزاری کے ادا کرنے اور گاؤں کے لوگوں کے نیک چلن رہنے کا وہ خود ہی ذمّہ دار ہؤا کرتا تھا + اُس کو کچھ زمین معاف ہؤا کرتی تھی۔ اور اُس کے علاوہ زمینداروں کی طرف سے کچھ رسوم مقرّر ہؤا کرتی تھی۔ اور بعض اوقات راج سے بھی تنخواہ ملا کرتی تھی۔ جب کبھی اُس کے گاؤں کے لوگوں میں کچھ جھگڑا قضیہ ہوتا تھا۔ تو اُس کے تصفیۓ کے لئۓ وہ تو سرپنچ ہؤا کرتا تھا۔ اور متخاصمین اور لوگوں کو اپنی طرف سے پنچ مقرّر کیا کرتے تھے + نمبردار کے تلے اور بھی کئی اہلکار ہوتے تھے۔ جو اُس کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان میں سے بڑے

عہدہ دار یہ دو ہوتے تھے - اوّل گاؤں کا محاسب یعنی پٹواری اور دوسرا چوکیدار + ان سب اہلکاروں کی اُجرت یا تو رسوم سے ادا ہوتی تھی - یا اُن کو زمین معاف ہوا کرتی تھی - یا بعض اوقات تنخواہ ملا کرتی تھی +

منو نے فوجداری کے جو قوانین لکھے ہیں - وہ سخت تو نہیں - مگر بہت ناشائستہ ہیں - ہاں جائداد کی بابت جو قانون ہیں - وہ معقول اور اچھے ہیں + دونو طرح کے قوانین میں روز مرّہ کی ذرا ذرا سی باتوں کی نسبت بھی ہدایتیں لکھی ہیں - ان میں سب سے بڑا نقص یہ ہے - کہ اونچی ذاتوں کی بڑی رعایت اور شودروں پر بڑا ظلم اور سختی روا رکھی گئی ہے +

منو کے دھرم شاستر کی ایک خاص بات یہ بھی ہے - کہ قدیم رسموں کا بہت بڑا لحاظ رکھا گیا ہے + شادی کے قاعدے معقول اور واجبی ہیں - چنانچہ زوجہ کو تاکیداً حکم ہے - کہ اپنے شوہر کے کہنے میں رہے - اور اسی طرح اَور عورتوں کی نسبت بھی یہی حکم ہے - کہ جس رشتہ دار کے ماتحت ہوں - اُس کے حکم پر چلیں - اور عورتوں کی آسائش اور عافیت کے لئے جو انتظام ضرور تھا - وہ بھی ان میں موجود ہے - برہمنوں کو حکم ہے - کہ اپنی عمر کے چار حصّے کریں - طفولیت میں علم تحصیل کریں - اور مجرّد رہیں - دوسرے حصّے میں گھر بار کریں - اپنی زوجہ کے ہمراہ رہیں - اور برہمنوں کے معمولی فرائض بجا لائیں - تیسرے حصّے میں

تارکِ دُنیا ہوکر جنگلوں میں رہیں - اور بہت سخت ریاضت کریں - چوتھے حصّے میں اُن کو مذہب کے ظاہری فرائض کی پابندی کی ضرورت نہیں - صرف گیان دھیان میں مصروف رہنا کافی ہے + اُس زمانے میں یہاں کے حرفے اگر بہت عمدہ نہ تھے - تو کچھ خراب بھی نہ تھے - اور سنار - سنگ تراش - مصوّر وغیرہ بہت سے پیشوں کے نام موجود ہونے سے ثابت ہوتا ہے - کہ جو چیزیں شائستگی کے لئے ضروری تھیں - اُن میں سے اکثر اُس زمانے کے ہندوؤں کو حاصل تھیں +

ہندوؤں کو حکمت یا فلسفے کا شوق ہمیشہ سے رہا ہے - اور یقین ہے - کہ برہمنی زمانے میں اس علم سے یہاں کی قوم کی عادات پر بڑا اثر ہوُا - اور ہند میں بودھ مذہب کے پھیلنے کا بھی یہ امر کسی قدر باعث ہوُا ہے +

ہنود کے چھ درشن

مختلف زمانوں میں جن کا صحیح حال معلوم نہیں ہے - ہندوؤں میں حکما کے چھ بڑے بڑے فرقے قائم ہوئے - اُن کو چھ درشن کہتے ہیں - اور وہ یہ ہیں - اوّل کپل کا سانکھ شاستر - دوم پتنجلی کا یوگ شاستر - سوم گوُتم کا نیائے شاستر - چہارم کناد کا وے شے شک شاستر - پنجم جیمنی کا پوُرو میمانسا - ششم بیاس کا اُتر میمانسا جس کو ویدانت بھی کہتے ہیں +

چوتھی فصل۔ بودھ مذہب اور اُس کے بانی بُدھ کا بیان

فقرہ ۱ اودھ کے شمال اور کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک سلطنت تھی۔ جس کا نام کپل وست تھا۔ یہ سلطنت غالباً گورکھ پور یا نیپال میں واقع تھی + سنہ عیسوی سے قریب پانسو پچاس برس پہلے یہاں کے راجہ کے ہاں ایک کنور پیدا ہوُا۔ جس کا نام ساکی منی یا گوتم رکھا گیا۔ یہ شخص پیچھے بُدھ (یعنی عارف) کے نام سے مشہور ہوُا + ساکی منی اگرچہ راجہ کا کنور اور قوم کا کھشتری یعنی سپاہی تھا۔ مگر اس کو آغاز شباب ہی سے مطالعہ اور غور و فکر کا بہت شوق تھا۔ اور ابھی کچھ بہت عمر نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اپنے باپ کا راج پاٹ چھوڑ چھاڑ کر فقیر ہو گیا + اوّل تو وہ برہمنوں کا چیلا بنا۔ پھر جنگل میں جا کر تپسیا کرنے لگا۔ انجام کار اُس نے ایک نیا مت نکالا۔ جو بودھ مذہب کے نام سے مشہور ہے ÷ یہ مذہب ہند میں بہت جلد پھیل گیا۔ اور قریب ایک ہزار برس تک یہاں اس کا غلبہ رہا۔ اب تک بھی اس مذہب کا یہ زور شور ہے۔ کہ دُنیا کے تمام آدمیوں میں سے ایک تہائی اُس کے پیرو ہیں + غرض اس وقت سے ساکی منی نے اپنا لقب بُدھ رکھا۔ اور پھر

عمر بھر لوگوں کو اپنے اس نئے مذہب کی یہ تعلیم دیتا رہا - کہ در حقیقت تمام انسان یکساں ہیں - اُن کی ذات کچھ ہی ہو - اس سے کچھ فرق نہیں آتا + مُکتی یعنی نجات کا طریق یہ ہے - کہ ہم دُنیا کی لذتوں اور خواہشوں سے کنارہ کریں - اور اُن کا کچھ فکر نہ کریں - اور جو خوبیاں بڑی ہیں - یعنی راست گفتاری اور پاکیزگی اور ایمانداری - ان پر عمل کریں - اور ان سب سے بڑھ کر ساری مخلوق کے ساتھ خیر خواہی اور مہربانی کریں +

بودھ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نروان حاصل کریں - یعنی فنا ہو جائیں - کیونکہ بُدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور زحمتوں اور آتما کی دائمی اواگون یعنی تناسخ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے + چونکہ بودھ مذہب کی اخلاقی تعلیم پاک اور سیدھی سادی تھی - اس لئے لوگوں کے دلوں میں کھُب گئی - اور غالباً بُدھ کے جیتے جی ملک بہار اور اس کے گرد نواح کے اضلاع کے اکثر لوگ اُس کے پیرو ہوگئے - یہاں تک کہ مگدھ دیس کے راجہ نے خود بودھ مذہب اختیار کر لیا +

۴- بدھ مذہب کی اشاعت

بہار اور اُس کے گرد نواح ہی پر کیا منحصر تھا - یہ نیا مذہب ہند کے اَور ضلعوں میں بھی آناً فاناً پھیلنے لگا - اور ہوتے ہوتے ملک تبّت - برما - سیام - جزیرۂ سنگلدیپ اور چین میں بھی پھیل گیا + بُدھ کی وفات کے چند روز بعد اس مذہب کے

بڑے بڑے مقلّدوں کی ایک سنگت یعنی مجلس منعقد ہوئی - پھر ایک اَور جلسہ ہؤا - اس کے بعد مگدھ کے راجہ اشوک کے عہد میں بودھ مذہب ہند کا راج دھرم ہوگیا - اور اس کے جلوس کے سترھویں سال اس مذہب کے لوگوں کا ایک تیسرا جلسہ پھر منعقد ہؤا + انہی تینوں جلسوں میں سے ایک نہ ایک میں بودھ مذہب کی کتب مقدّسہ جن کو تری پٹک یعنی تین پٹاریاں کہتے ہیں - تحریر ہوئیں +

پانچویں فصل - ایرانیوں اور یونانیوں کا ہند میں آنا

۱ - ایرانیوں کا پنجاب پر حملہ

ساکی منی ابھی زندہ ہی تھا - کہ فارس کے مشہور بادشاہ دارا گشتاسپ نے پنجاب پر حملہ کیا - اور جب اُس کی فوج دریائے سندھ پر پہنچی - تو اُس کے یونانی امیر البحر سائیلیکس نے کشتیوں کا ایک پُل تیّار کر دیا - جس پر سے ساری فوج اُتر آئی - اور پنجاب کا ایک حصّہ فتح کر لیا - یہ حصّہ دارا کی بڑی سلطنت کا ایک صوبہ بنا +

۲ - سکندر اعظم کا حملہ

ہند پر ایرانیوں کے حملے کو دو سو برس کے قریب گزرے ہونگے - کہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ نے اپنی یونانی سپاہ سے سلطنت فارس کو فتح کیا - اور مسیح سے ۳۲۷ برس پیشتر وہاں سے ہند

پر فوج کشی کی +

سکندر اپنی سپاہ لئے پنجاب میں بڑھتے بڑھتے دریاے جہلم کو عبور کر کے گجرات پر پہنچا۔ یہ وہی مقام ہے۔ جہاں ۱۸۴۹ء میں انگریزی سپاہ نے سکھوں کو ایک بڑی بھاری شکست دے کر پنجاب کی لڑائی کا خاتمہ کیا+ غرض اس مقام پر یہاں کے راجاؤں کی فوج نے متفق ہو کر سکندر کا مقابلہ کیا + اس فوج کا سردار شاہی خاندان پورو کا ایک راجہ تھا۔ جس کو یونانیوں نے پورس لکھا ہے + ہندوؤں اور یونانیوں میں جو اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی ۔ اُس میں ہندوؤں کی سپاہ یونانیوں کی نسبت شمار میں بہت زیادہ تھی۔ اور اس کے علاوہ دو سو ہاتھی اور تین سو لڑائی کے رتھ بھی اُن کے ساتھ تھے + یونانیوں نے لکھا ہے ۔ کہ پورس کی فوج نے میدان جنگ میں مردانگی کی خوب داد دی۔ مگر پھر بھی سکندر کی قواعد داں فوج کے سامنے اُن کے پیر نہ جمے ۔ چنانچہ راجہ پورس کے دونو بیٹے لڑائی میں کام آئے ۔ اور اُس کی فوج کو شکست فاش ہوئی ۔ مگر سکندر راجہ کی بہادری دیکھ کر بہت خوش ہوُا ۔ اور اُس کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا ۔ یہاں تک کہ اُس کی سلطنت پھر اُسی کو بخش دی۔ بلکہ کچھ اور بھی ملک عطا کیا + اُس وقت سے پورس سکندر کی وفاداری اور خیر خواہی میں ثابت قدم رہا +

اس کے بعد سکندر مگدھ دیس کی بڑی سلطنت پر

قبضہ کرنے کی نیّت سے آگے بڑھنے پر مستعد ہُوا۔ مگر پنجاب فتح کرنے میں یونانیوں کو اس قدر دقّت پیش آئی تھی۔ کہ سکندر کی فوج نے دریائے ستلج سے پار اُترنے سے کانوں پر ہاتھ دھرا۔ اس لئے سکندر کو مجبوراً فارس کی طرف اُلٹا پھرنا پڑا۔ چنانچہ وہ خود تو فوج کا ایک دستہ ساتھ لے بلوچستان کے جنگلوں کی راہ واپس گیا۔ اور اُس کا مشہور امیر البحر نیارکس باقی فوج کو ساتھ لے کر دریا کے رستے سندھ کے دہانے سے گزر خلیج فارس کی راہ سے دریائے فرات میں پہنچا +

سلوکس کا ہند پر حملہ ۳۰۵ ق م

جب سکندر نے وفات پائی۔ تو اُس کا ایک عمدہ سردار سلوکس نام اُس کی ایشیائی سلطنت کے ایک حصّے پر قبضہ کر بیٹھا۔ اور پھر یہ ارادہ کیا۔ کہ ہند کی فتح کا عزم جو سکندر نے کیا تھا۔ اُسے پورا کرے + اُس وقت سلطنت مگدھ کا راجہ چندر گپت تھا۔ جو ہند میں نہایت دولتمند اور زبردست گنا جاتا تھا۔ (اُس کو یونانیوں نے سنڈرا کوٹس لکھا ہے) + غرض سلوکس راجہ چندر گپت پر حملہ کرنے کے لئے دریائے گنگ تک آیا۔ مگر یہاں دونو میں عہد و پیمان ہو گئے + چندر گپت نے تو پچاس ہاتھی خراج میں دینے منظور کئے۔ اور سلوکس نے چندر گپت کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ اور دریائے سندھ کے اُس طرف جس قدر صوبے اُس کے پاس تھے۔

وہ بھی اُسی کو دے دئیے ؛

۴- سلطنتِ باختر

یونانیوں کی ایشیائی سلطنت کا ایک صوبہ افغانستان کے شمال میں واقع تھا - جس کا نام اُس وقت باختر تھا - اور اب اُس کو بلخ کہتے ہیں + اس صوبے کا یونانی حاکم شاہ سلوکس کے بعد وہاں کا بادشاہ بن گیا - اس خاندان کی سلطنت کئی سو برس تک بڑی زبردست رہی - اور مغربی اور شمال مغربی ہند کا بھی ایک بڑا حصّہ اکثر اس سلطنت میں داخل رہا - انجام کار ان بادشاہوں کا ایک خاندان جو سویٹر کے نام سے مشہور ہے - اپنی سلطنت کے شمالی حصّے سے بے دخل ہوکر اپنے مقبوضاتِ ہند میں آکر پناہ گزیں ہؤا - اور یہاں برسوں تک سلطنت کرتا رہا + ملک سندھ اور ممالک صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کا ایک حصّہ اور پنجاب اور افغانستان یہ سب ملک اس خاندان کے زیر حکومت تھے +

۵- ہندوؤں کی نسبت یونانیوں کی رائے

ہند کے جو حالات یونانیوں نے لکھے ہیں - اُن میں یہ اُمور نہایت عجیب ہیں ؛ اوّل منو کے دھرم شاستر سے اُن حالات کی مجمل مطابقت + دوم اُس وقت سے اب تک جو دو ہزار برس گزرے ہیں - ان میں بہت کم تغیّر و تبدّل ہونا + سوم ہندوؤں کی عادات اور حالات کا یونانیوں کو پسند آنا + یونانیوں نے لکھا ہے - کہ ایشیا میں جس قدر قوموں سے ہم کو کام

پڑا - اُن میں سے ہند کے لوگ زیادہ بہادر تھے - اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے ۔ اُنہوں نے اُن کی نسبت یہ بھی لکھا ہے - کہ وہ شراب نہیں پیتے تھے - اور ہر ایک امر میں میانہ رَو - صلح اندیش - سادگی و دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے ۔ چوری ہندوستان میں نام تک کو نہ تھی - قفل کا استعمال بالکل نہ ہوتا تھا - لوگ محنتی - کاریگر اور اچھے کاشتکار تھے - اپنے سرداروں کے ماتحت امن سے زندگی بسر کرتے تھے - غلامی کا رواج اُن میں مطلق نہ تھا - ہندوستان میں ۱۱۸ سلطنتیں تھیں - ہر ایک کا راجہ الگ الگ تھا - چندر گپت سب راجاؤں پر حکومت کرتا تھا - مگر یونانیوں کے خیال میں ہر ایک سلطنت خود مختار تھی - زمینیں صرف بارانی تھیں - برہمنوں کا بڑا فرض یہ تھا - کہ قحط سالی کی پیشین گوئی کرتے رہیں - تاکہ غلہ جمع ہوتا رہے - اگر کسی کی پیشین گوئی غلط ثابت ہوتی تھی - تو آئندہ اُس پر یقین نہ کیا جاتا تھا ۔ معلوم ہوتا ہے - کہ ستی ہونے کا دستور اُن میں جاری تو ہو گیا تھا - مگر بہت کم تھا - کیونکہ یونانی مؤرخ ارسٹو بیولس نے لکھا ہے - کہ میں نے ٹیکسلا میں وہاں کے جو جو عجیب و غریب حالات سنے - اُن میں سے ایک بات ستی ہونا بھی ہے ۔

چھٹی فصل - بودھ مذہب کا عروج و زوال

جہاں اب ملک بہار واقع ہے - وہاں قدیم زمانے میں ہندوؤں کی ایک بڑی زبردست سلطنت تھی - جو مگدھ کی سلطنت کہلاتی تھی - اور اُس کا پایۂ تخت پاٹلی پتر دریائے گنگ کے کنارے پر اُس جگہ واقع تھا - جہاں اب پٹنہ ہے + اس سلطنت کے دو راجاؤں کا ذکر تو پہلے آ چکا ہے - یعنی اوّل راجہ اشوک جو بُدھ کا معتقد ہو گیا تھا - اور دوسرا وہ جس کی قوّت اور دولتمندی کا حال سُن کر سکندر اعظم کو رشک پیدا ہؤا تھا - اُس کا نام راجہ نند دولتمند تھا - اس کے بعد چندر گپت جو ایک بڑا نامور راجہ گزرا ہے - گدّی پر بیٹھا - اور شاہی خاندان موریا کا بانی ہؤا + اس راجہ کی نسبت یہ لکھا ہے - کہ وہ ایک رذیل قوم کا تھا - اور جب سکندر پنجاب سے چلا گیا - تو چندر گپت نے اُس ملک پر قبضہ کر لیا - اور پھر ہوتے ہوتے راجہ نند پر غالب آ کر مگدھ کی سلطنت پر تسلط کر لیا + اس کے بعد سلوکس یونانی بادشاہ ملک شام کی بیٹی سے اُس کی شادی ہوئی - اور چوبیس برس یعنی ۳۱۵ سنہ سے ۲۹۱ سنہ قبل مسیح تک اُس نے بڑی شان و شوکت

۱- ہنٹر - باب ۱۰ صفحہ

سے سلطنت کی - اور یہ پہلا راجہ تھا - جس نے سارے شمالی ہند کو تسخیر کر لیا تھا +

چندر گپت کے بعد اُس کا بیٹا تخت پر بیٹھا - اور اُس نے بھی کچھ ملک فتح کیا - پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا راجہ اشوک تخت نشین ہوا - اور یہ ایسا زبردست گزرا ہے - کہ موریا خاندان میں کیا بلکہ ہند کے سارے قدیم راجاؤں میں کوئی اس کے برابر نہ تھا - یہ راجہ مسیح سے ۲۶۳ برس پیشتر سلطنت مگدھ کے تخت پر بیٹھا - اور تقریباً ۴۰ برس تک راج کرتا رہا + اس کے راج میں بودھ مت راج دھرم ہو گیا - اور اُس کے جلوس کے سترھویں برس جو بودھ لوگوں کی تیسری بڑی مجلس اُس کی سرپرستی سے منعقد ہوئی تھی - اُس میں یہ بات سرعام مشہور کی گئی تھی + اسی راجہ نے کئی مقامات پر کتبے نصب کرائے - جو بالفعل کئی شہروں میں دریافت ہوئے ہیں - اور اُن پر اُس کے بعض قانون اور اشتہار کندہ ہیں + ان کتبوں سے ثابت ہوتا ہے - کہ اُس کی سلطنت ہند میں ایک طرف دکن کے مشرقی حصّے اور اوڑیسہ تک اور دوسری طرف گجرات کے مغرب اور پنجاب کے انتہاے شمال تک تو ضرور پھیل رہی تھی - اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو - تو کچھ عجب نہیں +

موریا خاندان کے راجا ملک بہار میں سو برس سے زیادہ راج کرتے رہے - پھر اُن

کے بعد بودھ مذہب کے اور زبردست شاہی خاندانوں کا دور دورہ رہا۔ اور یہ مذہب مگدھ دیس میں ساتویں صدی تک اچھی طرح جاری رہا۔ اُس وقت ایک چینی ہیوئن سانگ نامی جو اس مذہب کا معتقد تھا۔ یاترا کے لئے ہند میں آیا تھا + بودھ مذہب ہند میں یوں تو بارھویں صدی تک یعنی تیرہ سو برس سے زیادہ رہا۔ اور اس اثنا میں اکثر اوقات بڑے بڑے زبردست راجا اور ریاستیں اس کی پیرو رہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مسیح سے دو سو برس پیشتر ہی سے اس میں زوال شروع ہوگیا۔ اور موریا خاندان پر زوال آتے ہی سارے ہند کے اندر برہمنوں کے مذہب میں دوبارہ جان پڑنے لگی + قنوج کے بڑے مشہور شہر نے تو برہمنوں کی عقیدت سے قدم باہر دھرا ہی نہ تھا۔ مگر اب اور دیار و امصار بھی ایک ایک کرکے اپنے پہلے دھرم کی طرف جس کی شکل اب کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر رجوع کرنے لگے۔ اور برہمنی مذہب نے جو ہیئت اس وقت اختیار کی۔ وہی ہند میں آج تک قائم ہے +

جین مت

یہ مذہب بحیثیت عامہ بودھ مت سے ملتا جلتا ہے۔ مگر بعض اصولوں کے لحاظ سے ان میں کچھ فرق ہے۔ یہ قبل الذکر سے قدیمی ہے۔ اور اب تک ہندوستان کے کئی حصّوں میں اس کے پیرو پائے جاتے ہیں۔ اس مذہب کے آخری پیشوا مہابیر سوامی ساکی منی کے ہمعصر تھے۔ یہ صوبۂ بہار میں پیدا ہوئے۔ اور کشتری خاندان

سے تعلق رکھتے تھے۔ قربانی اور یگ وغیرہ کے مخالف تھے۔ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کو ذریعۂ نجات نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ نیک اعمال اور ترکِ لذاتِ دُنیوی کو افضل تصوّر کرتے تھے۔ یہ ۷۲ سال کی عمر پاکر انتقال کر گئے۔ بودھ مت کے زوال کے قریب اس مذہب کو دکن میں بہت عزّت حاصل رہی۔ اور اب تک اس کی عظمت کے نشان باقی ہیں۔ ذاتوں کی تمیز اس میں بھی ہے۔ آج کل تقریباً ۱۸ لاکھ جینی موجود ہیں +

ہندی باشندے

ہندوستان میں تین قسم کے لوگ آباد تھے۔ اوّل اصلی باشندے جو جنگلی کہلاتے تھے۔ دوم آریا جو تاریخ کے زمانے سے پیشتر ہندوستان میں آکر آباد ہوئے۔ سوم تاتاری جو شروع تاریخ سے کچھ عرصہ پہلے یہاں آکر آباد ہونے شروع ہوئے۔ اُن کی آمد ہندوستان میں پہلی اور پانچویں صدی کے درمیان بکثرت ہوئی + ہر سہ اقسام مندرجۂ بالا کے رسم و رواج علٰحدہ علٰحدہ تھے +

آریاؤں کے سوا کل آدمی شکار پر گزارا کرتے تھے۔ یہ لوگ دیوتاؤں کے غصّے کو قربانیاں دیکر ٹالا کرتے تھے۔ قربانیاں صرف جانوروں ہی کی نہیں دیتے تھے۔ بلکہ انسان کی قربانی کا بھی رواج تھا۔ پہلے پہل آریاؤں نے شکار کو چھوڑکر کاشت پر گزارا کرنا شروع کیا۔ اور اُن کے ہاں ایک عورت کا صرف ایک ہی خاوند ہوتا تھا۔ اُن کی جائداد کی تقسیم کے اصول تقریباً آج کل کے سے

ہی تھے۔ تاتاری جو سنہ ۱۲۲۶ء سے سنہ ۱۲۸۰ء کے درمیان ہندوستان میں آئے۔ نہ تو شکار پر گزارا کرتے تھے۔ اور نہ آریاؤں کی طرح کاشت اُن کو پسند تھی۔ وہ گڈریوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ کسی زمانے میں وسط ایشیا کے جنگلوں میں آوارہ پھرا کرتے تھے۔ اور لڑائی میں مشغول رہنا ان کے لئے باعث فخر تھا +

۱- آریا اور برہمن ہندوستان

ہندوستان میں شائستگی آریاؤں سے شروع ہوئی۔ ویشوں نے زمین کی کاشت کو اپنا شغل سمجھا۔ کھشتریوں نے جنگلی آدمیوں کو مغلوب کرنا شروع کیا۔ برہمنوں نے مذہب اور علم سنبھالا۔ برہمنوں کے مذہب میں (جو اُس وقت ہندوستان میں رائج تھا) نیچ قوموں کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ بودھ مذہب اس اصول پر بنا تھا۔ کہ کُل انسان یکساں ہیں۔ اس مذہب نے لوگوں کو یکجا کرنے میں بہت مدد دی۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ آرزو پوری ہو۔ یہ مذہب ہند سے جاتا رہا۔ بودھ مذہب کے زوال پر برہمنوں کا زور بڑھنے لگا۔ اور بودھ مذہب کے معتقدوں کو ہند میں رہنا مشکل ہوگیا۔ دو صدیوں کے اندر ہی برہمن زبردست ہو گئے۔ اوّل ایک بہار کے برہمن کماریل نے وعظ شروع کیا۔ اور وید کے پُرانے طریقے پر مذہبی تعلیم دینے لگا۔ بودھ مذہب والے خدا کی وحدانیت کو پورا پورا تسلیم نہ کرتے تھے۔ کماریل نے ایک جنوبی ہندوستان کے راجہ کو تبدیل مذہب کے لئے اکسایا۔ اور اُس نے اپنی سلطنت میں کل بودھ مذہب

والوں کو قتل کروا ڈالا۔ یہ بات درست ہو یا نہ ہو۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ برہمنوں کا زور بڑھنا شروع ہوا۔ بودھ مذہب والے کچھ تو اس خیال سے کہ خود مذہب ہی میں زوال پیدا ہو رہے تھے۔ اور کچھ اس لئے کہ بودھ مذہب والے کل قوموں کو ایک بنانا چاہتے تھے۔ پست ہو گئے ÷

۷ - ہندوؤں کی ذاتوں کا امتیاز

بلحاظ قوم ہندوؤں کی دو قسمیں تھیں۔ ایک دوِج یعنی دو جنمے۔ اس میں برہمن، کھشتری اور ویش شامل تھے۔ دوسرے ایک جنمے۔ جس میں شودر اور مخلوط النسل آدمی شامل تھے۔ ان دونو میں اب تک تمیز ہوتی ہے۔ دو جنمے زنار پہنتے ہیں۔ ایک جنمے کو اجازت نہیں۔ اور وہ مقدس کتاب کو نہیں پڑھ سکتا۔ یہ اجازت صرف اُس وقت حاصل ہوئی۔ جبکہ سرکار انگریزی نے عوام کے فائدوں کے لئے مدارس جاری کر دئے۔ گو ذاتوں کا امتیاز قوموں پر ہے۔ مگر اس میں لوگوں کے پیشوں اور اُن کی جائے سکونت کا بھی خیال رکھا ہے۔ پُرانے زمانے میں ہر ایک ذات کے لئے ایک پیشہ مقرر تھا۔ اُس کی تقسیم یا تو برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر میں ہو سکتی تھی۔ یا پروہتوں۔ جنگجو آدمیوں۔ کسانوں اور غلاموں وغیرہ میں + برہمنوں کی بھی دس قومیں تھیں۔ ان میں سے پانچ وندھیاچل کے شمال میں رہتی تھیں۔ اور پانچ جنوب میں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے سے علیحدہ خیال

کرتی تھی - اور اُن کے چھوٹے چھوٹے فرقے تعداد میں ۱۸۸۶ تھے - اسی طرح کھشتریوں اور راجپوتوں کے بھی علیحدہ علیحدہ فرقے تعداد میں ۵۹۰ تھے +

ظاہر میں تو ذاتوں کی تفریق سیدھی سادی معلوم ہوتی ہے - مگر در حقیقت بڑی پیچیدہ ہے - کیونکہ یہ تین باتوں پر منحصر ہے - اوّل قوم - دوم پیشہ - سوم جائے سکونت - اس طرح سے تقریباً تین ہزار ذاتیں ہیں - اور سب علیحدہ علیحدہ ہیں - مختلف ذاتوں کے آدمی آپس میں شادی نہیں کر سکتے - اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھا ہی سکتے ہیں - معمولی قاعدہ تو یہ ہے - کہ اعلےٰ ذات کے ہندو کی پکائی ہوئی خوراک کو کوئی نیچ ذات کا آدمی چھو بھی نہیں سکتا - ہر ذات کے آدمی کا فرض ہے - کہ اپنے ہی بڑوں کے پیشوں کو اختیار کرے - بلکہ عام لوگوں کا میلان تو اس طرف رہا ہے - کہ ہر صوبے میں ہر ذات کے لئے الگ الگ صنعت ہو - لیکن یہ ہونا مشکل تھا - بعض حالتوں میں نیچ ذات کے آدمی دستکاری وغیرہ میں سبقت لے جاتے تھے - مثلاً ویشوں کا یہ کام ہوتا تھا - کہ وہ کھیتی باڑی کر کے گزارا کریں - وہ بڑے بڑے ساہوکار اور سوداگر بھی ہو جاتے تھے - مگر اس قسم کے تغیّر و تبدّل ہونے کسی قدر ضروری بھی ہیں - ذاتوں کی تقسیم میں صنعت اور حرفت کا دخل بھی کسی قدر ضروری ہے - اس میں بچّے کی تعلیم خاص

پیشے کے لئے اچھی طرح سے ہو سکتی ہے۔ تجارت کے لئے خاص خاص قانون مقرر ہیں۔ اکثر لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔ ململ۔ زری کے کپڑے اور اوزاروں کی ساخت میں ہندوستان کو ہمیشہ سے کمال حاصل رہا ہے +

د- ہندوؤں کا مذہب

ہندوؤں کے مذہب میں نہ صرف ذاتوں کا ہی دخل ہے۔ بلکہ مذہب کو بھی۔ ویدوں پر کل ہندوؤں کا یقین ہے۔ بودھ مذہب والوں کے سیدھے سادے اصولوں اور آریاؤں کے سوا سب باشندوں کی جنگلی عادتوں سے یہ اثر پہنچا۔ کہ سب کے سب دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگ گئے۔ بودھ مذہب نے نہ صرف پرہیزگاری اور پاکیزگی پھیلائی۔ بلکہ دھرم سالہ وغیرہ کی تعمیر اسی مذہب سے نکلی۔ اصلی باشندوں کے رسم و رواج نے یہ اثر دکھلایا۔ کہ لکڑی کے ٹکڑوں۔ پتھروں اور درختوں کی پرستش ہونے لگی۔ ایک مٹی کا ڈھیلا درخت کے نیچے رکھ کر دیوتا مانا جاتا تھا۔ سانپ بھی دیوتا تھا۔ ایسی ایسی رسوم تاتاری باشندے وسط ایشیا سے لائے تھے۔ شو اور وشنو کی پرستش کل ہندوؤں کو آپس میں ملائے رکھتی تھی۔ یہ بات عموماً تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ ہندو مذہب ویدوں ہی سے شروع ہوا ہے۔ اور وید الہامی کتابیں تصور ہوتی ہیں۔ مگر درحقیقت ہندو مذہب کے کئی ماخذ ہیں۔ جن کا مختصر ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اچھا لائق برہمن صرف خدا

ہی کو مانتا ہے - کم پڑھا ہؤا خدا کی کسی پاک شکل میں پرستش کرتا ہے - معمولی برہمن خدا کو ایک اعلےٰ دیوتا سمجھتا ہے - شِو کو دوسری دفعہ پیدا کرنے والا مانتا ہے - یہ اُس موت کا ایک نمونہ ہے - جس سے سب خطرے دُور کر دئے جائیں - اس خیال سے کہ شِو انسان کو دوسرے جنم میں لاتا ہے - اس کی پرستش کی جاتی ہے - عام لوگ وِشنو کو ایک اوتار سمجھ کر اُس کی پرستش بھی کرتے ہیں - نیچ ذات کے آدمی شِو کو ہلاک کر دینے والا مانتے ہیں - مگر ہر ایک تعلیم یافتہ ہندو سمجھتا ہے - کہ اُس کو کسی نہ کسی شکل میں خدا ہی کی پرستش کرنی چاہیئے +

ساتویں فصل - برہمنوں کے مذہب کا دوبارہ سرسبز ہونا

پُران

برہمنوں کے مذہب کی اخیر کتب مقدسہ کو پُران کہتے ہیں - اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُن کے مصنّفوں نے اُن کے مسائل کو ہندوؤں کے پُرانے عقیدے کے مطابق تصوّر کیا ہے + محققین کی عموماً یہ رائے ہے - کہ یہ کتابیں آٹھویں صدی سے پہلے کی تصنیف نہیں ہیں - بلکہ اُن میں سے کئی اس سے بھی بہت پیچھے کی ہیں + ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ جب برہمنوں کے مذہب نے دوبارہ

رونق پائی ہے۔ اُس وقت اُس کی کیا شکل تھی +
اُن میں سے اکثر میں تو وشنو اور شو وغیرہ کے معتقد
فرقوں کے عقائد کی تشریح ہے ۔ اس کے علاوہ
دیوتاؤں کے سارے قصّے اور مشہور افسانے بھرے
پڑے ہیں۔ اور اُن میں صرف دیوتاؤں ہی کے
نسب نامے اور تذکرے نہیں ہیں۔ بلکہ بادشاہوں اور
بڑے بہادروں کے بھی کرسی نامے درج ہیں ۔ جن
میں سے بعض ایسے ہیں۔ کہ اُن سے کچھ کچھ تاریخی
حالات دریافت ہوتے ہیں +

پُران تعداد میں اٹھارہ ہیں ۔ اور اگرچہ اُن میں
ویدوں کی بڑی تعظیم و تکریم درج ہے۔ مگر اُن کا
مت ویدوں اور درشنوں کے متوں سے بالکل مختلف
ہے۔ اور آج کل عام ہندوؤں کا جو مذہب ہے ۔
اُس کو پُرانوں ہی کے مطابق سمجھنا چاہیئے ۔ اس
میں تین دیوتاؤں کو مسلم رکھا ہے۔ یعنی برہما خلقت
کا پیدا کرنے والا ۔ شو ہلاک کرنے والا ۔ اور وشن
پرورش کرنے والا ۔ ان میں سے وشن اور شو کی
پرستش تو بہت ہوتی ہے ۔ اور برہما کی بہت کم + ان
کے علاوہ بڑے بڑے بہادروں مثلاً راجہ رامچندر جی
اور کرشن جی کو بھی اوتار سمجھ کر اُن کی پوجا بھی
کرتے ہیں ۔ اور اُن سے کم درجے کے دیوتاؤں کی تو
کچھ گنتی ہی نہیں +

بودھ مذہب کو ہند سے خارج کرنے میں برہمنوں کو

۲- راجپوتوں کی تاریخ

کئی سو برس لگے - مگر چونکہ اُس زمانے کی تاریخ معتبر اور واضح نہیں ہے - اس لئے اُس کے مفصّل لکھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا + اس وقت راجپوتانہ اور نیز ہند کے سارے شمالی ملک میں راجپوتوں کی بہت سی ریاستیں قائم ہوئیں - اور اُن کو رونق و ترقّی ہوئی - اُن میں سے بعض آج تک موجود ہیں - مثلاً میواڑ یا اُودے پور اور مارواڑ یا جودھ پور - اور اُن ریاستوں میں اُن کے خاندانوں کی جو تاریخیں موجود ہیں - اُن سے اُن کا قدیم حال کسی قدر معلوم ہوتا ہے +

راجپوتوں کی اُن ریاستوں میں سے اکثر برہمنی مذہب کی پیرو تھیں - اور یقین ہے - کہ برہمنوں نے خاص کر اُن راجپوت راجاؤں ہی کی مدد سے ہند میں پھر اقتدار حاصل کیا - غرض پُرانوں میں جو یہ قصّہ لکھا ہے - کہ راجپوتوں کے بزرگ وید کے دشمنوں کو ہند سے رفع کرنے کے لئے معجزے کے طور پر پیدا کئے گئے تھے - اس کے معنی غالباً یہی معلوم ہوتے ہیں + اگنی کل راجپوتوں کا قصّہ جو مشہور ہے - وہ یہ ہے - کہ کوہ آبو پر جو رشی لوگ رہتے تھے - اُنہوں نے برھما سے فریاد کی - کہ راکشس یعنی بودھ مت کے لوگ ویدوں کو پاؤں میں روندتے ہیں - اور اُنہوں نے سارے ہند پر قبضہ کر رکھا ہے + اس پر برھما نے حکم دیا - کہ کھشتریوں کی نسل جس کو پرس رام نے غارت کر دیا

تھا۔ پھر پیدا کی جائے۔ چنانچہ اگنی کنڈ گنگا جل سے پاک صاف کیا گیا۔ اور پھر اس میں سے چار سورما جن کو اگنی کل یعنی آتشی نسل کے شخص کہتے ہیں۔ پیدا ہوئے۔ انہوں نے بڑے عجیب و غریب سپاہیانہ کرتب دکھا کر ملک کو راکشسوں سے پاک کر دیا + آج کل کے جو راجپوت ہیں۔ اُن میں سے اکثر اپنے تئیں انہی اگنی کل سورماؤں کی نسل سے بتاتے ہیں۔ جنہوں نے اس طرح برہمنی مذہب کو ترقی دی +

جس زمانے کا یہ ذکر ہے۔ اُس میں چند صدیوں تک راجپوتوں کا اندھر خاندان ہند میں نہایت زبردست رہا + اُس کی کئی شاخیں تھیں۔ جن میں سے ایک تو مگدھ دیس سے بودھ لوگوں کو نکال کر وہاں راج کر رہی تھی۔ دوسری ورنگل میں فرمانروا تھی۔ تیسری دکن میں اوڑیسہ کے جنوب کی طرف تلنگانہ میں حکمراں تھی۔ چوتھی اُجین[1] میں۔ جو مالوے کے اندر اُس وقت نہایت مشہور تھا۔ حکومت کرتی تھی۔ یہاں کا بڑا بہادر راجہ بکرما جیت اندھر خاندان کا نہایت نامور راجہ گزرا ہے۔ اس کو اگنی کل راجپوتوں کے اعلےٰ خاندان پرمرا یعنی پوار سے بتاتے ہیں + اس کی فتوحات اور شجاعت اور اُس کے تخت کی خوبصورتی اور دربار کے تجمل اور

[1] اُجین مالوے میں دریائے سیپرا کے کنارے آباد ہے۔ اور آج کل مہاراجہ سیندھیا کی ریاست کے اُس حصّے میں شامل ہے۔ جو وسطِ ہند کی ایجنسی میں ہے (دیکھو ضمیمہ حصّہ اوّل) +

اُس کی ذاتی خوبیوں کے بہت سے افسانے مشہور چلے آتے ہیں ۔ اُن میں سے بعض باتیں تو بے شک خاص بکرماجیت پر صادق آتی ہیں ۔ مگر بعض غالباً قدیم زمانے کے اور بڑے بڑے راجاؤں کے حال سے متعلق ہیں ۔ جن کے نام یا تو مؤرخ بھول گئے تھے ۔ یا اُن کو کبھی معلوم ہی نہیں ہوئے ۔ اس لئے اُنہوں نے اُن کی حشمت اور فتوحات کو بکرماجیت سے منسوب کر دیا + ان مؤرخوں کا یہ قول ہے ۔ کہ دانشمندی اور انصاف اور شجاعت میں کوئی شخص بکرماجیت کے برابر نہیں ہوا ۔ اور اُس نے غیر ملکوں کے لوگوں کی عقل اور حکمت دیکھنے کے لئے فقیرانہ بھیس بدل کر بہت سی عمر ملکوں کی سیر و سیاحت میں صرف کی + یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ جب اُس نے ملک گیری کا قصد کیا ہے ۔ اُس وقت اُس کی عمر پچاس برس کی تھی ۔ پھر چند ہی مہینوں میں اُس نے ملک مالوہ اور گجرات کو فتح کر لیا ۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں ہند کا مہاراجہ ادھراج ہو گیا ۔ اگرچہ بکرماجیت کی سبھا بڑے تجمّل و شان کی تھی ۔ مگر وہ خود بڑی پرہیزگاری سے عمر بسر کرتا تھا ۔ چنانچہ بوریے پر سویا کرتا تھا ۔ اور اُس کے مکان میں پانی کی ایک ٹھلیا کے سوا کچھ نہ رہتا تھا + اس کی سبھا میں بہت سے عالم و فاضل داخل تھے ۔ اور کالیداس جو سکنتلا کے مشہور ناٹک اور میگھ دُوت کے عمدہ قصیدے کا مصنّف ہے ۔ وہ بھی اُن مشہور فاضلوں میں سے

تھا۔ جو بکرماجیت کی سبھا کی رونق اور اُس کے دربار کے رتن سمجھے جاتے تھے ÷ بکرماجیت کا سمت جس کا آغاز سنہ مسیحی کے ۵۷ سال پیشتر سے ہے۔ ہندوستان میں اب تک بہت دور دور تک مروّج ہے۔ اور سالباہن کا سمت جو ۷۸ء سے شروع ہوا ہے۔ دکن میں بعض جگہ رائج ہے ÷ راجہ سالباہن برہمنوں کا بڑا حامی تھا۔ اور اُس کا پایۂ تخت شہر پٹن دکن میں دریاے گوداوری پر واقع تھا ÷

۳- میواڑ اور راجپوتوں کی اَور ریاستیں

میواڑ اصل میں مدھ واڑ کا مخفّف ہے۔ اور اس کے معنی قطعۂ وسطی ہیں ÷ یہاں کے راجا گھلوٹ قوم کے راجپوت تھے۔ اور اُس زمانے کے بعد یعنی مسلمانوں کے حملے سے پہلے راجپوتانہ اور مالوے کے ایک بڑے حصے میں اُن کی سلطنت تھی ۔ اس خاندان کے راجا اوّل قنّوج میں راج کرتے تھے۔ پھر گجرات کے اندر مقام ولبھی میں حکمراں رہے۔ آخر مسیح سے قریب پانسو برس پہلے فارس کی فوج نے ولبھی پر حملہ کرکے گھلوٹ راجپوتوں کو وہاں سے نکال دیا۔ مگر بعد میں اس خاندان کے راجہ گوہ کی شادی شاہ فارس کی بیٹی سے ہوئی ۔ اور اُس نے گھلوٹ خاندان کی سلطنت پھر میواڑ میں قائم کی ÷ یہاں کا راجہ جو مہارانا اودے پور کہلاتا اور ہند کی سلطنت انگلشیہ کے بڑے باجگزار رئیسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ راجہ گوہ ہی کی اولاد میں سے ہے ÷

میواڑ کے علاوہ ہندوستان اور دکن میں اور بھی راجپوتوں کی کئی بڑی ریاستیں تھیں۔ اور جب مسلمانوں نے ہند پر حملہ کیا۔ اُس وقت شمالی ہند کی ساری ریاستیں اُن راجپوت راجاؤں اور بنگالے کے راجہ کے ماتحت تھیں + جب اُن میں سے کوئی سب سے زیادہ زبردست ہو جاتا تھا۔ تو اُس کو مہاراجہ ادھیراج یعنی سب راجاؤں کا سردار کہا کرتے تھے۔ کبھی اُن میں سے میواڑ[1] کا راجہ مہاراجہ ادھراج ہوتا تھا۔ کبھی توار خاندان کا راجۂ اجمیر۔ کبھی چوہان نسل کا راجۂ دہلی۔ کبھی راٹھور قوم کا راجۂ قنوج۔ اور کبھی سولنگی خاندان کا راجۂ پٹن واقع گجرات اس خطاب سے ممتاز ہوتا تھا +

بنگالہ کے راجا

معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہابھارت کے زمانے سے لے کر ۱۲۰۳ء تک جب بختیار خلجی نے بنگالے کو فتح کرکے اُس کو اوّل اوّل سلطنت اسلام میں شامل کیا۔ بنگالے میں چار خاندانوں کے راجا ایک دوسرے کے بعد تخت نشین ہوئے + اُن میں سے تیسرے خاندان کے راجاؤں کے نام برابر پال ہی پر ہیں۔ یہ خاندان آٹھویں صدی سے دسویں صدی کے اخیر تک فرماں روا رہا + مؤرخوں کا قیاس ہے۔ کہ

[1] اودے پور کے موجودہ مہارانا کی نسل میواڑ کے قدیم راجاؤں سے جا ملتی ہے۔ اور مہاراجہ جودھ پور کی قنوج کے راجاؤں سے۔ اور جے پور۔ کشن گڑھ۔ بیکانیر اور اور ریاستوں کے راجہ انہی خاندانوں کی اولاد ہیں +

یہ راجا بودھ مذہب کے تھے - اور اُن میں سے ایک راجہ یعنی دیو پال دیو کی نسبت بیان کرتے ہیں - کہ وہ تمام ہند پر راج کرتا تھا - بلکہ اُس نے ملک تبّت کو بھی فتح کر لیا تھا + اس بیان سے غالباً صرف یہ مراد معلوم ہوتی ہے - کہ وہ مہاراجہ ادھراج مانا گیا تھا + اس خاندان کا پایۂ تخت اوّل گور تھا - اس کے بعد ندیؔا قرار پایا +

پال خاندان کے بعد سین خاندان حکمراں ہؤا - اس خاندان کا ایک راجہ ادے سور نام سنہ ۹۶۴ء کے قریب بنگالے میں فرماں روا تھا - اور غالباً یہی راجہ اس خاندان کا بانی تھا + اس نے قنوج سے پانچ برہمنوں کو بلا کر بنگالے میں آباد کیا - اُن میں سے ہر ایک برہمن کے ساتھ ایک ایک کائستھ بھی تھا + اب بنگالے میں جو برہمنوں اور کائستھوں کی پانچ اونچی ذاتیں ہیں - وہ انہی برہمنوں اور کائستھوں کی اولاد ہیں + پھر اسی خاندان کے ایک راجہ نے جس کا نام بلال سین تھا - ان پانچوں قنوجی برہمنوں کی اولاد کے مدارج قائم کئے + اس خاندان کا اخیر راجہ لکھمنیا تھا - جس کو بختیار خلجی نے ندیا سے نکال دیا تھا +

جنوبی ہند

ہند کے نہایت جنوب میں اُس وقت کئی زبردست سلطنتیں تھیں - مگر یہاں اُن میں سے صرف تین کا ذکر کیا جاتا ہے + اوّل پانڈی

لہ یہ اصل میں نوادیپ ہے - جس کے معنی نیا ملک ہے +

خاندان کی سلطنت جس کا پایۂ تخت مدرا تھا + دوم چولا خاندان کی سلطنت جو پیشتر کانچی پرم (کانچی ورام) میں تھی - اور پھر تنجور میں بدل گئی + سوم چیرا خاندان کی سلطنت جو منتہاے جنوب میں اور ساحل ملیبار پر تھی +

اوڑیسہ میں کیسری خاندان کے راجا کئی سو برس تک حکمراں رہے - ان کا پایۂ تخت اوّل تو جاج پور تھا - مگر پھر کٹک ہو گیا تھا + اس خاندان کے بعد گنگا بنسی خاندان فرماں روا ہؤا - اوڑیسہ کے راجاؤں کا لقب گج پتی تھا - اور اس کے معنی صاحبِ فیل ہیں +

دوسرا باب

سلطنتِ اسلام کا ابتدائی زمانہ

پہلی فصل - مسلمانوں کے ہندوستان پر حملے

اب ہم تاریخ ہند کے اُس زمانے میں پہنچے ہیں - جس میں مسلمانوں نے ہند پر حملے کرکے اُس کو فتح کرنا شروع کیا + اس زمانے سے تاریخ برابر مفصل اور واضح پائی جاتی ہے - کیونکہ مسلمانوں کو علم سیر و علم تاریخ کا ہمیشہ سے شوق رہا ہے - اور ہر عہد کے اندر اُن میں

کوئی نہ کوئی ایسا نکل آتا تھا۔ جو اپنے زمانے کے واقعات
کو قلم بند کرکے تاریخ کا سلسلہ قائم رکھتا تھا +

ہندو مذہب پر اسلام کا اثر

مسلمانوں کے متواتر حملوں سے ہندو مذہب کو
کسی قدر زوال تو ضرور ہوا۔ مگر یہ مذہب بالکل
نابود نہیں ہو گیا۔ اس وقت تک بھی جنوبی ہند
میں عموماً صرف ہندو آباد ہیں۔ کئی راجا اب تک
برہمنوں کے تابع ہیں۔ لیکن شمال مغرب میں جہاں
حملے لگاتار ہمیشہ ہوتے رہے۔ تقریباً ایک تہائی
باشندے رفتہ رفتہ مسلمان ہو گئے۔ گنگا کی وادی
میں مسلمان بادشاہوں کے ہی دار الخلافے پائے جاتے
ہیں۔ اور جنوبی بنگال کی وادیوں میں بھی زیادہ تر لوگ
مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور اب کل آبادی کا پانچواں حصہ
مسلمان ہیں +

جب بودھ مذہب کے زوال کے باعث ہندو مذہب
ترقی کر رہا تھا۔ اُس وقت عرب میں ایک نیا مذہب
پیدا ہوا۔ اس مذہب کے بانی حضرت محمدؐ صاحب سنہ ۵۷۰ء
میں پیدا ہوئے۔ اور ۴۰ برس کی عمر میں ایک نئے اور
فاتح مذہب یعنی اسلام کی اشاعت کی۔ ان کی زندگی
میں اس مذہب نے بہت کچھ ترقی کر لی۔ خاص کر عرب
کا سارا حصہ اس مذہب کے سادے اصولوں پر
مفتون ہو کر اُن پر ایمان لایا۔ سنہ ۶۳۲ء میں حضرت محمدؐ
صاحب راہی ملک بقا ہوئے۔ اُن کے انتقال کے
ایک سو سال کے اندر اندر مسلمانوں نے کئی ملکوں

پر ہندو کش تک حملے کئے - مسلمانوں کو اپنی جمعیت
بڑھانے میں تین سو سال لگے - اور پھر وہ ہندوستان
کے سر سبز میدانوں اور خوشگوار جگہوں پر قابض
ہو گئے - شروع ہی سے ان کا خیال اس دولتمند ؎ ملک
کی طرف تھا - اور یہ ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا - کہ وہ کسی
نہ کسی دن ضرور حملہ آور ہونگے +

مسلمانوں کے حملے نمبر ۱-۲

اہل اسلام میں سے اوّل ہی اوّل جس نے ہند
پر حملہ کیا - ابو العاس عامل یمن تھا - اس نے حضرت
عمر کے عہد میں ۱۵ سنہ ہجری مطابق ۶۳۶ سنہ ع کے
اندر بمبئی کے قریب مقام تھانہ پر فوج کشی کی -
اور لوٹ کا کچھ مال لے کر اُلٹا چلا گیا - پھر ۶۶۴ سنہ ع
میں جب مسلمانوں نے کابل فتح کیا - تو عرب کا ایک
امیر مہلب نام اُس راستے ہند میں ملتان تک آیا -
اور بہت سے لوگوں کو قید کرکے لے گیا + اس کے
بعد پھر کئی بار مسلمانوں نے ہند پر حملے کئے - اور یہاں
کی لوٹ سے مالا مال ہو کر اُلٹے پھر گئے + آخر ۷۱۲ سنہ ع
میں خلیفہ بغداد کے عہد میں عراق کے عامل حجاز
کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لے کر ہند پر
چڑھ آیا - اور سندھ کو فتح کر لیا + اس حملے کا
باعث یہ ہوا - کہ راجہ داہر والئے سندھ نے اہل عرب
کے کچھ جہاز لوٹ لئے تھے - اس واسطے مسلمانوں نے
سندھ پر حملہ کرکے راجہ داہر کو شکست دی - اور
ملک پر قبضہ کر لیا - ہندو اگرچہ مایوس ہو گئے تھے -

مگر اُن کی دلیری دیکھ کر حملہ آور دنگ رہ گئے - راجپوت سپاہیوں نے اطاعت قبول کرنے سے تباہ ہونا بہتر سمجھا - اُنھوں نے لکڑیاں اکٹھی کرکے ایک بڑی چتا تیّار کی - جس میں عورتوں اور بچّوں نے گر کر جان دی - راجپوت سوار نہا دھو کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے - اور دونو دروازوں کو کھول کر حملہ آوروں پر جا پڑے - اور جب تک ایک آدمی بھی زندہ رہا - میدان سے منہ نہ موڑا - کہتے ہیں - کہ ۷۵۰ء میں راجپوتوں نے مسلمانوں کو سندھ سے نکال دیا - مگر ۸۲۸ء تک سندھ ہندوؤں کے قبضے میں نہیں آیا +

خلیفہ ولید کی وفات کے بعد مامون ابن ہارون رشید نے ہند پر فوج کشی کی - لیکن راجپوتوں نے اُس کو شکست دی + اس کے بعد ڈیڑھ سو برس تک مسلمانوں نے ہند پر کوئی حملہ نہیں کیا - کیونکہ اُس وقت سے خلفا کی حکومت میں ضعف آتا گیا - اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہنچی - کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہوکر خود مختار بن بیٹھا - اور اخیر خلیفہ کے پاس صرف صوبۂ بغداد ہی رہ گیا +

۲-۱ اسلام کے حملوں کے وقت ہندوستان کی حالت

اس سے پہلے کہ اسلام کا زور ہندوستان میں ہو - مسلمان ہندوکش کے مغرب تک کل ایشیا - افریقہ اور جنوبی یورپ میں فرانس اور سپین تک جا چکے تھے - ہندوؤں کی دلیرانہ طبیعت بار بار جوش میں آتی تھی - سلطنتوں کا فوجی انتظام

بہت اچھا تھا - وندھیاچل کے شمال کی طرف تینوں دریاؤں کی وادیوں میں ہندو راجا حکمران تھے -شمال مغرب میں سندھ کے میدانوں میں اور دریاے جمنا کے اُس پار ہندو راجاؤں کا ہی زور تھا - بہار سے گنگا کی جنوبی وادی تک پال خاندان کی حکومت تھی - وندھیاچل ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کرتا تھا - اور مشرقی اور وسطی طبقے میں پہاڑی جنگجو قومیں آباد تھیں - ساحل بمبئ کی مغربی حد پر مالوے کی ریاست واقع تھی - ہند کے جنوب میں کئی بہادر ہندو راجا حکمراں تھے - یہ راجا غالباً آریا نسل کے نہیں تھے +

اسلام کی حکومت کبھی سارے ہندوستان پر نہیں ہوئی - اس میں حملے اور فتح دونو شامل ہیں - ہندو خاندان کے راجا زیادہ رقبے پر حکمران تھے - مسلمانوں کے عروج کے وقت ہندو راجا خراج ادا کرتے تھے - اور شاہی دربار میں بطور ایلچی کے روانہ ہوتے تھے - مگر مغلیہ دربار کی یہ رونق ڈیڑھ سو سال سے زیادہ نہیں رہی - اس عرصے کے اندر اندر ہی ہندوؤں نے ملک کو فتح کرنا شروع کیا - راجپوتانے کے بہادر ہندو جنوب مشرق سے دہلی پر متواتر حملے کرتے رہے - شمال مغرب کی طرف سکھ اپنی فوجی طاقت دکھا رہے تھے - مرہٹوں کی نیچ ذاتوں کی جنگجو عادتوں اور برہمنوں کی مدبرانہ تدبیروں نے مل کر جنوبی ہندوستان میں مسلمانوں سے خراج لینا شروع کیا +

اسمٰعیل سامانی

اسی زمانے میں اسمٰعیل سامانی صوبہ دار ماوراء النہر و خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہوکر بخارا کا بادشاہ بن گیا تھا + اس خاندان کے ایک بادشاہ کے ہاں الپتگیں نام ایک ترکی[۵۱] غلام تھا - جس نے اپنی عقل و دانائی کی بدولت رفتہ رفتہ یہاں تک عروج پکڑا - کہ خراسان کا حاکم بن گیا + جب بادشاہ نے وفات پائی - تو اُس کی جانشینی کی نسبت ارکانِ سلطنت میں اختلاف ہؤا - بعض تو یہ چاہتے تھے - کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائیں - اور بعض یہ کہتے تھے - کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے + الپتگیں منصور کے خلاف تھا - مگر اور ارکان سلطنت نے اُسی کو تخت پر بٹھایا - اس وجہ سے بادشاہ اور الپتگیں کی باہم رنجش ہوئی - اس پر الپتگیں خود سر ہوگیا - اور کابل و قندھار پر قبضہ کرکے اُس نے غزنی کو اپنا دارالسلطنت مقرر کر دیا +

سبکتگین

الپتگیں کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت کرکے مر گیا - اور سبکتگیں تخت

---

[۵۱] تاتاریوں کے آوارہ گرد گروہ جو وسط ایشیا میں بحیرۂ خزر سے لے کر چین کے شمال تک رہتے تھے - وہ تین بڑے قبیلوں میں منقسم کئے گئے تھے + اول منچو جو اس خطے کے منتہائے مشرق میں یعنی چین کے شمال کی طرف رہتے تھے + دوم منگول یا مغل جو اس خطے کے وسط میں تبت کے شمال میں رہا کرتے تھے + سوم ترک مغلوں سے مغرب کی طرف رہتے تھے +

پر بیٹھا۔ سبکتگین اصل میں یزد جرد شاہ فارس کی نسل سے تھا۔ مگر زمانے کی گردش سے تباہ و خستہ ہوکر ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا۔ اور وہ اسے بخارا لے آیا۔ یہاں الپتگین نے اُسے ہونہار دیکھ کر خرید لیا۔ اور اُس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے سپہ سالاری کے رُتبے تک پہنچا دیا۔

بعض پُرانے مؤرخوں نے سبکتگین کی خوش خلقی اور رحمدلی کے باب میں جس سے اُس کی سپاہ اُس پر جاں نثار کرتی تھی۔ یہ دلکش داستان لکھی ہے۔ کہ جب وہ ادنےٰ درجے کے سواروں کے زمرے میں ملازم تھا۔ ایک دن جنگل میں شکار کھیلنے گیا۔ وہاں کہیں ایک ہرنی اپنے بچے کے ساتھ چرتی ہوئی اُس کو نظر آئی۔ اُس کے جی میں آیا۔ کہ کسی طرح اس بچے کو پکڑ لیجیے۔ اس خیال سے گھوڑے کو ایڑ لگاکر اُس کی طرف جھپٹا۔ اور آخر اُس کو پکڑ کر فتراک سے باندھ لیا۔ اور گھر کی راہ لی۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو دیکھتا کیا ہے۔ کہ اُس بچے کی ماں درد انگیز آواز سے روتی ہوئی پیچھے پیچھے چلی آتی ہے۔ ہرنی کا یہ حال دیکھ کر سبکتگین کا دل بھر آیا۔ اور وہیں اُس نے بچے کو چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر اُس کی ماں کی جان میں جان آگئی۔ اور خوشی خوشی بچے کو ساتھ لے چوکڑیاں بھرتی جنگل کی طرف چلی گئی۔ مگر دور تک اُلٹی پھر پھر کر دیکھتی جاتی تھی۔ گویا زبان حال سے

سبکتگین کی رحمدلی کا شکریہ ادا کرتی تھی + اسی رات سبکتگین کو خواب میں ایک فرشتہ نظر آیا۔ اور اُس نے بشارت دی۔ کہ تونے جو آج اُس جانور کو مصیبت اور درد میں مبتلا دیکھ کر اُس پر رحم کھایا۔ یہ خدائے جل شانہٗ کو بہت پسند آیا۔ اس کے صلے میں تجھ کو غزنی کی سلطنت ملیگی۔ مگر دیکھ۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اس منصب عالی پر پہنچ کر یہ خوبیاں جاتی رہیں۔ اور جس قدر اب بے زبان جانوروں پر ترس کھاتا ہے۔ اُس وقت آدمیوں پر اس سے بھی کم رحم کرے + غرض سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی کرکے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا +

اُس وقت لاہور میں راجہ جیپال جو ذات کا برہمن[له] تھا۔ راج کرتا تھا۔ اُس نے دریائے سندھ سے اُتر کر پشاور کی گھاٹی میں جو افغانستان سے پنجاب کو آتی ہے۔ سبکتگین پر حملہ کیا۔ اس وجہ سے سبکتگین نے پنجاب پر دو دفعہ یورش کی۔ اور جیپال اور اُس کے سارے راجپوت رئیسوں اور دہلی و اجمیر و قنوج وغیرہ کے راجا جو اُس کی مدد کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اُن سب کو شکست فاش دے کر اور بہت سا مال لیکر

له برہمنوں کا خاندان اس وقت پنجاب کی راج دھانی لاہور میں حکومت کرتا تھا۔ اُسے بعض مصنّف سانڈ اور سوار کا خاندان لکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے سکّوں پر سانڈ اور سوار کی تصویریں بنی ہوئی ہوتی تھیں +

غزنی کو مراجعت کی +

۱۔ سلطان محمود غزنوی

امیر سبکتگین اور راجہ جیپال میں جو لڑائیاں ہوئیں - اُن میں محمود بھی شریک تھا - اس لئے اُس کو خوب یقین ہوگیا تھا - کہ ہند ایک بڑا دولتمند اور زرخیز ملک ہے - اور یہاں کے راجپوت سپاہی کیسے ہی بہادر کیوں نہ ہوں - مگر کوہستان کے زبردست اور زحمت کش حملہ آوروں کے سامنے ہرگز نہیں ٹھیر سکتے - اس لئے اُس نے ۹۹۶ء میں غزنی کے تخت پر جلوس فرما کر پہلے تو ماوراء النہر کا ملک جو بحیرۂ خزر سے لے کر دریائے اٹک تک پھیلا ہوا تھا - اُس میں اپنا سکہ بٹھایا - اور پھر عنان توجہ ہند کی طرف پھیری + محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی - مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی - کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے - اور اُس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا - کہ خلیفۂ بغداد نے اُس کے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گراں بہا خلعت اُس کے پاس بھیجا تھا - اور امین الملۃ یمین الدولۃ خطاب دیا تھا - پس محمود نے یہ عہد کر لیا تھا - کہ میں دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہند پر حملہ کرونگا +

سلطان محمود نے چونتیس برس سلطنت کی - اور اس عرصے میں سترہ دفعہ ہند پر حملہ کر کے بیقیاس

دولت و مال غزنی کو لے گیا۔ جس سے وہاں کے لوگ بھی خوب مالا مال ہو گئے۔ اور شہر بھی عمدہ اور عالیشان عمارتیں بن جانے سے نہایت خوبصورت ہوگیا۔ نگر کوٹ اور تھانیسر اور سومنات کے بڑے بڑے تیرتھوں اور متھرا کے مقدس شہر پر حملہ کرنے سے خاصکر بیشمار زر و جواہر محمود کے ہاتھ آیا + چونکہ محمود مندروں اور بتوں کے توڑنے میں ہمیشہ بڑا سرگرم رہا۔ اس لئے اُس کا لقب بُت شکن پڑ گیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ اگرچہ محمود نے ہند کو مشرق میں قنوج اور جنوب میں سومنات تک تاخت و تاراج کیا۔ مگر اُس نے مستقل سلطنت صرف پنجاب میں ہی قائم کی۔ اور لاہور میں ایک نائب السلطنت مقرر کیا۔ ہند میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز یہی ہے۔ اس کے سترہ حملوں میں سے یہ بارہ بہت مشہور ہیں +

پہلا حملہ ۱۰۰۱ء۔ یہ حملہ راجہ جے پال اوّل والئے لاہور پر ہوا۔ جس میں راجہ کو شکست ہوئی۔ اور محمود قلعہ ویہند[لہ] فتح کرکے غزنی کو اُلٹا پھر گیا۔ راجہ جے پال غیرت کے مارے زیست سے بیزار ہوکر چتا میں بیٹھ کر مر گیا۔ اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا راجہ انند پال سلطنت غزنی کا باجگزار راجہ بنا +

لہ ویہند دریائے سندھ پر قلعۂ اٹک سے پندرہ میل شمال کی طرف تھا + اکثر مؤرخوں نے اس کو غلطی سے بھٹنڈا لکھا ہے۔ جو دریائے ستلج کے پار ہے +

دوسرا حملہ ۱۰۰۴ء - یہ حملہ راجۂ بھیرہ[لہ] پر ہؤا - اور وجہ یہ تھی - کہ راجہ نے خراج ادا نہیں کیا تھا +

تیسرا حملہ ۱۰۰۵ء - یہ حملہ اس واسطے ہؤا تھا - کہ ابوالفتح لودھی صوبہ دار ملتان نے انند پال کے ساتھ سازش کرکے سلطان محمود کی اطاعت سے انحراف کیا تھا + محمود نے اوّل انند پال کو پشاور کے قریب شکست دی - پھر ملتان کا محاصرہ کرکے ابوالفتح کو مطیع کیا +

چوتھا حملہ ۱۰۰۸ء - یہ حملہ راجہ انند پال پر ہؤا - اور پہلے حملوں کی نسبت زیادہ تر مشہور ہے - کیونکہ راجہ نے اُس وقت اُجین - گوالیار - کالنجر - دہلی اور اجمیر کے راجاؤں کے پاس قاصد بھیج کر سب کو محمود کے لڑانے کے لئے بلایا - اور پنجاب میں اس قدر فوج جمع ہوئی - کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی + لکھا ہے - کہ اُس وقت ہندوؤں کے دلوں میں عموماً ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا - اور کیا مرد - کیا عورت سب کے سب جان و مال سے مدد دینے کو تیار تھے - چنانچہ اُن کی عورتوں نے جواہرات اور زیور بیچ کر اس جنگ میں مدد دی - اور گکھڑ اور پہاڑی جنگجو قوموں نے متفق ہوکر محمود کو چاروں طرف سے گھیر لیا - مگر محمود کی دلیری اور استقلال میں ذرا فرق نہ آیا -

---

لہ بھیرہ دریائے جہلم کے کنارے پر ہے +

اور اٹک کے قریب راجہ کو شکست فاش دی - مگر اس لڑائی میں محمود کا بھی بہت سا نقصان ہوا- پھر محمود نگر کوٹ یعنی کوٹ کانگڑہ کی طرف روانہ ہوا + یہ مقام ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے- اور کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے- یہاں پہنچ کر محمود نے مندر کو خوب لوٹا - اور بے شمار دولت لے کر غزنی کی طرف مراجعت کی +

پانچواں حملہ ۱۰۱۰ء - اس حملے میں محمود نے ملتان فتح کیا - اور ابوالفتح لودھی کو قید کرکے غزنی لے گیا +

چھٹا حملہ ۱۰۱۴ء - اس حملے میں محمود نے تھانیسر کے مشہور تیرتھ کو جو سرستی اور جمنا کے مابین واقع ہے - لوٹا - اور شہر کو جلا دیا - اور بے شمار ہندوؤں کو قید کرکے غزنی لے گیا +

ساتواں حملہ ۱۰۱۵ء - یہ حملہ کشمیر پر ہوا- مگر فوج رستہ بھول گئی - اور جاڑے کا موسم آگیا- اس لئے نہایت زحمت اٹھائی - اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے +

آٹھواں حملہ ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ء - یہ حملہ قنوج اور متھرا پر ہوا- اور سومنات کے حملے کے سوا سب سے زیادہ مشہور ہے + اس دفعہ محمود کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی - جو اس نے بخارا اور سمرقند کے جدید علاقوں سے بھرتی کی تھی + محمود یہ فوج ہمراہ لے کر پشاور سے روانہ ہوا- اور پہاڑوں کے نیچے نیچے پنجاب کے دریاؤں کے منبعوں کے قریب ہوتا ہوا قنوج پہنچا +

اُس زمانے میں قنوج کمال رونق پر تھا۔ اس میں اس قدر دولت تھی۔ کہ جس کا کچھ حد و حساب نہیں۔ اور یہاں کا راجہ جو اکثر مہاراجہ ادھیراج کے لقب سے ممتاز ہُوا کرتا تھا۔ اُس کا دربار شہابت تجمل کا تھا + جب محمود قنوج پر آیا۔ تو راجہ نے اپنے تئیں اُس کے حوالے کر دیا۔ اس پر محمود اُس کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا۔ بلکہ اُس کا دوست بن گیا۔ اور تین دن قیام کر کے وہاں سے رخصت ہُوا +

قنوج سے ہوکر محمود متھرا آیا۔ جو کرشن چندر کی ولادت گاہ ہونے کے باعث ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے + اس شہر کی خوبی اور مندروں کی خوبصورتی دیکھ کر محمود لوٹ گیا۔ اور اُس کا یہ جی چاہا۔ کہ غزنی کے اجاڑ پہاڑوں پر بھی ایسی ہی عماتیں بنوائے۔ یہاں محمود نے اپنی فوج کو بیس روز تک شہر لوٹنے کی اجازت دی + اس کے بعد غزنی کو واپس چلا گیا + متھرا سے اس کی فوج اس قدر ہندوؤں کو پکڑ کر لے گئی۔ کہ غزنی میں دو دو روپے ہندو غلام بکا +

نواں حملہ ۱۰۲۲ء۔ یہ حملہ راجۂ کالنجر پر اس وجہ سے ہُوا۔ کہ اُس نے راجۂ قنوج پر محمود کی اطاعت قبول کر لینے کے باعث فوج کشی کر کے اُس کو قتل کر ڈالا تھا + اس لڑائی میں جیپال دوم والئے لاہور

راجۂ کالنجر کی مدد پر تھا۔ اس لئے محمود نے اُس کو شکست فاش دے کر لاہور پر دخل کر لیا۔ اور وہاں اپنا ایک نائب مقرر کر دیا۔ جس سے ہند میں سلطنتِ اسلامیہ کی بنیاد پڑ گئی ۔

دسواں حملہ ۱۰۲۳ء۔ محمود نے دوبارہ کشمیر کا عزم کیا۔ مگر اب کے بھی کچھ کامیاب نہ ہؤا +

گیارھواں حملہ ۱۰۲۴ء۔ اس حملے میں گوالیار اور کالنجر کے راجاؤں نے محمود کی اطاعت قبول کی۔ اور ان دونو مقاموں سے بہت سا زر و جواہر اور ہاتھی اُس کے ہاتھ آئے +

بارھواں حملہ ۱۰۲۶و۱۰۲۷ء۔ محمود کا یہ اخیر حملہ سومنات پر ہؤا۔ یہ جزیرہ نمائے گجرات میں ایک مشہور و معروف مندر ہے + اس مہم میں محمود کو ایک بڑا دور و دراز اور دشوار گزار سفر پیش آیا۔ اوّل وہ ملتان میں داخل ہؤا۔ پھر تمام ریگستان کو کھوندتا ہؤا گجرات کے قدیم پایۂ تخت انھلواڑہ میں پہنچا + یہاں کا راجہ بھیم ڈر کے مارے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پھر یہاں سے محمود سومنات کے مندر پر آیا + چونکہ یہ بڑا مشہور تیرتھ تھا۔ اس لئے اس کی حفاظت کو راجپوت راجا ہر طرف سے آکر جمع ہو گئے تھے۔ مگر محمود کے سپاہیوں کے آگے اُن کی کچھ پیش نہ چلی + تین روز تک لڑائی کا بازار خوب گرم رہا۔ آخر محمود نے فتح پائی۔ اور بے شمار دولت اُس کے ہاتھ

آئی + ہندوؤں کا اس لڑائی میں بڑا نقصان ہؤا۔ اُن کے پانچ ہزار بہادر سوار لڑائی میں کام آئے۔ باقی کشتیوں میں بیٹھ کر چلتے بنے + بعض مؤرخوں نے لکھا ہے۔ کہ وہاں کے پوجاریوں نے کروڑوں اشرفیاں محمود کے روبرو پیش کر کے التجا کی۔ کہ وہ سومنات کی مورت کو نہ توڑے۔ مگر اُس نے منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ میں قیامت کے دن اپنا نام بت فروش رکھوانا نہیں چاہتا۔ پھر جب اُس نے اپنے ہاتھ سے مورت کو توڑا۔ تو اُس میں سے اس قدر جواہرات نکلے۔ کہ پجاریوں کی رقم سے کہیں زیادہ قیمت کے تھے + محمود مندر کے دروازے اور مورت کے ٹکڑے غزنی لے گیا۔ راستے میں اُس کے لشکر کے بہت سے آدمی تباہ ہوئے +

محمود کے حال میں مؤرخوں نے ایک بڑا دلچسپ قصہ لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بڑا صاحبدل اور منصف مزاج تھا۔ اور جب کوئی اُس کو نیک صلاح دیتا تھا۔ تو ہر چند وہ اُس کی طبیعت کے خلاف بھی ہوتی۔ فوراً مان لیتا تھا + لکھا ہے۔ کہ غزنی سے ایران کو جو سڑک جاتی ہے۔ اُس پر بلوچی قزاقوں نے ایک مضبوط قلعہ لے لیا تھا۔ اور جو سوداگر وہاں سے گذرتے تھے۔ اُن کو وہ لوٹ لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے تاجروں کے ایک قافلے کو لوٹا۔ اور خراسان کے ایک نوجوان کو مار ڈالا۔ اُس جوان کی بڑھیا ماں روتی پیٹتی

محمود کے پاس آکر داد خواہ ہوئی + بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ وہ مقام میرے پایۂ تخت سے بہت دور ہے۔ اس لئے وہاں ایسی واردات کا انسداد نہیں ہوسکتا + یہ سن کر اُس مظلومہ نے جواب دیا۔ کہ پھر جس ملک کا تو اچھی طرح انتظام نہیں کرسکتا۔ اُسے تُونے اپنے قبضے میں کیوں رکھ چھوڑا ہے؟ بڑھیا کی اس بے لاگ بات سے بادشاہ کے دل پر بڑی چوٹ لگی۔ چنانچہ وہ اُن قزاقوں کے غارت کرنے پر مستعد ہوا۔ اور اسی وقت حکم دیا۔ کہ آئندہ جو قافلہ اُس سڑک پر جایا کرے۔ اُس کے ساتھ ایک جرار گارد ہوا کرے +

اس بادشاہ کے تذکرے میں ایک اور مشہور قصہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس میں ایک عیب بھی تھا۔ یعنی بعض اوقات انصاف پر طمع غالب ہو جاتی تھی + محمود کو شعر و سخن کا بہت شوق تھا۔ اور شاعروں کی بڑی قدر کرتا تھا + فردوسی جو دنیا میں فارسی زبان کا ایک بڑا زبردست شاعر گزرا ہے۔ اِن پر بادشاہ کی بڑی نظر عنایت تھی۔ بادشاہ نے فردوسی کو شاہنامہ لکھنے کا حکم دیا۔ اور فی شعر ایک اشرفی عطا کرنے کا وعدہ کیا + فردوسی نے بڑا خون جگر کھا کر ساٹھ ہزار شعر لکھے۔ اور کتاب شاہنامہ مرتّب کرکے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی + اس کتاب کی نظم ایسی عمدہ ہے۔ کہ جب تک فارسی زبان دنیا میں باقی ہے۔ اس کی شہرت کبھی کم نہ ہوگی۔ ساٹھ ہزار شعر دیکھ کر محمود

اپنے وعدے سے پھر گیا۔ اور دون ہمتی سے فردوسی کو صرف ساٹھ ہزار روپے یعنی انعام موعودہ کا سولھواں حصّہ دینے لگا + اس کو فردوسی نے منظور نہ کیا۔ اور ناراض ہوکر غزنی سے چلا گیا + کہتے ہیں۔ کہ پیچھے محمود نے نادم ہوکر فردوسی کے پاس پورا انعام بھیجا۔ مگر جب اُس کے قاصد اشرفیوں کے توڑے لے کر فردوسی کے گھر پہنچے ہیں۔ اُس وقت فردوسی کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور لوگ اُس کا جنازہ لئے جاتے تھے +

سلطنت غزنی کا زوال

سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچھ زیادہ اُس کی اولاد کے قبضے میں رہا۔ لیکن وسط ایشیا میں جو سلطنت غزنی کا علاقہ تھا۔ وہ اس سے پہلے ہی اُن کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ انجام کار غور جو افغانستان میں غزنی اور ایران کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے۔ اُس کے بادشاہوں نے خاندان غزنی کو مغلوب کر لیا۔ اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کیا۔ اس سے کچھ پیشتر خاندان غزنی کا اخیر بادشاہ قید خانے میں قتل ہوچکا تھا + اُس زمانے میں اجمیر۔ دلی۔ قنوج۔ میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجا شمالی ہند میں حکمراں تھے۔ اور چونکہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا۔ کہ میں سب پر غالب ہو جاؤں۔ اس وجہ سے ان کے باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے +

دوسری فصل - افغان پادشاہان دہلی

خاندان غلاماں

۱- پرتھی راج

بارھویں صدی کے اخیر میں جس قدر راجا شمالی ہند میں حکمرانی کر رہے تھے - اُن سب میں پرتھی راج جس کو رائے پتھورا بھی کہتے ہیں - نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتوں کی بہادر قوم کی ناک تھا + ہندوؤں میں جن نامی گرامی سورماؤں کے افسانے زبان زد خلائق ہیں - اُن میں پرتھی راج بھی داخل ہے + چندر بردے جو ایک نامی ہندی شاعر گزرا ہے - اس راجہ کا نہایت مدّاح اور دوست تھا - چنانچہ اس نے اپنے اشعار میں اس کی بڑی تعریف لکھی ہے +

پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونے کی وجہ یہ بھی تھی - کہ وہ اجمیر اور دلّی دونو سلطنتوں کا راجہ تھا + اجمیر کی سلطنت تو اُس کو اپنے باپ سومیشور سے جو راجپوتوں کی قوم چوہان کا راجۂ اجمیر تھا - میراث میں پہنچی تھی - اور دلّی کی سلطنت ہاتھ لگنے کی یہ کیفیت ہے - کہ اُس کا نانا اننگ پال جو راجپوتوں کی قوم توار کا راجۂ دہلی تھا - اس کے ہاں کوئی بیٹا تو تھا نہیں - صرف بیٹیاں ہی تھیں - جن میں سے ایک

کی اولاد تو جے چند راجۂ قنوج تھا۔ اور دوسری کی پرتھی راج۔ اس کو انگ پال نے متبنّےٰ کر لیا تھا ٭ یہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری۔ اور اُس نے پرتھی راج کے راجۂ دہلی ہونے میں بہت کچھ مزاحمت کی۔ مگر ایک پیش نہ گئی۔ آخر دہلی کا راج بھی پرتھی راج ہی کے ورثے میں آیا۔ اور اس طرح وہ دونو سلطنتوں کا راجہ ہوگیا ٭

۲- شہاب الدین عرف محمد غوری

اس بہادر راجہ کو گدی پر بیٹھے ابھی بہت عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ اس پر ایک ایسا زبردست غنیم چڑھ آیا۔ کہ کبھی پیشتر ہند پر حملہ آور نہ ہؤا تھا ٭ یہ غنیم شہاب الدین عرف محمد غوری تھا۔ جو ایک بڑا بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا ٭ غور کا بادشاہ تو در حقیقت شہاب الدین کا بڑا بھائی غیاث الدین تھا۔ مگر وہ اس کی نسبت صلح جو اور امن دوست تھا۔ اس لئے جب اُس نے غور کے تند خو اور دیو ہیکل افغانوں کی مدد سے غزنی کو فتح کر لیا۔ تو شہاب الدین کو وہاں کا بادشاہ مقرر کر کے آپ غور کو واپس چلا گیا ٭ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبھال چکا۔ تو اُس نے ہند کا قصد کیا ٭ اوّل تو ملتان کو فتح کیا۔ پھر دوسرے سال راجۂ انھلواڑہ پر فوج کشی کی۔ مگر زک پائی ٭ اس کے بعد خاندان غزنی کا بادشاہ خسرو ملک جو لاہور میں حکمراں تھا۔ اُس کو گرفتار کر کے سنہ ۱۱۹ء میں لاہور سے وسط ہندوستان کی طرف

بڑھا - اور ستلج اُتر کر قلعۂ سرہند کو جو انبالے کے شمال میں ہے - فتح کر لیا + اب پرتھی راج بھی اپنے چوہان راجپوتوں اور اور مددگاروں کی زبردست فوج ساتھ لے کر شہاب الدین محمد غوری کے مقابلے پر نکلا - اور تھانیسر کے قریب موضع نراوڑی کے پاس ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی + اس لڑائی کی کیفیت ایک مسلمان مؤرخ نے اس طرح لکھی ہے - کہ جب طرفین کی فوج میدان جنگ میں صف آرا ہوئی - تو سلطان شہاب الدین نے بھالا لیکر پرتھی راج کے ایک بڑے سورما سردار گوبند رائے کے ہاتھی پر حملہ کیا - یہ سردار بھی سلطان سے دو دو ہاتھ کرنے کو آگے بڑھا - مگر سلطان نے جس کو رستم ثانی اور شیرِ زماں کہنا بجا ہے - گوبند رائے کے منہ پر ایک ایسا بھالا مارا - کہ اُس کے دو دانت ٹوٹ کر حلق میں جا پڑے - پھر دشمن نے بھی وار کیا - اور سلطان کے بازو پر زخم شدید پہنچا + زخم کھا کر بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور ایک طرف چلا گیا - کیونکہ اس زخم سے اس شدت کا درد ہوُا - کہ وہ اپنے تئیں گھوڑے پر نہ سنبھال سکا + یہ دیکھ کر فوج شاہی کے پیر اُکھڑ گئے - اور بالکل جی چھوٹ گیا + شدت درد سے بے تاب ہو کر گھوڑے پر سے گرنے ہی کو تھا - کہ ایک طرار اور بہادر جوان جو قوم کا خلجی پٹھان تھا - اُس کو پہچان کر جھٹ اُس کے پیچھے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا + اور اُس کو سنبھال کر میدان جنگ سے باہر لے آیا + جب محمد غوری

اپنی سپاہ کی نظر سے غائب ہوگیا۔ تو پھر فوج کے پیر کہاں تھے۔ ایسی بے اوسان ہو کر بھاگی۔ کہ جب تک دور پہنچ کر اپنے دشمنوں کے تعاقب سے محفوظ نہ ہوگئی۔ اُس کی جان میں جان نہ آئی +

جب پرتھی راج کو یہ بڑی دھوم دھام کی فتح نصیب ہوئی۔ تو اُس نے تمام راجپوت راجاؤں کو متفق کرکے ایک بڑا زبردست جتھا بنانا شروع کیا۔ تاکہ اگر اُس کے ہیبت ناک مخالف افغان پھر اس پر چڑھ آئیں۔ تو اُن کو مغلوب کرسکے + اس میں وہ یہاں تک کامیاب ہُوا۔ کہ جب دوسری دفعہ محمد غوری کے مقابلے پر میدان میں آیا۔ تو ڈیڑھ سو سے زیادہ راجپوت راجا اُس کے ہمرکاب تھے۔ مگر اُس کے خالہ زاد بھائی راجہ جے چند والئے قنوج کی قدیمی عداوت و حسد نے ہندوؤں کا کام بگاڑ دیا +

محمد غوری جب سے زک اُٹھا کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ اپنی فوج کو آراستہ اور تیار کرنے میں ہمہ تن مصروف رہا + لکھا ہے۔ کہ جن سرداروں نے تراوڑی کے میدان پر پیٹھ دکھائی تھی۔ اُن کو اُس نے یہ سزا دی۔ کہ جَو کے توبڑے اُن کے منہ سے بندھوا کر شہر غور کے چاروں طرف پھرایا۔ جس سے یہ مراد تھی کہ وہ آدمی نہ تھے بلکہ گدھے تھے۔ اور اُن میں سے جنھوں نے جَو کھانے سے انکار کیا۔ اُن کے سر قلم کردئے۔ اس لئے اکثر امرا نے توبرے کے جَو کھانے

منظور کیئے +

تھانیسر کی دوسری جنگ

محمد غوری ہند کے ملک کو محمود غزنوی کی فتوحات کے باعث اپنا حق سمجھتا اور راجپوتوں کو جو بڑے مغرور تھے - بزور شمشیر طریق اسلام پر لانا چاہتا تھا- اس کے علاوہ وہ میدان جنگ میں پرتھی راج سے جو ایک زک کھا چکا تھا - اُس کے انتقام کے لیئے بھی دانت پیستا تھا- غرض محمد غوری دوسرے سال خوب طرح تیار ہوٗا - اور ایک لاکھ بیس ہزار بڑے جرّار سوار اور چالیس ہزار سپہ اور گھڑ چڑھے جو اسی قدر جری نہ تھے- اپنے ہمراہ لے پھر دلّی کی طرف بڑھا + دوسری طرف بھی لاکھوں سورما راجپوت پرتھی راج کے جھنڈے تلے لڑنے مرنے کو تیار کھڑے تھے- کیونکہ وہ خوب طرح جانتے تھے- کہ ہمارے گھر بار- ملک و مذہب اور کل چیزوں کی بازی اس لڑائی پر لگ رہی ہے- غرض ۱۱۹۳ء میں ہندو اور مسلمانوں کے باہم تھانیسر کے میدان پر پھر ایک بڑا معرکہ ہؤا- اس وقت ہندوؤں کے دلوں میں حب وطن نے ایک ایسا جوش پیدا کیا تھا- کہ وہ مسلمانوں سے خوب ہی جی توڑ توڑ کر لڑے- مگر محمد غوری کے مضبوط اور قواعد داں جوانوں کے آگے کچھ پیش نہ گئی + گوبند راے جس نے محمد غوری کو پہلی لڑائی میں زخمی کیا تھا- عین معرکۂ جنگ میں مارا گیا- اور اُس کے آگے کے دو دانت جو پہلی لڑائی میں

محمد غوری کے بھالے کی ضرب سے ٹوٹ گئے تھے۔ اُن سے اُس کا سر میدان میں پڑا ہُوا پہچانا گیا +

جب پرتھی راج نے دیکھا۔ کہ اب میدان ہاتھ سے گیا۔ اور اُس کی فوج میں کچھ دم باقی نہیں رہا۔ تو اپنے ہاتھی سے اُتر گھوڑے پر سوار ہو میدان جنگ سے اُلٹا پھرا۔ تاکہ اپنی پراگندہ فوج کو جمع کرکے ایک بار پھر مقابلہ کرے۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ قید ہوکر مارا گیا۔ اور اُس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہند میں قائم اور مستحکم ہوگئی +

۲- ہندوستان پر سلطنت اسلامیہ کا تسلط

اس مقام پر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مملکت ہند پر غیر سلطنت کے بادشاہوں کا اس طرح تسلط ہو جانا ہند کے راجاؤں کے باہمی نفاق کا نتیجہ تھا۔ اس کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جے چند راجۂ قنوج پرتھی راج سے بڑی عداوت رکھتا تھا۔ اور جب وہ خود اُس پر غالب نہ آسکا۔ تو محمد غوری کو شہ دے کر اُس پر حملہ کرنے کو برانگیختہ کیا۔ اور جس وقت تھانیسر پر محمد غوری دلّی اور اجمیر کے چوہان اور توار راجپوتوں کا ستھراؤ کر رہا تھا۔ اُس وقت جے چند قنوج میں بیٹھا سیر دیکھتا رہا + حق یہ ہے۔ کہ اُس نے یہ نالائق حرکت کرکے صرف اپنے بھائی پرتھی راج ہی سے بے وفائی نہیں کی۔ بلکہ اپنے سارے ملک سے دغا کی۔ مگر ساتھ ہی اُس کی سزا بھی اُس کو قرار واقعی ملی۔ کیونکہ دوسرے سال

سنہ ۱۱۹۴ء میں محمد غوری نے اُس کی بھی خوب خبر لی۔ یعنی دوابۂ گنگ و جمن میں مقام چندواڑ[۱] پر جنگ کرکے اُس کو بھی شکست فاش دی + اسی اثنا میں قطب الدین ایبک جو اصل میں محمد غوری کا ایک غلام اور اُس وقت فوج شاہی کا سردار اعظم تھا۔ اس نے دہلی اور اور مقاموں کو جو راجپوتوں کے دار الریاست تھے۔ فتح کرکے آخرکار کل ہندوستان پر تسلط کرلیا + اس کی لیاقت اور وفاداری پر محمد غوری کو اس قدر تکیہ تھا۔ کہ وہ خود تو افغانستان کو واپس چلا گیا۔ اور اُس کو ہند میں اپنا نائب السلطنت مقرر کرگیا + تیرہ برس بعد محمد غوری پھر ہند میں آیا۔ مگر اُس وقت گکھڑوں نے جو ہند کے اصلی باشندوں میں سے تھے۔ اُس کو داؤ پاکر پنجاب میں قتل کر ڈالا۔ لیکن اُس وقت سارے شمالی ہند پر اسلام کا بخوبی تسلط ہوگیا تھا۔ کیونکہ ادھر تو قطب الدین نے بہت سا ملک تسخیر کرلیا تھا۔ اور اُدھر بختیار خلجی نے بہار اور بنگالہ فتح کرلیا تھا + غرض سنہ ۱۲۰۶ء میں محمد غوری کی وفات کے بعد قطب الدین ہندوستان کا سلطان قرار پایا۔ اور شہر دہلی اُس کا پایۂ تخت ہوا + قطب الدین فنِ سپاہ گری سے خوب واقف اور سخاوت و فیاضی میں ایسا حاتم تھا۔ کہ اُس کا لقب لک بخش یا لک داتا

[۱] اب یہ مقام فیروز آباد کے نام سے مشہور اور قسمت آگرہ میں واقع ہے +

پڑ گیا تھا۔ اکبر کے زمانے تک یہ کیفیت رہی - کہ جب کبھی فیاضی اور سخاوت میں کسی کی تعریف کرنی منظور ہوتی تھی۔ تو کہا کرتے تھے - کہ وہ قطب الدین ثانی ہے +

۵- خاندان غلاماں

چونکہ قطب الدین خود بھی سلطان محمد غوری کا ایک غلام تھا اور اُس کے جانشین بھی یا خود غلام تھے - یا غلاموں کی اولاد تھے - اس لئے اُس خاندان کا نام خاندان غلاماں مشہور ہوگیا ہے + اس خاندان کی سلطنت کوئی سو برس تک رہ کر
۱۲۹۰ء میں ختم ہوگئی + اس زمانے میں شمالی ہند کے اندر میواڑ کے سوا ہندوؤں کی حکومت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور جن مسلمان سرداروں نے سندھ اور بنگالہ اور دور دور کے اضلاع فتح کئے تھے - وہ اگرچہ اکثر سرکش بھی ہو جایا کرتے تھے - مگر پھر بھی سلاطین دہلی اُن کو عموماً مطیع و فرمانبردار رکھتے تھے + اس خاندان میں یہ بادشاہ نہایت مشہور گزرے ہیں + اول شمس الدین التمش - دوم اُس کی بیٹی سلطانہ رضیہ جس کے سوا کوئی اور عورت کبھی تخت دہلی پر نہیں بیٹھی - سوم بلبن +

۶- شمس الدین التمش

شمس الدین التمش اصل میں تو ایک عالی خاندان کا شخص تھا - مگر انقلاب روزگار سے بچپن میں قطب الدین ایبک کے ہاتھ فروخت ہوا تھا - اور قطب الدین نے اُسے بہت لائق و فائق دیکھ کر اپنی

بیٹی کی شادی اُس کے ساتھ کردی تھی + قطب الدین کے بعد شمس الدین التمش اُس کے بیٹے آرام کو تخت سے اُتار کر آپ بادشاہ ہوگیا۔ یہ بادشاہ غلام بادشاہوں میں سب سے بڑا ہؤا ہے۔ اس نے سندھ کے بادشاہ کو بھی اپنا مطیع کیا۔ اور خلجی سردار جو محمد بختیار خلجی کے بعد بنگالہ کے فرمانروا ہوئے۔ اُن کو بھی حلقہ بگوش کرلیا۔ اور ہندوستان میں ہندوؤں کی جس قدر ریاستیں نہایت زبردست تھیں۔ اُن سب کو فرمانبردار کرکے اس استحکام کے ساتھ اپنی حکومت قائم کی۔ کہ اُس کے پیچھے اُس کی بیٹی اور تین بیٹے اور پھر ایک پوتا نوبت بنوبت دہلی کے تخت پر متمکّن ہوئے + التمش کی سلطنت ۱۲۱۱ء سے ۱۲۳۵ء تک رہی +

۲- مغلوں کی آمد اور راجپوتوں کی سرکشیاں

مغلوں کی آمد آمد اور راجپوتوں کی سرکشیوں نے خاندان غلاماں کی جڑ کھوکھلی کردی۔ کہتے ہیں۔ کہ مغل اوّل اوّل شمال مشرقی بنگال میں آئے۔ اور آیندہ ۴۳ سال کے عرصے میں افغانستان کے دروں میں سے ہوکر بار بار پنجاب پر حملہ آور ہوئے۔ ہندوستان کے جنگلی باشندوں مثلاً گکھڑوں اور میوات کے پہاڑی علاقوں کے رہنے والوں نے پنجاب کے اسلامی مقبوضات کو دہلی تک تہ و بالا کردیا +

راجپوتوں کی بار بار کی سرکشیوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی طاقت اب تک کمزور نہیں ہوئی تھی +

غلام بادشاہوں کے عہد میں صرف ہندوستان کا شمالی آدھا حصّہ ہی اسلام کے قبضے میں آیا۔ہندوؤں نے مالوہ۔راجپوتانہ سے بندھیل کھنڈ اور دہلی تک (گنگا اور جمنا کے کناروں کے برابر برابر) کئی دفعہ فساد برپا کیا +

۲- سلطانہ رضیہ بیگم

سلطانہ رضیہ التمش کی بیٹی بڑی لئیق اور صاحبِ ہمّت تھی۔وہ سلطانہ نہیں۔بلکہ سلطان کے لقب سے مشہور تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔کہ اُس میں اوائل سلطنت میں تو اُس کے باپ کے سب اوصاف جہانداری موجود تھے۔مگر پیچھے وہ اپنے دربار کے ایک حبشی غلام پر حد سے زیادہ مہربانی کرنے لگی۔اس سے سارے امرا ناراض ہو گئے۔ اور انجام کار اُس کو معزول کرکے قتل کر ڈالا۔ اور اُس کے ایک بھائی کو تخت پر بٹھا دیا +

۳- غیاث الدین بلبن

غیاث الدین بلبن پہلے تو سلطان ناصر الدین محمود ابن التمش کا وزیر تھا۔مگر جب یہ نیک نہاد بادشاہ لاولد مر گیا۔تو بلبن جو التمش کا داماد بھی تھا۔تخت پر بیٹھا + اُس بادشاہ کے مزاج میں بڑی سخت گیری تھی۔ اور وہ اپنی فوج کو بہت شائستہ رکھتا تھا۔ اس کے سردار طغرل خاں حاکم بنگالہ کی سرکشی اس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ ہے + طغرل خاں نے ۱۲۸۲ء میں خود سر ہوکر اپنا لقب سلطان مغیث الدین طغرل

رکھا تھا - اور بلبن کے دو لشکروں کو متواتر شکست دے چکا تھا - آخر بادشاہ نے خود چڑھائی کی - اور ایک افسر شاہی دشمن کی فوج پر یکایک بڑی بہادری سے جا پڑا - اگرچہ اُس کے ہمراہ اس وقت صرف چالیس سوار تھے - مگر دشمن پر اُس کی یہ ہیبت چھائی - کہ گویا سارا بادشاہی لشکر اُس پر ٹوٹ پڑا - پس طغرل خاں بھاگ نکلا - مگر گرفتار ہوگیا - اور اُس کا سر کاٹ کر سلطان بلبن کے روبرو لایا گیا + جب یہ فساد اس طرح رفع ہوگیا - تو بادشاہ نے اپنے دوسرے بیٹے بغرا خاں کو بنگالے کا حاکم مقرر کیا + اس کے بعد جب بادشاہ کا بڑا بیٹا محمد جو حاکم ملتان تھا - مغلوں کے ساتھ بڑی بہادری سے لڑتا ہؤا کام آیا - تو بادشاہ نے بغرا خاں کو بنگالے سے دہلی بلایا - کہ وہ اُس کو وارث تخت مقرر کرے - مگر اُس نے منظور نہ کیا - اور بنگالے کی بے کھٹکے حکومت ہی پر قناعت کی - جب بلبن کا انتقال ہؤا - تو بغرا خاں کا بڑا بیٹا کیقباد تخت نشین ہؤا - اور بغرا خاں حکومت بنگالہ پر قناعت کئے وہاں کے دار الریاست لکھنوتی میں پڑا رہا +

کیقباد

سلطان کیقباد کا وزیر نظام الدین نامی بڑا بیوفا اور حریص شخص تھا - اور چونکہ بغرا خاں نے کیقباد کو اس بد طینت وزیر کی فطرتوں سے متنبہ کیا تھا - اور کیقباد کو بھی حرکات ناشائستہ سے روکا تھا - اس لئے وہ نالائق وزیر باپ اور بیٹے میں نفاق ڈالنے

کے درپے ہؤا۔ اور بادشاہ کو بنگالے پر فوج کشی کرنے کے لئے آمادہ کیا + جب دونو لشکر صوبۂ بہار میں ایک دوسرے کے مقابل آئے۔تو دو روز تو یونہی آمنے سامنے پڑے رہے۔ تیسرے دن بنگالے کے ضعیف العمر بادشاہ بغرا خاں نے اپنے نا خلف بیٹے کیقباد کو اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر ملاقات کی درخواست کی + اوّل تو وزیر بے تدبیر نے یہ چاہا۔کہ ملاقات ہونے ہی نہ پائے۔ مگر جب دیکھا۔کہ بادشاہ ملے بغیر نہیں رہیگا۔ تو اُس نادان بادشاہ یعنی کیقباد کو یہ پٹّی پڑھائی۔کہ آپ جیسے شاہنشاہ ہندوستان کا منصب اعلےٰ اس امر کا مقتضی ہے۔کہ بادشاہ بنگالہ جب باریاب ملازمت ہو۔ تو تین بار مجرا بجا لائے۔ مگر بغرا خاں نے اس کو بھی منظور کیا۔ اور جب ملاقات کا وقت آیا۔ تو اوّل کیقباد خیمۂ دربار میں بڑی شان و شوکت سے وارد ہؤا۔ پھر اُس کا ضعیف باپ بھی آہستہ آہستہ آیا۔اور تخت کے سامنے پہنچتے ہی اوّل کورنش بجا لایا۔چوبدار نے بھی حسب قاعدہ آواز لگائی۔ پھر بغرا خاں نے ذرا اور آگے بڑھ کر دوسری کورنش کی۔اور جب تخت کے پاس پہنچا۔تو تیسری کورنش کے لئے جھکنے ہی کو تھا۔کہ کیقباد کی طبیعت اپنے باپ کے اس عجز و انکسار کو دیکھ کر بھر آئی۔ وہ اپنی اس نالائق حرکت سے نہایت نادم ہوکر فوراً تخت سے اُتر پڑا۔اور اپنے ضعیف باپ سے بغل گیر ہؤا۔ پھر قصور معاف کراکر اُس کو

تخت پر بٹھایا - اور آپ بڑے ادب سے نیچے بیٹھا - اس طرح اس شریر وزیر کے سب منصوبے خاک میں مل گئے - اور بادشاہ کے بعض مقربوں نے اُس کو تھوڑے ہی عرصے بعد زہر دے کر مار ڈالا - پھر اس کی جگہ جلال الدین فیروز خلجی حاکم سمانہ وزیر ہؤا +

اس کے بعد بغرا خاں بنگالے میں ۱۲۹۲ء تک امن سے حکومت کرتا رہا + مگر کیقباد کو جلال الدین خلجی نے ۱۲۹۰ء میں قتل کر ڈالا + اس وقت سے خاندان خلجی کی سلطنت کی بنیاد پڑی - اور غلاموں کی بادشاہی کا خاتمہ ہؤا +

خاندان خلجی

خلجی حقیقت میں ایک ترکی قوم تھی - مگر ایک مدت سے افغانستان میں رہنے سہنے کے سبب پٹھان یا افغان کہلانے لگی تھی - اور ہند کے فتح کرنے میں ہمیشہ بادشاہان اسلام کی معین و مددگار رہی تھی + اس قوم کے جو لوگ ہند میں تھے - اُن کا سردار جلال الدین سلطان کیقباد کا وزیر بن گیا تھا - پھر وہ بادشاہ کو قتل کرکے آپ تخت پر بیٹھا - اور خاندان خلجی کا بانی ہؤا + اس خاندان کی سلطنت کل تیس برس رہی - مگر یہ تھوڑا ہی سا زمانہ ایک بڑے تاریخی واقعہ کے سبب بہت کچھ مشہور ہے - اور وہ یہ ہے - کہ جلال الدین خلجی اور اُس کے تند مزاج و خونخوار بھتیجے علاء الدین کے

عہد میں مسلمانوں نے دکن[1] پر تسلط کر کے اُس کو سلطنت دہلی کے تابع کر لیا +

سلاطین خلجیہ کا دکن پر قبضہ +

سلاطین خلجیہ نے جو دکن کو فتح کیا - اُس کی کیفیت یہ ہے - کہ جلال الدین فیروز کے عہد میں اُس کا بھتیجا علاء الدین جو اودھ کا حاکم تھا - دکن کے شمال و مغرب کی طرف کوچ کرتا ہؤا رام دیو راجہ مہاراشٹر کے علاقے پر حملہ آور ہؤا - اور راجہ سے اُس کے ملک کا ایک حصہ چھین لیا - اور بہت سا روپیہ بھی خراج کے طور پر لیا + اس کے بعد جب گجرات فتح ہؤا - تو وہاں سے ملک کافور خواجہ سرا جس سے بعد میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں ظہور میں آئے - اور گجرات کے راجہ کرن کی نہایت خوبصورت و حسین بیوی کنولا دیوی علاء الدین کے ہاتھ آئی - اور جب وہ اپنے چچا کو فریب سے قتل کر کے دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا - تو اُس نے اپنے عہد سلطنت میں ملک کافور کو جو اُس کے ہاں ایک عمدہ ارکان سلطنت میں سے ہوگیا تھا - چار دفعہ تسخیر دکن کے لئے

---

[1] اُس وقت دکن میں یہ تین ریاستیں بڑی تھیں - اوّل مہاراشٹر جس کا پایۂ تخت دیو گری تھا - یہ شہر بعد میں دولت آباد کے نام سے مشہور ہؤا - دوم تلنگانہ جس کا پایۂ تخت ورنگل تھا - سوم دوار سمدر + دیو گری اُس علاقے کے شمال مغرب میں واقع تھا - جو اب نظام حیدر آباد کے پاس ہے - اور اُس وقت تک وہاں راجپوت راجاؤں ہی کی عملداری تھی +

بھیجی + ملک کافور نے رام دیو کو جو اطاعت سے پھر گیا تھا۔ قید کرکے دہلی بھیج دیا + یہاں بادشاہ نے اُس کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ کہ جب وہ یہاں سے واپس گیا۔ تو پھر ہمیشہ سلطنت دہلی کا خیر خواہ اور وفادار باجگزار رہا۔ ملک کافور نے دوار سمدر کے راجگان بلال کو بھی مغلوب کیا۔ اور ورنگل[ف] کے راجہ کو بھی باجگزار بنایا۔ اور سارے دکن کو رامیشور یا راس کماری تک تہ و بالا کرکے وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ تاکہ مسلمانوں کی حکومت کی یادگار رہے +

[illegible]

دکن کی اُن فتوحات سے پہلے علاء الدین نے ۱۲۹۷ء میں گجرات کو خود فتح کیا۔ اور پھر ۱۳۰۳ء میں چتوڑ گڑھ کے مشہور و معروف قلعے کو جو مہارانائے میواڑ کا پایۂ تخت تھا۔ تسخیر کرکے خوب لوٹا + یہاں کے محاربوں میں ایک ایسا دلچسپ قصہ لکھا ہے۔ جس کا بیان کرنا اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ راجہ گجرات کے ہاں اُس کی رانی کنولا دیوی کے بطن سے ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام دیول دیوی تھا۔ یہ لڑکی ایسی حسین تھی۔ کہ

[ف] ورنگل بھی اس علاقے کے شمالی مشرقی حصے میں تھا۔ یہاں کے راجا اندھر خاندان کے راجپوت تھے۔ (دیکھو پہلے باب کی ساتویں فصل) + دوار سمدر شمالی میسور میں تھا۔ اور یہاں کے راجا پال خاندان کے راجپوت تھے +

ہند میں اُس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس کی خوبصورتی کی دھاک سن کر بہت سے راجا اُس پر جان دیتے تھے۔ اور اُس کے ساتھ شادی کرنے کی آرزو میں ایک دوسرے سے لڑنے مرنے کو تیار تھے + قضا کار یہ حسین عورت اپنے ہمراہیوں سمیت بادشاہ کی فوج کے ہاتھ پڑ گئی۔ اور گرفتار ہوکر دہلی آئی + یہاں آکر جب وہ محل شاہی میں داخل ہوئی۔ تو اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کی ماں کنولا دیوی بادشاہ کی بڑی چاہتی بیوی بنی ہوئی ہے + تھوڑے دن بعد خضر خاں ولی عہد سلطنت دیول دیوی کے جمال پر فریفتہ ہوگیا اور دیول دیوی بھی اُس کو چاہنے لگی۔ یہ بات اوّل اوّل تو بادشاہ کو ناگوار گذری۔ مگر آخر کار وہ خاموش ہو رہا ۔ اور دیول دیوی کی شادی خضر خاں سے ہوگئی ۔ امیر خسرو دہلوی نے اس عشق کا حال اپنی ایک بڑی دلچسپ اور مشہور مثنوی میں لکھا ہے۔ دیول دیوی کی آخری عمر غم میں کٹی اور اُسے اپنے پرلے درجے کی حسن کی سزا بھگتنی پڑی ۔ کیونکہ خضر خاں کی وفات کے بعد اگلے دو بادشاہوں نے اُس سے زبردستی نکاح کرلیا۔ پہلے خضر خاں کے بھائی نے جو بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت پر قابض ہو بیٹھا تھا۔ اور اُس کے بعد رذیل اور غاصب خسرو خاں نے +

پانچواں

خاندان خلجی کا اخیر بادشاہ خسرو خاں تھا۔ جو اصل میں نیچ ذات کا ہندو اور بادشاہ کا غلام تھا۔

مگر علاء الدین کے بیٹے قطب الدین مبارک خلجی نے اُس کو اپنا وزیر مقرر کر لیا تھا + وزیر ہوتے ہی یہ کمبخت اپنے آقا پر اور اُس خاندان کے سارے ہوا خواہوں پر ہاتھ صاف کرکے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور دیول دیوی سے نکاح کر لیا + خسرو نام کو تو مسلمان تھا۔ مگر مسلمانوں کو بڑا ہی تنگ کرتا تھا۔ اور ہندو بھی اُس کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ کیونکہ اوّل تو وہ ایک رذیل حالت سے عروج پر پہنچا تھا۔ دوسرے ہندو سے مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض کچھ بہت عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ ایک سردار نے جس کا نام غازی بیگ تغلق تھا۔ اُس کو میدان جنگ میں شکست دے کر مار ڈالا۔ اور غیاث الدین تغلق شاہ اپنا لقب مقرر کرکے ۱۳۲۰ء میں تخت پر بیٹھ گیا +

ہندوستان کی حالت تغلقوں میں

اُس وقت ہندوستان کے اسلامیہ بادشاہ صرف شاہان دہلی ہی نہ تھے + وسط ایشیا کے زبردست حملوں نے شمالی ہند میں بہت سے باشندوں کو مسلمان بنا دیا تھا۔ اوّل اوّل ترکمہ جو غزنوی کہلاتے تھے۔ آئے۔ پھر غوری خاندان کا دور دورہ رہا۔ مغل حملہ کرنے سے تو کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر بادشاہان دہلی کے ہاں ملازم ہو گئے۔ خاندان غلاماں کے عہد میں مغل اس قدر طاقتور ہو گئے۔ کہ اُن کو قتل ہی کرنا مناسب خیال کیا گیا۔ ۱۲۹۲ء میں تین ہزار مغل اپنی رسم و رواج چھوڑ بیٹھے۔ اور ان کو دہلی کے گرد نواح

میں رہنے کے لئے جگہ ملی - اُنھوں نے کئی بار فساد برپا کئے - اور علاء الدین نے پندرہ ہزار نو آبادوں کو قتل کر دیا - چند سال بعد ہندو گجرات میں سرکش ہوگئے - اور پھر چتوڑ کو فتح کر لیا - بہت سی اسلامیہ فوجیں دکن سے نکال دی گئیں - ۱۳۰۲ء میں گجرات کے فتح ہونے پر راجپوتوں نے اطاعت قبول کرنے کی نسبت مرنے کو ترجیح دی - کسانوں میں اب تک ایک گیت گایا جاتا ہے - جس کا مضمون یہ ہے - کہ کس طرح رانی تیرہ ہزار عورتوں کے ساتھ جلتی ہوئی آگ میں جا گری - اور بہادر لڑ لڑ کر ہلاک ہوئے - بعض اروَلی پربت کی طرف چلے گئے - اور اگرچہ راجپوت علاء الدین کے عہد میں مطیع تو ہوگئے - مگر اُن کی آزادی میں فرق نہ آیا - علاء الدین نے اپنے لڑکوں کو قید کر لیا - اور خود بے اعتدالیوں میں پڑ گیا - کہتے ہیں - کہ آخر کار اس کے جرنیل کافور نے اُسے زہر دے کر مار ڈالا +

خاندان تغلق

۱- سلطنت افغانیہ میں کن باتوں سے زوال آیا

خاندان تغلق کے آٹھ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے - اور اُن کی حکومت تقریباً سو برس رہی - اس عہد میں رفتہ رفتہ پٹھانوں کی بڑی سلطنت کے اجزا متفرق ہوگئے - اور اس میں سے بہت سی خودسر سلطنتیں بن گئیں - جن میں سے بعض بڑی زبردست بھی تھیں +

اس ابتری کے اسباب یہ تھے - اوّل اس خاندان کے بعض بادشاہ بڑے بیوقوف اور بُزدل تھے + دوسرے بڑے بڑے مسلمان سردار اور حاکم اپنے تئیں بادشاہ دہلی سے کچھ کم نہ سمجھتے تھے - اس لئے وہ بادشاہ کے ساتھ نمک حلالی اور وفاداری نہ کرتے تھے + تیسرے امیر تیمور نے سنہ ۱۳۹۸ء میں ہند پر ایک سخت حملہ کرکے دلّی کو خوب لوٹا - اور قتل عام کیا - اور گو وہ ہند میں چند ہی روز رہا - مگر سلطنت میں اس صدمے سے اور بھی جلد زوال آگیا +

۱- سلاطین خاندان بہمنی

خاندان تغلق میں یہ بادشاہ نہایت مشہور ہوئے ہیں - اوّل سلطان محمد تغلق ابن غیاث الدین تغلق - سنہ ۱۳۲۵ء سے سنہ ۱۳۵۱ء تک - اس کے عہد میں دکن کا بہت سا ملک اس کی سلطنت سے علیحدہ ہوگیا - اور وہاں برہمنی خاندان کے بادشاہوں نے ایک خودسر حکومت قائم کر لی - اس کا حال آئندہ آئیگا + دوم فیروز شاہ برادر زادۂ سلطان محمد تغلق سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک - اس کے عہد میں حاجی الیاس نے بنگالے میں خاندان افغانیہ کی ایک خودسر حکومت قائم کر لی - اس کا ذکر بھی آگے آئیگا + سوم فیروز شاہ کا پوتا سلطان محمود - سنہ ۱۳۹۲ء سے سنہ ۱۴۱۲ء تک - اس کے عہد میں جون پور اور گجرات اور مالوے میں مسلمانوں کی خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں - مگر امیر تیمور کے حملے کے آگے ان سب واقعات کی کچھ حقیقت نہیں + یہ حملہ ہند

ہیں سو برس بعد سلطنت مغلیہ کے قائم ہونے کا گویا
ایک پیش خیمہ تھا +

تیمور کا حملہ

تیمور چغتائی نسل کا ایک تاتاری امیر اور ترکوں
اور مغلوں کے اُس ٹڈی دل کا سردار تھا - جو
سارے وسطی اور مغربی ایشیا پر چھایا ہؤا تھا - اور
بخارا اور سمرقند اس کے صدر مقام تھے - امیر تیمور
اگرچہ تاتاریوں کی وحشی قوم میں سے تھا - مگر علم و ہنر
سے بالکل بے بہرہ نہ تھا - چنانچہ اُس نے اپنے سوانح عمری
آپ ہی لکھے ہیں - اور علم سے بہرہ ور ہونے ہی کا
باعث تھا - کہ اور تاتاریوں کی نسبت عالموں کی قدر و
منزلت اُس کی نظر میں زیادہ تھی - چنانچہ جب وہ
کسی ملک پر حملہ کرنے جاتا تھا - تو بہت سے علما
و فضلا کو بھی ساتھ لے جایا کرتا تھا - مگر یہ ایک
بڑے لطف کی بات ہے - کہ خوف و خطر کے وقت
اُس کے لشکر میں عورتیں تو جیسا کہ قرین عقل ہے -
فوج کے پیچھے رہا ہی کرتی تھیں - مگر علما کا جرگہ عورتوں
کے بھی پیچھے ہؤا کرتا تھا +

تیمور نے اپنی توزک میں لکھا ہے - کہ محمود تغلق کے
ضعف سلطنت کے باعث اُس میں اور اُس کے امرا
میں جو لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے - اُن کی وجہ سے
مجھے ہند پر یورش کرنے کا حوصلہ ہؤا + تیمور نے پہلے
قلعۂ بھٹنیر پر حملہ کیا - یہاں کے حاکم نے اُس سے
صلح کر لی - اور دونو کے باہم عہد و پیمان ہو گئے - مگر

تیمور نے بد عہدی کرکے وہاں کے باشندوں کو قتل کرایا۔ اور پھر وہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہؤا۔ فصیل شہر کے قریب محمود تغلق نے اُس کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست فاش کھائی۔ اور گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ تیمور مظفر و منصور ہوکر دلی میں داخل ہؤا۔ اور رعایا کو امان دی۔ مگر دلی میں کہیں ایک خفیف سا فساد برپا ہوگیا۔ اس پر تیمور نے غصے میں آکر قتل عام کا حکم دے دیا۔ اور آپ تو پانچ روز تک خوب جشن کرتا رہا۔ اور اُس کی فوج رعایا کو قتل کرتی اور لوٹتی رہی۔ پھر جو لوگ بچ رہے تھے۔ اُن میں سے ہزاروں کو غلام بناکر اپنے ساتھ لے گئی۔ اُن میں بہت سے نہایت شریف افغان امرا اور ہندوؤں کی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پھر تیمور ہند سے واپس چلا گیا۔ کیونکہ اُس کو اپنے ملک میں فساد برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔ لکھا ہے۔ کہ اُس کا ایک ایک سپاہی ہند سے ڈیڑھ ڈیڑھ سو غلام لے گیا۔ اور سپاہیوں کے لڑکے بیس بیس غلام اپنے واسطے الگ لے گئے۔ اور لوٹ کے مال و اسباب کا تو کچھ حد و حساب ہی نہ تھا۔

خاندان سادات و خاندان لودھی

۱۴۰۵ء

جب تیمور دہلی سے چلا گیا۔ تو کچھ دن بعد محمود تغلق گجرات سے واپس آیا۔ مگر سلطنت میں

مدت تک بے انتظامی اور فتور جاری رہا۔ کیونکہ بادشاہ کی کوئی نہ سنتا تھا۔ آخر جب محمود نے رحلت کی۔ تو امراے افغانیہ میں سے ایک شخص دولت خاں لودھی جو نہایت زبردست امیر تھا۔ سلطنت پر قابض ہو بیٹھا۔ مگر تھوڑے ہی عرصے بعد سیّد خضر خاں نے جس کو امیر تیمور ملتان کا حاکم مقرر کر گیا تھا۔ اُس کو مغلوب کر لیا +

۴- خاندانِ سادات

خضر خاں نے اوّل اوّل تو یہ کہا۔ کہ میں امیر تیمور کی طرف سے حکومت کرتا ہوں۔ مگر چند روز بعد بالکل خود مختار بن بیٹھا۔ اور بادشاہان ہند کے خاندان سادات[1] کا بانی ہوا + اس کے بعد اس کے بیٹے اور پوتے اور پڑپوتے نے حکومت کی۔ اور یہ خاندان ۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۰ء تک فرمانروا رہا۔ مگر یہ بادشاہان ہند کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی حکومت دہلی سے کچھ بہت دور تک کبھی نہیں پھیلی + آخرکار بہلول لودھی نام ایک زبردست افغان نے جو حاکم لاہور تھا۔ سادات سے سلطنت چھین لینے کا قصد کیا۔ اور اگرچہ اوّل اوّل وہ چند بار ناکام رہا۔ مگر آخر اُس نے خاندان سادات کے بے حقیقت بادشاہ کو تخت سے اُتار دیا۔ اور آپ سلطنت دہلی پر

[1] مسلمانوں میں حضرت محمد صاحب بانئ اسلام و پیغمبر دین کی اولاد سیّد کہلاتی ہے +

قابض ہو کر خاندان لودھی کا بانی ہؤا + یہ خاندان سلاطین ہند کے افغانیہ خاندانوں میں اخیر تھا +

۲-خاندان لودھی

خاندان لودھی میں بہلول لودھی اور اُس کا بیٹا سکندر دونو بڑے زبردست اور اقبال مند بادشاہ گزرے ہیں + بہلول لودھی نے بہت عرصے تک سلطنت کی - یعنی ۱۴۵۰ء سے ۱۴۸۸ء تک حکمراں رہا + اس کے عہد کا بڑا واقعہ یہ ہے - کہ وہ ۲۶ سال تک بادشاہان جونپور سے لڑتا رہا - اور انجام کار اُس سلطنت کو فتح کر لیا + یہ بادشاہ متقی و پرہیزگار - اور تدابیر ملکی میں بڑا ہوشیار تھا - اور اہل علم سے بڑی محبت رکھتا تھا + بہلول کے بعد سکندر نے صوبۂ بہار اور کل شمالی ہند پر اپنا تسلط بٹھا لیا - صرف ایک بنگالہ باقی رہ گیا تھا + اس بادشاہ نے دلی کی جگہ آگرے کو اپنا دار السلطنت بنایا - اور اُس وقت سے لے کر شاہجہاں کے زمانے تک آگرہ ہی ہند کا پایۂ تخت رہا + سکندر کے بعد اُس کا بیٹا ابراہیم لودھی بڑا بے ہمت نکلا اور ظلم و ستم بھی بہت کرنے لگا - اس لئے پھر سلطنت میں ابتری ہو گئی - اور انجام یہ ہؤا - کہ ہند سے افغانوں کی سلطنت جاتی رہی + اس کی کیفیت یہ ہے - کہ ابراہیم لودھی کے بعض امرا نے جو اس سے بیزار تھے - بابر کو جو امیر تیمور کی پانچویں پشت میں وسط ایشیا کے مغلوں اور ترکوں کا ایک بڑا مشہور چغتائی سردار تھا - اور کابل میں حکمرانی کرتا تھا -

لکھ بھیجا - کہ آپ ہند پر فوج کشی کر کے اس ملک کو تسخیر کر لیجئے + چنانچہ بابر نے ۱۵۲۴ء میں کابل سے آ کر لاہور پر تسلط کیا - اور پھر دو سال بعد ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان پر ایک مشہور معرکے میں ابراہیم لودھی کو شکست دی + یہ پانی پت کی اوّل لڑائی کہلاتی ہے - اس کا یہ نتیجہ ہؤا - کہ ہندوستان کی سلطنت سلاطین افغانیہ[1] کے ہاتھ سے نکل کر سلاطینِ مغلیہ کے قبضے میں چلی گئی +

تیسری فصل - سلطنت دہلی کی ہمسر حکومتوں کا حال

> ۱- دکن کی سلطنت بہمنی
> [illegible]

ہم پہلے اشارةً ذکر کر چکے ہیں - کہ دہلی کے خاندان افغانیہ میں بعض بادشاہ ایسے بے حقیقت ہوئے ہیں - کہ اُن کے عہد میں کئی جگہ مسلمانوں کی اور خود مختار سلطنتیں بھی قائم ہو گئیں + ان میں سے دکن کی سلطنت برہمنی بڑی مشہور تھی - اس کا بانی ایک افغان سردار ظفر خاں نام گزرا ہے - جو محمد تغلق کے عہد میں تھا + دہلی سے جو حاکم فوج لے کر ظفر خاں سے لڑنے گئے

[1] محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک دلّی کے جس قدر سلاطین گزرے ہیں - اُن سب کو پٹھان یا افغان کہتے ہیں - حالانکہ اُن میں سے اکثر افغان نہیں تھے - بلکہ نسل ترک سے تھے +

تھے۔ اُن سب کو اُس نے مغلوب کیا۔ اور گلبرگہ کو اپنا تخت گاہ بنا کر سلطنت دکن کا خود سر بادشاہ بن گیا ✦ ظفر خاں اصل میں گنگو نام ایک برہمن کا غلام تھا۔ گنگو اُس پر بڑی مہربانی کیا کرتا تھا۔ اور اُس نے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا۔ کہ تو بڑا صاحب نصیب ہوگا ✦ غرض جب ظفر خاں نے عروج پکڑا۔ تو اپنے پُرانے مہربان آقا کی یادگار میں اپنا لقب سلطان علاء الدین حسن گنگو برہمنی رکھا۔ اور اسی وجہ سے اُس کا خاندان تاریخوں میں خاندان برہمنی کے نام سے مشہور ہے۔ اس خاندان کے اٹھارہ بادشاہ دکن کے تخت پر بیٹھے۔ اور ۱۳۴۷ء سے لے کر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عرصے تک یعنی ۱۵۲۶ء تک حکمراں رہے ✦ جس سال پانی پت کی اوّل لڑائی کے باعث ہندوستان میں سلطنت دہلی کے خاندان افغانیہ کا خاتمہ ہوا۔ اُسی سال دکن میں برہمنی خاندان کا بھی چراغ گل ہو گیا۔ مگر اس سلطنت کا زوال اس سے پیشتر ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور اُس کی تباہی سے نئی نئی خود سر ریاستیں رفتہ رفتہ قائم ہوتی جاتی تھیں۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ اُس کی جگہ دکن میں پانچ بڑی بڑی خود مختار ریاستیں قائم ہو گئیں۔ اور جب تک کہ دلّی کے بادشاہانِ مغلیہ نے ان سب کو فتح نہ کر لیا۔ برابر حکمرانی کرتی رہیں ✦ ان پانچوں سلطنتوں کی کیفیت یہ ہے ✦

اوّل سلطنت عادل شاہیہ جس کی بنیاد ۱۴۸۹ء

میں عادل شاہ نے ڈالی تھی - اس کا پایۂ تخت بیجاپور تھا + یہاں کے بادشاہوں کی مرہٹوں اور مغلوں سے کئی بار لڑائی ہوئی - اور آخر ۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے اس سلطنت کا نقش مٹا دیا +

دوم سلطنت نظام شاہیہ جس کا بانی ایک شخص ملک احمد نامی تھا - جو ۱۴۸۷ء میں خود مختار بن بیٹھا تھا - اُس کا دار السلطنت احمد نگر تھا - چاند بی بی نے جو یہاں کے شاہی خاندان میں ایک بڑی دلاور عورت گزری ہے - اس سلطنت کو اکبر بادشاہ کی فوج سے مدت تک بچایا - اور جب تک اُس کے دم میں دم رہا - اکبر کی فوج اُس کو فتح نہ کر سکی + ملک عنبر بھی اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا + ۱۶۳۷ء میں شاہجہاں نے اس کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا +

سوم سلطنت قطب شاہیہ جس کا بانی ایک شخص قطب الملک نامی گزرا ہے + اُس کا آغاز ۱۵۱۲ء میں ہوا - اور گولکنڈہ اُس کا تخت گاہ قرار پایا + یہ سلطنت دکن کے مشرقی حصّے میں تھی - اور ۱۶۸۷ء میں اورنگ زیب کے ہاتھ سے تباہ ہوئی +

چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جس کا دار الحکومت ایلچ پور تھا + اس کو بادشاہ احمد نگر نے ۱۵۷۴ء میں فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا +

پنجم سلطنت برید شاہیہ جو بیدر میں تھی +

بیجانگر ۔ ۶

محمد تغلق کے عہد میں جس طرح ظفر خاں نے دکن میں سلطنت برہمنی کی بنیاد ڈالی ۔ اسی طرح ایک راجہ نے ۱۳۳۶ء میں ریاستِ بیجے نگر قائم کی + اس کو بعض اوقات سلطنت نرسنگھ بھی کہتے تھے + اور اُس کا علاقہ وہ تھا ۔ جو اب مدراس احاطہ کہلاتا ہے ۔ انجام کار یہاں کے راجہ کو جس کا نام رام راجہ تھا ۔ بیجاپور اور احمد نگر اور گولکنڈہ اور بیدر کے مسلمان بادشاہوں نے باہم ایکا کر کے تلی کوٹ پر جو دریائے کرشنا پر واقع ہے ۔ ۱۵۶۵ء میں شکست دی ۔ اور اُس کے راج کو غارت کر دیا ۔ اور لڑائی کے بعد بیچارے بوڑھے راجہ کو پکڑ کر بیدردی سے مار ڈالا ۔ اور نیز اور بھی بہت سی بیرحمیاں کیں + اس کے بعد رام راجہ کے بھائی نے چندر گری میں جو مدراس سے شمال مغرب کی طرف ستر میل کے فاصلے پر ہے ۔ اپنے قدم جمائے + یہ وہی راجہ ہے ۔ جس نے ۱۶۴۰ء میں انگریزوں کو وہ زمین عطا کی ۔ جہاں اب شہر مدراس واقع ہے +

بنگالہ ۔ ۶

خاندان تغلق کے زمانے میں جس طرح دکن کے اندر یہ خود مختار ریاستیں قائم ہو گئی تھیں ۔ اُسی طرح بنگالے میں بھی شمس الدین الیاس نے جو حاجی الیاس کے نام سے مشہور ہے ۔ خود سری اختیار کر لی تھی + اس پر فیروز تغلق بادشاہ دہلی نے ۱۳۵۳ء میں

اس کے مقابلے کو فوج بھیجی۔ جس نے پنڈوہ کے قریب مقام ایکدالہ میں حاجی الیاس کو گھیر لیا۔ مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ آخر بادشاہی فوج کو اُلٹا ہٹنا پڑا۔ اور حاجی الیاس بنگالے کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔ اس کا خاندان وہاں کوئی سو برس سے زیادہ برابر حکمراں رہا۔ اس میں ایک دفعہ کچھ عرصے تک ہندوؤں کا بھی دور دورہ ہو گیا تھا۔ ہندوؤں کی حکومت کا بانی راجہ گنیش تھا۔ جس کو مسلمان مؤرخوں نے کنس لکھا ہے۔ اس خاندان کا پایۂ تخت دیناج پور تھا۔ بنگالے میں اس کے بعد حبشی غلاموں کا ایک خاندان فرماں روا رہا۔ پھر اس کے بعد ۱۴۸۹ء میں سید سلطان علاء الدین نے اپنا سکّہ بٹھایا۔ اس نے حسین شاہ والئے جون پور کو جو بہلول لودھی بادشاہ دہلی سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔ اپنے ہاں پناہ دی۔ اس پر بادشاہ دہلی سے بگاڑ ہوا۔ اور آخر علاء الدین کو سکندر لودھی سے صلح کرنی پڑی۔ علاء الدین کے بعد اس کے دو بیٹوں نے سلطنت کی۔ ان میں سے اخیر بادشاہ یعنی محمود شاہ کو شیر شاہ نے ۱۵۳۸ء میں یہاں سے نکال دیا۔ مگر اس کے بعد ہمایوں نے پھر اُس کو تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن وہ اس کے چند ہی روز بعد مر گیا۔ اور پھر شیر شاہ نے وہاں کی حکومت سنبھال لی۔ چنانچہ اُس کا خاندان ۱۵۶۴ء تک حکمراں رہا۔ اس کے بعد سلیمان شاہ جو افغانوں کے قبیلۂ کرارانی میں سے تھا۔ تخت پر بیٹھا۔ اور جب

اکبر کا سردار منعم خاں ادھر آیا۔ تو سلیمان شاہ نے اُس سے صلح کر لی۔ مگر اُس کے بیٹے داؤد نے فوج شاہی کا مقابلہ کیا۔ اور آخرکار مغلوب ہؤا +

۲۔ جونپور۔ مالوہ۔ گجرات

خواجہ جہاں جو محمود تغلق بادشاہ دہلی کا وزیر تھا۔ ملک الشرق کے خطاب سے ممتاز ہو کر حاکم جونپور مقرر ہؤا تھا۔ مگر وہ ۱۳۹۳ء میں خود مختار بادشاہ بن گیا۔ اور جونپور کی زبردست سلطنت کا بانی ہؤا + یہاں کے بادشاہوں کا دربار تزک و شان اور علما و فضلا کی قدردانی کے باب میں بہت مشہور تھا۔ آخرکار اسی سلطنت کو بہلول لودھی نے ۱۴۷۶ء میں فتح کر لیا +

مالوہ اور گجرات کے شاہی خاندان بھی خاندان تغلق کے اخیر سلاطین کے ضعف و کم ہمتی کے باعث پیدا ہو گئے تھے + پھر مالوے کے علاقے کو گجرات کے مشہور بادشاہ بہادر شاہ نے ۱۵۳۱ء میں فتح کر لیا۔ مگر وہ پرتگیزوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور گجرات کو ۱۵۷۱ء میں اکبر نے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا +

تیسرا باب

سلطنتِ اسلام کا دوسرا زمانہ - سلطنتِ مغلیہ کا حال

پہلی فصل - ظہیر الدین بابر بادشاہ

سنہ ۱۵۲۶ء سے سنہ ۱۵۳۰ء تک

[illegible]

اوپر بیان ہو چکا ہے - کہ بابر امیر تیمور کی اولاد اور مغلوں کی قوم چغتائی میں سے تھا + اس نے بھی تیمور کی طرح اپنے سوانح عمری آپ لکھے ہیں - اس کتاب کا نام تزک بابری ہے - اور اس میں بابر نے اپنا حال صاف صاف اور صحیح صحیح بیان کیا ہے +

بابر سنہ ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا - اور تقریباً چالیس برس کی عمر تک وسط ایشیا ہی کے لڑائی جھگڑوں میں مصروف رہا + اس عرصے میں اُس نے زمانے کے بہت سے انقلاب دیکھے - اور بہت کچھ کھکیڑ اُٹھائی - اس کی سرگزشت بڑی عجیب ہے - کبھی تو وہ ایسا مظفرّ و منصور ہوتا تھا - کہ اُس کی حکومت دور دور تک پھیل جاتی تھی - اور کبھی ایسا پست اور مغلوب ہو جاتا تھا - کہ بھاگنے تک کو بھی رستہ نہ ملتا تھا -

مگر وہ الوالعزم اور بہادر اس بلا کا تھا۔ کہ خوف و ہراس کبھی اُس کے پاس نہ پھٹکتا تھا۔ مصیبت کے زمانے میں ایوب کی طرح صابر رہتا تھا۔ اپنے ارادوں میں بڑا مستقل تھا۔ اور ناکامی کی حالت میں ہمت نہ ہارتا تھا ✦ اُس کے واقعات میں لکھا ہے۔ کہ جب وہ فتحمند ہوتا تھا۔ تو یہ کہا کرتا تھا۔ کہ اے خدا! یہ فتح کچھ میری بہادری یا لیاقت سے نہیں ہوئی۔ بلکہ صرف تیری مہربانی سے حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ یہی کلمات اس خدا پرست اور جوانمرد بادشاہ نے پانی پت کی مشہور لڑائی فتح کرکے اپنی زبان سے کہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ✦ کہ وہ اسی لائق تھا۔ کہ اُس کو ایسی فتح حاصل ہو ✦

اس بڑی فتح سے بابر کا صرف دہلی اور آگرے پر تسلط ہو گیا۔ کیونکہ ابراہیم لودھی کی عملداری اس وقت اتنی ہی تھی۔ مگر شاہزادہ ہمایوں فوراً مشرق کی طرف بڑھا۔ اور اُس نے جونپور تک سارا ملک تسخیر کر لیا۔ اس کے ایک برس بعد ۱۵۲۷ء میں راجپوتوں نے بڑے بہادر رانا سانگا مہارانائے میواڑ کے ماتحت جمع ہو کر مغلوں کو ہند سے نکالنے اور پھر سلطنت ہنود قائم کرنے کا مصمم ارادہ کیا ✦ میدنی رائے والئے چندیری اور راجگان مارواڑ و جے پور اس معرکے میں مہارانائے میواڑ کے ساتھ تھے۔ مگر بابر نے فتح پور سیکری کے قریب ان سب کو شکست فاش دی۔ اور پھر چندیری کے سنگین قلعے پر حملہ کرکے

اُس کو فتح کر لیا + چندیری میں راجپوت بڑی بہادری سے لڑے - اور ایک ایک نے میدان میں لڑ کر جان دی + اس معرکے سے سلطنت مغلیہ ہند میں مستحکم ہو گئی - اور اسی سال بنگالہ اور بہار پر بھی بابر کا تسلّط ہو گیا +

بابر کی وفات

بابر کی وفات کا حال بڑا عجیب و غریب ہے + لکھا ہے - کہ اُس کا بڑا بیٹا ہمایوں سخت بیمار تھا - اور بابر نے ایک مشہور ایشیائی رسم کے موافق اُس کے لئے اپنی جان تصدق کرنی چاہی - چنانچہ وہ تین بار اپنے بیمار فرزند کے پلنگ کے گرد پھرا - اور صدق دل سے دعا مانگی - کہ اس کی بیماری مجھ کو لگ جائے ! اس کے بعد اُس کو کامل یقین ہو گیا - کہ میری دعا قبول ہو گئی - اور اس نے باآواز بلند کہا - کہ ہمایوں کی بیماری مجھ میں آ گئی - تعجب کی بات یہ ہے - کہ در حقیقت ہمایوں اُس وقت سے اچھا ہوتا گیا - اور بابر کا حال آناً فاناً بگڑتا گیا - مگر اس کی صحت میں پہلے سے بھی کچھ فتور تھا + آخر یہ ہوا - کہ اپنے بچوں اور وزیروں کو یہ نصیحت کرتے کرتے کہ تم ہمیشہ اتفاق اور محبت سے رہنا ۲۶ - دسمبر ۱۵۳۰ء کو رحلت کر گیا - اس کا جنازہ کابل میں لے جا کر دفن کیا گیا - اور اس پر ایک خوشنما مقبرہ بنایا گیا +

بابر کے نام پر ایک یہ دھبّا ہے - کہ وہ اپنے دشمنوں

[illegible]

کے ساتھ بڑی بے رحمی سے پیش آتا تھا۔ مگر وہ بڑا بہادر۔ صابر اور عالی حوصلہ تھا۔ اور فن محاربہ میں اُس کو خوب مہارت تھی +

تاریخوں میں اس کے کئی قصّے ایسے لکھے ہیں۔ جن سے اُس کی کمال ایمانداری اور معدلت گستری ثابت ہوتی ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ چین کے ملک سے ایک بڑا مالدار قافلہ آتے آتے اس کے علاقے میں پہاڑوں کی برف کے اندر غارت ہو گیا + اس پر بابر نے حکم دیا۔ کہ اُس کا سارا مال و اسباب جمع کیا جائے۔ اور چین میں آدمی بھیج کر اشتہار دلوایا۔ کہ جو کوئی اس مال کا والی وارث ہو۔ آکر لے جائے۔ دو برس بعد مال و اسباب کے وارث بابر کے دربار میں حاضر ہوئے + بابر نے بڑے تکلّف کے ساتھ اُن کی خاطر تواضع کی۔ اور اُن کا سارا مال و اسباب اُن کے حوالے کر دیا +

خاندان تیموریّہ کا شجرۂ نسب

اس میں جو عدد خطوط وحدانی میں لکھے ہیں۔ وہ بادشاہانِ مغلیہ کے سلسلۂ تخت نشینی کے نمبر ہیں +

امیر تیمور
|
سلطان محمد مرزا
|
سلطان ابو سعید مرزا
|
عمر شیخ مرزا

ظہیر الدین بابر جو خاندان مغلیہ کا پہلا بادشاہ ہوا (۱)

ہمایوں (۲)

اکبر (۳)

شاہزادہ سلیم جو پیچھے جہانگیر کہلایا (۴)

شاہزادہ خرم جو پیچھے شاہجہان کے نام سے ملقب ہوا (۵)

اورنگ زیب یعنی عالمگیر اوّل (۶)

شاہزادہ معظم جو پیچھے بہادر شاہ یا شاہ عالم اوّل کے نام سے ملقب ہوا (۷)

جہاندار شاہ (۸) — عظیم الشان — رفیع الشان — محمد اختر

عالمگیر ثانی (۱۴) — فرخ سیر (۹) — رفیع الدولہ (۱۱) — رفیع الدرجات (۱۰) — روشن اختر محمد شاہ (۱۲)

عالی گوہر یعنی شاہ عالم ثانی (۱۵) — احمد شاہ (۱۳)

دوسری فصل۔ نصیر الدّین ہمایوں بادشاہ ۱۵۳۰ء سے ۱۵۵۶ء تک

۱- ہمایوں کا عہد

ہمایوں بادشاہ اثنائے فرماں روائی میں تخمیناً سولہ برس سلطنت سے خارج رہا۔ اور اس عرصے میں سور خاندان کے پٹھان ہند میں حکومت کرتے رہے + بابر کی وفات کے بعد جب ہمایوں تخت پر بیٹھا۔ تو اُس نے اپنی نادانی یا مروّت و عالی حوصلگی سے عمدہ عمدہ علاقے جو جری سپاہیوں کی کان تھے۔ اپنے بھائیوں کو دے دئے۔ اور اپنے باپ کا نیا فتح کیا ہوُا ملک اپنے پاس رکھا + ہمایوں کو اوّل لڑائی بہادر شاہ والئے گجرات سے پیش آئی۔ اس جنگ میں اُس نے خوب ہی شجاعت و جوانمردی کی داد دی۔ کیونکہ چمپانیر جیسے مضبوط قلعے پر جہاں بہادر شاہ کا خزانہ جمع تھا۔ کل تین سو سپاہیوں کے ساتھ سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا۔ اور اُس کو فتح کر لیا +

۲- ہمایوں کی فتوحات

۳- ہمایوں کی شیر شاہ سے جنگ

اس لڑائی کے بعد ہمایوں نے ارادہ کیا — کہ شیر شاہ سوری کو جو چند روز سے بنگالے کا ملک دبا بیٹھا تھا۔ وہاں سے نکال دے۔ مگر یہ لڑائی ہمایوں کے حق میں بڑی زبون ہوئی۔ بادشاہ نے اوّل تو شہر گور دار الخلافۂ بنگالہ پر تسلّط کر لیا۔ لیکن پیچھے شیر شاہ نے عہد و پیمان کے باب میں کچھ خط و کتابت کر کے

جھٹ دھوکے سے اُس کو آ دبایا ۔ اس وقت اگر ہمایوں اپنے گھوڑے پر سوار ہو دریاے گنگ میں نہ اتر جاتا۔ تو دشمن کے قبضے میں آ ہی چکا تھا ۔ پھر دریا میں وہ ڈوبتے ڈوبتے یوں بچا - کہ ایک بہشتی نے جھٹ پٹ آن کر اُس کو سنبھال لیا - اور صیح سلامت دریا کے پار اُتار دیا ۔ وہاں سے بھاگ کر وہ آگرے آیا - اور اُس کے بھائی جو پہلے اُس کے دشمن تھے - اب مددگار اور خیرخواہ بن گئے - اور سب نے متفق ہو کر ایک بڑی فوج تیار کی - مگر ہمایوں کو پھر قنوج کے پاس شکست فاش ہوئی - اور اب ناچار اُس کو ہند سے بھاگنا پڑا۔ چنانچہ بہت سی صعوبتیں اُٹھا کر وہ سندھ سے ہوتا ہُوا ایران پہنچا ۔ طہماسپ شاہ صفوی والئے ایران اوّل تو اُس کے ساتھ کچھ اچھی طرح پیش نہ آیا۔ کیونکہ ہمایوں اور اُس کی اکثر مسلمان رعایا سُنّی تھی - اور شاہ ایران اور اُس کی رعایا شیعہ - اس لئے شاہِ ایران یہ چاہتا تھا- کہ ہمایوں بھی شیعہ مذہب اختیار کر لے - مگر انجام کار شاہ طہماسپ نے دس ہزار سوار ہمایوں کے ساتھ کر دئے اور اس فوج سے اُس نے اپنا ملک پھر فتح کر کے دہلی اور آگرے پر تسلط کر لیا ۔

[illegible]

شیر شاہ قوم افغان کا ایک بڑا بہادر سپاہی تھا- اور اپنی دانائی اور شجاعت کی بدولت رفتہ رفتہ عروج پکڑ کر بنگالے کا بادشاہ ہو گیا تھا - مگر افسوس ہے - کہ اُس نے اُسی زمانے میں کئی

بار دغا بازی کر کے اپنے نام کو بٹا لگایا + جب شیر شاہ نے ۱۵۴۰ء میں قنوج کے قریب ہمایوں پر فتح پائی - تو سارے ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا - اور پانچ برس بڑی دانشمندی اور خیر اندیشی سے سلطنت کرتا رہا - اس نے بنگالے سے لے کر دریائے سندھ تک ایک سڑک بنوائی - اور اُس کی ہر ایک منزل پر مسافروں کے آرام کے لئے سرائیں بنوائیں - اور ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کوئیں کھدوائے - حقیقت یہ ہے - کہ اگر اُس کی اولاد بھی شجاعت اور دانائی میں اُس کی مانند ہوتی - تو ہمایوں کو دلّی کا تخت پھر شاید ہی نصیب ہوتا - مگر سلیم شاہ ابن شیر شاہ کے بعد جو شیر شاہ کا بھتیجا محمد عادل شاہ سلیم شاہ کے صغیر سن بیٹے کو قتل کر کے تخت نشین ہوا - وہ نالائق اور ظالم تھا - اس لئے اُسی کے خاندان کے لوگ اس سے منحرف ہو گئے - چنانچہ ابراہیم سوری نے اُس سے دہلی اور آگرہ چھین لیا - اور آپ بادشاہ بن بیٹھا + پھر چند روز بعد شیر شاہ کے دوسرے بھتیجے سکندر نے تخت پر قبضہ کر لیا + غرض یہی باعث تھا - کہ جب ۱۵۵۶ء میں ہمایوں فارس کی فوج لے کر ہند میں پھر آیا - تو اُس نے اپنے وفادار سردار بیرم خاں کی مدد سے سکندر کو بھگا دیا - اور دہلی اور آگرہ دونو پر تسلّط کر لیا + اس طرح سلطنت تو ہمایوں کے ہاتھ لگ گئی - مگر ابھی خرخشہ نہیں مٹا - کیونکہ ادھر تو سکندر

فوج لئے شمالی پہاڑوں کی تلیٹی میں منڈلاتا پھرتا تھا۔ اور اُدھر عادل شاہ کا بہادر اور ہوشیار وزیر ہیموں بنگالے کی سرحد پر لڑنے کو مستعد کھڑا تھا ۔ غرض سلطنت کی یہی کیفیت تھی۔ کہ ہمایوں نے چھ مہینے بعد ایک مکان سے گر کر وفات پائی ۔

تیسری فصل۔ جلال الدّین اکبر بادشاہ

سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک

۱۔ اکبر کی ابتدائی عمر

اکبر بادشاہان مغلیہ میں سے تیسرا بادشاہ تھا۔اس کے عہد میں سارے شمالی ہند اور نیز دکن کے ایک حصے میں سلطنت مغلیہ کا تسلّط ہو گیا تھا ۔ اکبر سنہ ۱۵۴۲ء میں سندھ کے ریگستان میں امرکوٹ کے مقام پر اُس وقت پیدا ہؤا تھا۔ جب اُس کا باپ ہمایوں شیر شاہ کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا تھا۔ اور ابھی بچّہ ہی سا تھا۔کہ سنہ ۱۵۴۳ء میں اپنے چچا مرزا کامران والئے قندھار کے ہاتھ آ گیا۔ اور سنہ ۱۵۵۵ء تک اُس کی حفاظت میں رہا ۔ اس وقت اکبر اپنی انّا جی جی انگہ اور اُس کے خاوند انگہ خاں کے سپرد تھا ۔ بڑا ہو کر وہ ان دونو کے ساتھ ہمیشہ بڑی محبّت کرتا رہا۔ اکبر کی تخت نشینی سے چند سال بعد ایک امیر مسمّے ادہم خاں نے انگہ خاں کو محل شاہی میں خنجر سے مار ڈالا ۔ اکبر اُس وقت محل میں پڑا سوتا تھا۔

مگر شور و غل سے اُس کی آنکھ کھل گئی۔ اور وہ فوراً باہر نکل آیا۔ ادہم خاں اُس کے ساتھ بھی گستاخی سے پیش آنا چاہتا تھا۔ مگر اُس نے بڑھ کر ادہم خاں کے چہرے پر ایک ایسا مکّا لگایا۔ کہ وہ چکّر کھا کر گر پڑا۔ اور اُسی وقت لوگوں نے اُس کی مشکیں کس لیں۔ پھر حکم ہوا۔ کہ اُس کو قلعے کے کنگرے پر سے سر نگوں گرا دیں + اکبر نے اپنے کوکہ مرزا عزیز کوکلتاش کو اعلےٰ درجے پر سرفراز فرمایا۔ اور خان اعظم اُس کو خطاب دیا + یہ شخص اکبر اور جہانگیر کے عہد میں فوج کا ایک بڑا سپہ سالار رہا۔ مگر چونکہ بیباک بہت تھا۔ اس لئے اکبر اُس سے اکثر ناراض ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن کبھی سزا نہ دیتا تھا۔ بلکہ یہ کہہ کر در گزر کرتا تھا۔ کہ کیا کروں۔ میرے اور عزیز کے درمیان ایک دود کا دریا واقع ہے۔ جس سے گزرنا مجھ کو محال ہے +

ہمایوں کی وفات کے وقت اکبر تیرہ برس اور چار مہینے کا تھا۔ اُس وقت اُس کو اور اُس کے اتالیق بیرم خاں کو عادل شاہ اور سکندر سوری کی افواج افغانی سے مقابلہ پیش آیا +

بیرم خاں

بیرم خاں قوم کا ترک اور مذہب کا شیعہ تھا۔ اور تاریخ ہند میں بڑا مشہور و معروف ہوا ہے + جب ہمایوں اپنی سلطنت سے خارج ہو کر آوارۂ دشت ادبار تھا۔ اُس وقت بیرم خاں نے بڑی وفاداری سے اُس کا ساتھ دیا۔ اور جب وہ ہمایوں کے ساتھ

ایران پہنچا۔ تو شاہ ایران نے اُس کو خطاب خانی عطا کیا۔ اُس کے رفیقوں میں سے ایک شخص ابو القاسم نام حاکم گوالیار کی وفاداری اور جاں نثاری کا ایک عجیب قصہ مشہور ہے ✦ کہتے ہیں۔ کہ جب بیرم خاں شیر شاہ سے بچنے کو گجرات کی طرف بھاگا جاتا تھا۔ اُس وقت وہ رستے میں دشمنوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ ابو القاسم بھی ساتھ تھا۔ اور وہ بڑا شکیل اور وجیہ جوان تھا۔ دشمن سمجھے۔ کہ بیرم خاں یہی ہے۔ مگر بیرم خاں نے جھٹ آگے بڑھ کر کہا۔ کہ نہیں بیرم میں ہوں ✦ اس پر ابو القاسم بولا۔ کہ یہ غلط کہتا ہے۔ بیرم میرا ہی نام ہے۔ اور یہ میرا ایک خدمتگار ہے۔ مگر چونکہ بڑا دل چلا اور وفادار ہے۔ اس لئے میرے واسطے جان دینے کو تیار ہے ✦ غرض اس حیلے سے اُس نے اپنے مربی کو بچا لیا۔ اور آپ اس کے عوض جان دے دی۔ اس طرح بیرم چھوٹ کر بادشاہ گجرات کے پاس پہنچا۔ اور پھر وہاں سے ایران چلا گیا ✦

بیرم خاں فن سپاہگری میں خوب ماہر اور بڑا صاحب لیاقت تھا۔ اور یہ کہنا بیجا نہیں ہے۔ کہ ہمایوں کو ہندوستان کی سلطنت اسی جوانمرد کی بدولت پھر نصیب ہوئی ✦ بیرم خاں نے افغانی حاکموں کی سپاہ کو اوّل مرتبہ ماچھی واڑہ پر بڑی زک دی۔ پھر ہمایوں نے اپنے مرنے سے کچھ پہلے اسے اکبر کا اتالیق مقرر کرکے دونو

کو سکندر سوری کے مقابلے پر بھیجا + جب ہمایوں مر گیا - اور اکبر تخت نشین ہؤا - تو بیرم کو خان بابا خطاب ملا - اور بادشاہ نابالغ کی طرف سے نائب السلطنت ہؤا - پھر جس وقت اوّل ہیموں سے اور بعد ہیں سکندر سوری سے مقابلہ آ کر پڑا - اُس وقت بھی بیرم خاں فوجِ شاہی کا سپہ سالار تھا +

ہیموں ۱-۴

ہیموں بے دھڑک دلّی کی طرف بڑھا - اور اکبر کی فوج کا جو دستہ تردی بیگ کے ماتحت تھا - اُس کو شکست دی + اس پر بیرم خاں نے تردی بیگ کو اس قصور پر مروا ڈالا - کہ اُس نے بے سوچے سمجھے کیوں ہیموں پر حملہ کیا + اس سیاست سے سارے عمائد چغتائی جو تردی بیگ کے ہم قوم و ہم مذہب تھے - بیرم خاں کے دشمن ہو گئے - کیونکہ وہ قوم کا ترک اور مذہب کا شیعہ تھا - اور تردی بیگ چغتائی اور سنّی تھا + اس کے بعد بیرم فوراً کمر باندھ کر ہیموں سے لڑنے کو تیّار ہو گیا -

پانی پت کی دوسری لڑائی

چنانچہ ۵ - نومبر ۱۵۵۶ء کو پانی پت پر بیرم کی فوج کے ہراول نے خانِ زماں کے ماتحت عادل شاہ کی فوج سے جس کا حاکم ہیموں تھا - بڑی بہادری کے ساتھ لڑ کر ہیموں کو شکست دی + اس لڑائی میں ہیموں اسیر ہو گیا - اور بیرم نے اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا + یہ پانی پت کی دوسری لڑائی کہلاتی ہے - اور اس سے سلطنت مغلیہ استقلال

کے ساتھ ہند میں قائم ہو گئی۔ کیونکہ چند روز بعد سکندر سوری نے خود اکبر کی اطاعت قبول کر لی۔ اور اُس کی جاں بخشی ہوئی +

بیرم خاں کی معزولی ۱۵۶۰ء

بیرم خاں کے دلیرانہ انتظام اور لیاقت نبرد آزمائی کے باعث سلطنت کا کام بہت اچھی طرح انجام پاتا رہا۔ مگر اُس نے منصب اتالیقی کی حیثیت سے سختی اور نخوت کو کام فرمایا۔ اس لئے سارے اُمرا اُس سے برگشتہ ہو گئے۔ اور اُنہوں نے اکبر کو جس کی عمر اُس وقت اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ سمجھایا۔ کہ آپ خود عنانِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لیں + غرض جب بیرم نے دیکھا۔ کہ اب حکومت ہاتھ سے چلی۔ تو اُس نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ مگر زک پائی۔ اور بادشاہ کے پاؤں پر آ کر گر پڑا + اس پر بادشاہ بڑی مروت اور مہربانی سے اُس کے ساتھ پیش آیا۔ اُس کے بعد بیرم دنیا سے کنارہ کر کے حج کے لئے مکّے کو روانہ ہؤا۔ مگر گجرات میں ایک شخص نے اُس کو مار ڈالا +

بیرم خاں کے بعد بادشاہ کو سلطنت کا انتظام اپنے آپ کرنا پڑا۔ اور اب وہ نہایت دلیری۔ دانشمندی اور لیاقت کے ساتھ اپنی سلطنت کے استحکام کی طرف متوجہ ہؤا۔ اور اپنی زندگی میں سارے ہندوستان اور کشمیر اور قندھار اور دکن کے ایک حصّے پر بھی قرار واقعی تسلط بٹھا لیا۔ اور نہایت دبدبے اور جلال کے ساتھ سلطنت کی +

اندرونی بغاوت ۱۵۶۷ء

اوّل تو اکبر کو اپنے ہی امیروں کی بغاوت دفع کرنی پڑی - جس کا سرغنہ وہی خان زمان تھا - جس نے پانی پت کی لڑائی فتح کی تھی + جب یہ بغاوت رفع ہو گئی - تو اُس نے چتوڑ - گجرات - بہار - بنگالہ - اڑیسہ - کشمیر - سندھ - قندھار - احمد نگر - خاندیس اور برار کے ایک حصّے کو ایک ایک کر کے فتح کیا + اکبر ہمیشہ اس مصلحت پر کاربند رہا - کہ جب کوئی دشمن مغلوب ہوتا - تو اُس کے ساتھ عنایت و مروّت سے پیش آتا - بلکہ اچّھا سلوک کرتا - چنانچہ جو راجہ اور بادشاہ لڑائی میں مغلوب ہو جاتے تھے - اُن کو وہ عموماً اپنے دربار کے امیروں اور فوج کے افسروں میں داخل کر لیا کرتا تھا - اس طرح ہند کے بہت سے راجا اور بادشاہ اور خاص کر جے پور اور جودھ پور کے راجپوت اس کے بڑے احسان مند اور جاں نثار بن گئے - ان سب بڑی بڑی فتوحات کا مفصّل بیان حد سے زیادہ طویل ہے - اس لئے صرف تین واقعات خلاصے کے طور پر لکھے جاتے ہیں +

اوّل - راجپوتوں کے ساتھ اکبر کا سلوک +

دوم - اکبر کا بنگالے کو فتح کرنا +

سوم - ریاست احمد نگر کی مشہور و معروف بیگم چاند بی بی سے اکبر کی لڑائیاں +

راجپوتوں کے ساتھ سلوک

اس وقت امبیر یعنی جے پور کا فرماں روا راجہ بہاری مل تھا - جس کو اکبر نے انجام کار

مغلوب کیا۔ اور پھر اُس کی بیٹی سے شادی کی +
اس کے بعد اکبر کے بڑے بیٹے شاہزادہ سلیم (جہانگیر)
کی شادی اسی خاندان کی ایک اور لڑکی سے ہوئی۔
غرض راجپوتوں میں اوّل اسی راجہ نے مغلوں سے
ایسی رشتہ داری کا سلسلہ قائم کیا + راجہ بہاری مل
کا بیٹا راجہ بھگوانداس اس عہد کے اہل دربار میں
ایک نہایت ممتاز امیر تھا۔ کیونکہ اکبر نے اس کو امیرالامرا
کا خطاب عطا کیا۔ اور پنجاب کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔
اور اُس کا بیٹا راجہ مان سنگھ جو بادشاہ کے ہاں نہایت
عمدہ سپہ سالاروں میں سے تھا۔ منصب ہفت ہزاری
پر سرفراز تھا + یہ منصب اکبر کی سلطنت میں امرا کے
لئے سب سے اعلےٰ تھا۔ اس لئے فوج کے جس قدر
مسلمان سردار تھے۔ وہ سب راجہ مان سنگھ کے ماتحت
تھے۔ اس راجہ سے پنجاب اور کابل میں اچھی اچھی خدمتیں
ظہور میں آئیں۔ اور جب وہ بنگالے کی خدمت پر مامور
ہؤا۔ تو اُس نے وہاں کا قرار واقعی انتظام اور وہاں
کے افغان سرداروں کی بغاوت کا بخوبی انسداد کیا +

رانائے چتوڑ جو اب رانائے اودے پور کہلاتا ہے۔
اودے سنگھ پسر رانا سانگا تھا۔ اس سے چتوڑ پر اکبر
کی بڑی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ جس میں اکبر
فتحیاب ہؤا + اس کے بعد اودے سنگھ کے بیٹے
رانا پرتاب سنگھ نے اپنی سلطنت کے ایک حصّے پر
سنہ ۱۵۸۰ء میں پھر قبضہ کر لیا۔ اور شہر اودے پور کی

بنا ڈالی +

جودھ پور یا مارواڑ کا رانا مالدیو تھا - اُس کی پوتی سے اکبر نے اپنے بیٹے جہانگیر ولیعہد سلطنت کی شادی کی اور یہ ملکہ جودھ بائی کے نام سے مشہور ہوئی۔ شاہزادہ خرم جو پیچھے شاہجہاں کے نام سے بادشاہ دہلی ہؤا - وہ اسی کے بطن سے تھا - جہانگیر کی ماں بھی راجپوت تھی - راجہ جے پور اور رانائے جودھ پور نے تو بادشاہ کے ساتھ رشتہ ناطہ کیا - مگر رانائے اودے پور نے ایسی قرابت سے انکار کیا - بلکہ جن راجپوتوں نے ایسی رشتہ داری منظور کی تھی - اُن کو مطعون کیا +

بنگالے کی فتح

جب اکبر گجرات کو فتح کر چکا - تو بہار - بنگالہ اور اوڑیسے کی تسخیر کی طرف متوجہ ہؤا + منعم خاں جو بیرم خاں کی جگہ خانخاناں مقرر ہؤا تھا - اور اکبر کی طرف سے جونپور کا حاکم تھا - اُس نے بنگالے کے افغان حاکم سلیمان کرارانی سے جبراً اطاعت کا اقرار کرا لیا تھا - مگر سلیمان کا بیٹا داؤد خاں منحرف ہو گیا + اس پر اکبر بذات خود فوج لے کر ۱۵۷۴ء میں وہاں پہنچا - اور حاجی پور اور پٹنہ فتح کر لیا + پھر اُس نے منعم خاں کو بہار کی حکومت پر مامور کر کے حکم دیا - کہ جب تک بنگالہ فتح نہ ہو جائے - داؤد خاں کا پیچھا نہ چھوڑے - راجہ ٹوڈر مل جو صیغۂ مال کا بڑا نامی گرامی حاکم تھا - اُس پر اس مہم کا بڑا دار و مدار تھا - آخر یہ ہؤا - کہ داؤد خاں نے اوڑیسے میں مقام جلیسر کے قریب مغل ماڑی پر

شکست کھا کر اکبر کی اطاعت قبول کی - اور اس پر کٹک کا علاقہ اُسی کو عطا ہو گیا ؛

تھوڑے دن بعد داؤد خاں نے پھر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا - اور بنگالے کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا - منعم خاں گور کی آب و ہوا کے ناموافق ہونے سے بیمار ہو کر مر گیا تھا - اور اُس کی جگہ خان جہاں مقرر ہُوا تھا - اُس نے اور ٹوڈر مل نے جو اس کام میں خان جہاں کا نائب تھا - داؤد کو آک محل پر ۱۵۷۶ء میں شکست دی - اور یہاں داؤد مارا گیا ؛ اس کے بعد خان جہاں نے داؤد کی رہی سہی جمعیت کو ہگلی کے قریب سات گاؤں پر ایک اَور شکست دی - اور اپنے مرنے سے پہلے رفتہ رفتہ سارے بنگالے کو تسخیر کر لیا ؛

بنگالے اور بہار کے بڑے بڑے جاگیرداران[1] قوم مغل

[1] جاگیر دار سے وہ قابض اراضی مراد ہے - جس کو کسی بڑی خدمت کے عوض اس شرط پر سرکار سے زمین عطا ہوئی ہو - کہ وہ بادشاہ کی خاص خاص خدمتیں انجام دے ؛ یہ خدمات عموماً جنگی ہوتی تھیں - مثلاً جاگیردار پر فرض ہوتا تھا - کہ ضرورت کے وقت سپاہ کی ایک خاص تعداد سے بادشاہ کی مدد کرے - اور جب قاعدوں کی پوری تعمیل کی جاتی تھی - تو یہ بھی ضرور ہوتا تھا - کہ جاگیر کی آمدنی میں سے جاگیردار اپنا وظیفہ اور فوج کی تنخواہ ادا کرکے جو باقی رہے - وہ خزانۂ سرکاری میں داخل کرے ؛ اس وقت اس فاضل آمدنی کے خزانۂ عامرہ میں داخل کئے جانے کے قاعدے پر زور دیا گیا تھا - اس لئے یہ فساد برپا ہُوا ؛ یہ فساد بنگالے کا فوجی فساد تھا ؛

جن کو صوبجات مفتوحہ میں سرکار سے زمینیں عطا ہوئی تھیں اُنہوں نے خان جہاں کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد ایک بڑا بے ڈھب فساد برپا کیا +

جاگیرداروں کے اس فساد کی آگ ابھی بجھنے نہ پائی تھی - کہ پٹھانوں نے اوڑیسے میں پھر سر اُٹھایا - اور بنگالے کا ایک حصّہ تاخت و تاراج کر ڈالا - آخر جب راجہ مان سنگھ ان صوبوں کا حاکم مقرّر ہوا - تو اُس نے اس حصّے کو فتح کر کے ایک عرصے بعد وہاں قرار واقعی عمل بٹھایا +

چاند بی بی سلطانۂ احمد نگر

ریاست احمد نگر میں ہندو اور حبشی امرا کے باہم جھگڑے قضئے پڑ رہے تھے - اس لئے اکبر نے ۱۵۹۵ء میں اپنے دوسرے بیٹے مراد اور مرزا خاں پسر بیرم خاں کو روانہ کیا - کہ ایسے وقت میں احمد نگر پر تسلّط کر لیں + اُس وقت یہاں کا بادشاہ بہادر نظام شاہ تو نابالغ تھا - اور ریاست کا انتظام - اُس کی پھپھی چاند بی بی کے ہاتھ میں تھا - اُس نے اوّل تو اپنے خسر شاہِ بیجاپور سے صلح کی - اور حبشی امیروں کو گانٹھا - پھر شاہزادہ مراد جو محاصرے پر زور ڈالتا جاتا تھا - اُس کے ہاتھ سے احمد نگر کو ایسی دانائی اور بہادری سے بچایا - کہ سب دنگ رہ گئے - ایک دفعہ محاصرین نے فصیل شہر میں شگاف کر لیا تھا - اور قریب تھا - کہ محصورین حواس باختہ ہو کر شہر کو حوالے کر دیں - مگر اتنے ہی میں سلطانہ سر سے پاؤں تک

زرہ بکتر سے آراستہ ہو چہرے پر نقاب ڈال تلوار ہاتھ میں لے اُس شگاف پر آ موجود ہوئی - اور اس بہادری سے لڑی - کہ رات ہوتے ہوتے فوج مغلیہ کو ہٹا دیا - پھر راتوں رات شگاف فصیل کو بھر کر بالکل تیار کر دیا + سلطانہ رات بھر وہاں سے نہ ہلی تھی - اور صبح کو پھر دشمن کے مقابلے پر مستعد کھڑی تھی - مگر مراد نے محاصرے سے ہاتھ اُٹھایا - اور باہم صلح ہو گئی + اس کے بعد ۱۵۹۹ء میں اکبر بذات خود برہانپور آیا - دولت آباد تو اس سے پہلے ہی فتح ہو چکا تھا - اب اکبر نے اپنے تیسرے بیٹے شاہزادہ دانیال کو مع میرزا خاں کے احمد نگر کا پھر محاصرہ کرنے کو بھیجا + چاند بی بی اس سے پہلے اپنے نابالغ بھتیجے کے مخالفوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکی تھی - اس لئے اب کی دفعہ بادشاہی فوج فتحیاب ہوئی - شہر فتح ہو گیا - وہاں کے نمکحرام لوگ بہت سے قتل ہوئے - اور بادشاہ نابالغ قید ہو گیا

جہانگیر (۱)

جب اکبر پر ضعف طاری ہونے لگا - اور ایک مہلک بیماری اُس کو عارض ہو گئی - تو تخت نشینی کے لئے سلطنت میں بڑی نزاع پیدا ہوئی - بعض کی تو یہ رائے تھی - کہ شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مالک تخت و تاج ہو - اور بعض کہتے تھے - کہ نہیں بادشاہ کا پوتا خسرو تخت نشین ہو + جب لوگوں میں یہ حیص بیص اور قیل و قال ہو رہی تھی - تو بادشاہ نے خود امرا و اراکین سلطنت کے رو برو اپنی زبان سے فرمایا - کہ میرے بعد

تخت کا وارث شاہزادہ سلیم کے سوا اور کوئی نہیں - اور اس کے تھوڑے عرصے بعد جاں بحق ہؤا - اکبر مرتے مرتے اپنی اولاد اور وزرا و اراکین سلطنت کو یہ نصیحت کرتا رہا - کہ سب باہم اتفاق رکھیں - اور بادشاہِ آئندہ کے وفادار و نمک حلال رہیں +

اکبر کی خصلتیں ۱/۲

اکبر قوی ہیکل اور وجیہہ شخص تھا - لذائذ نفسانی کی طرف سے اپنی طبیعت کو بہت روکتا تھا - ریاضت جسمانی اور شکار کا بہت شوق رکھتا تھا - اور اکثر ایک دن میں تیس چالیس میل تک پیادہ پا چلا جاتا تھا - معاملات اور مقدمات کے انفصال کے لئے اوقات اور قاعدے باندھ رکھے تھے - اور انہی کے بموجب عمل کرتا تھا - زبان سنسکرت سمجھ سکتا تھا - اور ہر قسم کے علم کا قدر دان تھا - چنانچہ بہت سی عمدہ عمدہ علمی تصنیفات کا اُس نے خود اہتمام کیا - اپنے خاندان اور دوستوں سے اس کو بڑی محبت تھی - اور وہ بڑا رحم دل اور کریم النفس بادشاہ تھا +

اکبر کا عقیدہ ۱/۲

اس نے مذہب اسلام کا ایک نیا فرقہ کھڑا کیا - یعنی ایک نیا عقیدہ نکال کر اُس کا نام دینِ الٰہی رکھا - اور اپنے تئیں اُس کا ہادی ٹھیرایا + چونکہ اس نئے مذہب کے معتقد تخلئے میں اس کے روبرو سجدہ کرتے تھے - اس لئے بہت سے پکّے مسلمان اس سے ناراض تھے - اور کہتے تھے - کہ اس نے وہ دعوے کیا ہے - جو ذات باری کے سوا کسی کو شایاں نہیں +

اُس کی نسبت لوگوں کا یہ بھی گمان تھا۔ کہ وہ آفتاب کی پرستش کرتا ہے۔ یہ بات صحیح ہو یا نہ ہو۔ مگر اس میں کلام نہیں۔ کہ پارسیوں کے عقیدے کی طرف اُس کی طبیعت کا بڑا میلان تھا۔ اور یہ لوگ آفتاب کو خدا کا مظہر مانتے ہیں + اکبر کے مذہب میں ایک یہ بڑی خصوصیت تھی۔ کہ اُس کو کسی کی مذہبی رائے یا عقیدے سے کچھ پرخاش نہ تھی۔ ہر شخص کو اختیار تھا۔ کہ جس مذہب کا چاہے۔ معتقد اور پیرو ہو +

اکبر کا انتظام سلطنت

اکبر نے نہ صرف کل ہندوستان کو وندھیاچل کے شمال تک فتح ہی کیا۔ بلکہ ملک کے تمام حصّوں کو ایک سلطنت میں جمع کر دیا۔ اور اس کے کئی صوبے بنا دیئے۔ ہر صوبے پر ایک نائب السلطنت مقرر تھا۔ جسے پورے پورے اختیارات حاصل تھے۔ اور یہ اختیارات تین قسم کے ہوتے تھے۔ فوجی دیوانی اور مالی۔ بغاوتوں کو رفع کرنے کے لئے لشکر کا بھی نیا انتظام کیا۔ سپاہیوں کو جاگیر کی بجائے ماہوار تنخواہ ملنی شروع ہوئی۔ جہاں یہ ترکیب کارگر نہ ہو سکی۔ وہاں جاگیرداروں کو دربار دہلی کے ماتحت رکھا۔ صوبوں کے حاکموں کی آزادی کے کم کرنے کے لئے اُن کو بھی دربار کے ماتحت رکھا۔ مسلمان صوبہ داروں کا حق ایسا ہی خیال ہوتا تھا۔ جیسا ہندوؤں کا۔ دیوانی انتظام کے لئے عدالتوں کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور وہ بڑے بڑے شہروں کے قاضیوں سے مدد لیتے تھے۔ شہروں کا پولیس تو

کوتوال کے ماتحت تھا۔ مگر کل ہندوستان میں کوئی باقاعدہ پولیس انگریزوں کی سلطنت کے قائم ہونے تک مقرر نہیں ہوا۔ ہر ایک گاؤں میں ایک چوکیدار ہوتا تھا۔ زمینداروں اور مالی افسروں کی اپنی اپنی پولیس ہوتی تھی۔ مگر یہ کبھی کبھی دغا بازی کر کے لوگوں کو لوٹ بھی لیا کرتے تھے +

۳- اکبر کا مالی انتظام

اکبر کا مالی انتظام ہندوؤں کے طریق انتظام پر مبنی تھا۔ اور وہی آج تک جاری ہے۔ پہلے کھیتوں کی پیمائش کی جاتی۔ ہر ایکڑ زمین کی پیداوار کا تخمینہ ہوتا۔ اور کل پیداوار کا ایک تہائی حصہ سرکار میں بطور معاملہ لیا جاتا۔ معاملہ نقدی میں وصول ہوتا تھا۔ اوّل اوّل یہ بندوبست ہر سال ہوتا رہا۔ بعد ازاں کسانوں کو پیمائش وغیرہ کی تکلیفوں سے بچانے کے لئے معاملہ دس سال کے لئے مقرر کیا گیا + اکبر کے افسر پیداوار کا تیسرا حصہ وصول کیا کرتے تھے۔ اور کُل معاملہ آج کل کی مقدار سے کہیں زیادہ ہوتا تھا۔ تقریباً انگریزی معاملے سے تین گنا وصول ہوتا تھا۔ ہر صوبے کو اپنی آمدنی میں سے ایک سرکاری فوج کا خرچ بھی ادا کرنا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور ٹیکس وغیرہ بھی دینے پڑتے تھے +

۵- اکبر کا انتظام سلطنت

اکبر اپنی ساری رعایا کو ایک نظر دیکھتا تھا۔ خواہ ہندو ہو۔ خواہ مسلمان۔ اُس کے نزدیک کچھ فرق نہ تھا۔ اس طرح اُس نے اپنی سلطنت کے دو متضاد اجزا کو باہم ترکیب دیکر ایک

معجون معتدل بنا لیا تھا + جو راجہ یا بادشاہ یا سپہ سالار کیا ہندو کیا مسلمان شکست کھا کر بادشاہ کی اطاعت و وفاداری منظور کرتا تھا۔ وہ مورد عنایات و مراحم سلطانی ہو کر یا تو دربار شاہی میں جگہ پاتا۔ یا کسی صوبے کا حاکم مقرر کر دیا جاتا تھا + اکبر نے اپنے جلوس کے ساتویں برس جزیہ موقوف کر دیا + یہ محصول جو غیر مذہب کے لوگوں سے فی کس لیا جاتا تھا۔ بعض بادشاہان افغانیہ کے عہد میں بہت سختی سے وصول کیا جاتا تھا۔ اکبر نے اس محصول کے سوا تیرتھ یاترا کرنے والوں سے جو محصول لئے جاتے تھے۔ وہ بھی سب معاف کر دئے + اس زمانے سے لے کر اورنگ زیب کے عہد تک جزیہ پھر نہیں لیا گیا۔ مگر ہاں اورنگ زیب نے اس کو دوبارہ جاری کر دیا +

اکبر نے مالی انتظام میں بڑی بڑی اصلاحیں کیں۔ چنانچہ زر مالگزاری تحصیل کرنے کا خرچ گھٹا دیا۔ سرکاری حاکم و اہلکار جو رعیت سے نا جائز طور پر جبراً روپیہ لیا کرتے تھے۔ اُس کا انسداد کیا۔ اور محصول سب پر برابر برابر اندازے کے ساتھ لگایا + یہ تمام اصلاحیں بادشاہ نے راجہ ٹوڈر مل کی حسن لیاقت کے ذریعے سے کیں۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ راجہ ٹوڈر مل نے انتظام سررشتۂ مال میں جو بڑی دانائی ظاہر کی۔ وہ اکثر شیر شاہ کے آئین پر عمل کرنے کا ثمرہ تھا + اکبر نے اپنی سلطنت کو اٹھارہ صوبوں پر تقسیم کر کے ہر صوبے کا ایک صوبہ دار یا

نائب السلطنت مقرر کیا تھا - اور اِن صوبوں کی کیفیت اور سلطنت کے ہر صیغے کا حال اور ہر ایک سررشتے کی حقیقت ابو الفضل کی آئین اکبری میں مشرح و مفصل درج ہے - یہ عالی دماغ شخص اور اس کا بھائی فیضی جو بڑا عالم و شاعر تھا - اکبر کے بڑے رفیقوں اور مشیروں میں تھے + مسلمانوں میں فیضی سب سے اوّل شخص تھا جس نے زبان سنسکرت سیکھ کر ہندوؤں کی کتابوں کا مطالعہ کیا + ابو الفضل بادشاہ کا وزیر اعظم بھی تھا - اور سپہ سالار بھی - سنہ ۱۶۰۲ع میں یہ نامور شخص شہزادہ سلیم کے اشارے سے قتل ہوا +

اکبر نے سررشتۂ فوجی میں بھی بڑی بڑی اصلاحیں کیں - جن میں سے یہ ایک نہایت عمدہ تھی - کہ سپاہ کو تنخواہ میں نقد روپیہ دیا جاتا تھا - جاگیر یا زمین نہیں ملتی تھی +

چوتھی فصل - نور الدّین جہانگیر - سنہ ۱۶۰۵ع سے سنہ ۱۶۲۷ع تک شہاب الدّین شاہجہاں - سنہ ۱۶۵۸ع تک - محی الدّین اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۷۰۷ع تک

اکبر کا بیٹا اور پوتا اور پڑوتا جو اُس کے پیچھے ایک دوسرے کے بعد ہندوستان کے شہنشاہ ہوئے - ایسے دولتمند اور زبردست بادشاہ گزرے ہیں - کہ

کہ ایک دن یہ اقبال مند ایک مشہور و معروف ملکۂ ہند بنیگی - اور وہ اس کی بدولت عمر بھر عیش کرینگے - جب نور جہاں کے ماں باپ اُس کو اس طرح جنگل میں چھوڑ کر آگے چلے - تو پیچھے ایک قافلہ اُس جگہ پہنچا - اور اس معصوم ننھی سی جان کو یوں جنگل میں پڑا دیکھ کر ایک سوداگر کو اُس پر ترس آیا + اُس نے اُس کو اپنی بیٹی کی طرح پالنا چاہا - اور اُس کی ماں ہی کا کچھ مہینا کرکے اُس کی پرورش کے لئے مقرر کر دیا - غرض اس طرح نور جہاں اور اُس کے ماں باپ ہند میں پہنچے - اور اس سوداگر کے ذریعے سے مرزا غیاث کی رسائی اکبر کے دربار تک ہو گئی + اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں نور جہاں کے باپ اور بھائی نے دربار شاہی میں بہت کچھ رسوخ حاصل کر لیا - اور اس کی ماں بے تکلف محل شاہی میں آنے جانے لگی + وہاں شاہزادہ سلیم جو پیچھے جہانگیر کے لقب سے بادشاہ ہؤا - نور جہاں کے حسن و جمال کو دیکھ کر اُس پر فریفتہ ہو گیا + اکبر کو یہ بات ناگوار گزری - اور اُس نے مرزا غیاث کو سمجھا کر نور جہاں کی شادی ایک ایرانی نوجوان شیرافگن نام کے ساتھ کرا دی - اور اسے شاہزادے کی نظر سے دور رکھنے کے لئے شیر افگن کو بردوان کا حاکم مقرر کر دیا +

جب جہانگیر بادشاہ ہؤا - تو اُس نے قطب الدین

صوبۂ بنگالہ کو لکھا۔ کہ وہ شیر افگن کو سمجھا کر نور جہاں کو طلاق دلوا دے۔ مگر شیر افگن نے یہ بات منظور نہ کی۔ اور آخر قطب الدین اور شیر افگن خاں میں لڑائی کی نوبت پہنچی۔ اور اس میں دونو مقتول ہوئے + اس کے بعد نور جہاں دلّی بلائی گئی۔ اور یہاں پہنچ کر محلِ شاہی میں داخل ہوئی۔ لیکن بادشاہ کو اپنے خاوند کا قاتل جان کر عرصے تک اُس کی صورت سے بیزار رہی۔ مگر کچھ مدّت بعد جہانگیر نے اُس کو پرچا لیا۔ اور اب وہ بادشاہ کے نکاح میں آ کر ملکۂ ہند بنی + اس کا نام بادشاہ کے نام کے ساتھ سکّے میں داخل ہوا۔ اس کے اختیار و اقتدار کی کچھ حد نہ رہی + اُس کا باپ وزیر اعظم مقرر ہوا + اور اُس کا بھائی آصف خاں بھی ایک منصبِ اعلےٰ پر سرفراز ہوا۔ مگر ان دونو نے اپنے اختیارات سے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ بلکہ اُن کو بہت اچھی طرح برتا۔ اور جہانگیر اگرچہ مے خوری اور عیش و عشرت میں غرق رہتا تھا۔ مگر ان دونو کی خیر اندیشی اور دانشمندی نے امورِ سلطنت میں کچھ خلل نہ پڑنے دیا +

سر طامس رو

<u>۱۶۱۵ء</u> میں سر طامس رو جیمس اوّل شاہِ انگلستان کی طرف سے سفیر ہو کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ جہانگیر کے دربار میں آیا + بادشاہ نے اُس کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ اور درباریوں میں اُس کو سب سے ممتاز جگہ عنایت کی +

اس سفیر کی سعی سے انگریزوں کی تجارت ہند میں جم گئی ۔ اور اُس وقت سے اہل یورپ کی بستیاں ہند میں آناً فاناً رونق پکڑتی گئیں ۔ آئندہ ذکر کیا جائیگا کہ اہل پرتگال یہاں پہلے ہی سے جم گئے تھے +

۲۳ ۔ شاہزادہ خرم اور مہابت خاں کی سرکشیاں

جہانگیر کا سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا ۔ اُس سے نور جہاں کی بیٹی جو شیر افگن سے تھی ۔ بیاہی گئی تھی ۔ اس لئے نور جہاں یہ چاہتی تھی ۔ کہ جہانگیر کے بعد شہریار تخت نشیں ہو ۔ چنانچہ اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے اس نے چپکے چپکے جوڑ توڑ کرنے شروع کئے + اس پر شاہزادہ خرم یعنی شاہجہاں جو شہریار سے بڑا تھا ۔ اور کئی موقعوں پر لڑائیوں میں بڑا نام پا چکا تھا ۔ اُس نے برہم ہوکر سرکشی اختیار کی ۔ اور اپنی قوت و جوانمردی سے بنگالے پر قبضہ کرکے اُس میں دو برس تک حکمراں رہا ۔ مگر اس کے بعد اُس نے بادشاہ کی اطاعت قبول کرلی +

مہابت خاں جو ایک بڑا مشہور و معروف سردار تھا ۔ کابل کی حکومت پر متعین تھا ۔ مگر نور جہاں نے اُس کو وہاں سے اس اُمید پر دلی بلا لیا تھا ۔ کہ شاہجہان کے خلاف جو منصوبے وہ باندھ رہی تھی ۔ اُن میں اُس کی مدد کرے + اول اول تو مہابت خاں نور جہاں کا مددگار رہا ۔ اور دکن میں جو معرکے اُس

نے کئے۔ اُن کے باعث وہ سلطنت میں اس قدر معزز و ممتاز ہوگیا۔ کہ اگر کوئی سردار رہتے ہیں اُس سے بڑا تھا۔ تو نور جہاں کا بھائی آصف خاں تھا۔ مگر بعد میں مہابت خاں شاہزادہ پرویز کا خیرخواہ اور طرفدار ہو گیا۔ اور چونکہ نور جہاں کو پرویز سے بھی اُسی قدر عداوت تھی۔ جس قدر کہ شاہجہاں سے تھی۔ اس لئے نور جہاں کی مہابت خاں سے سخت دشمنی ہو گئی +

اُس وقت جب کہ بادشاہ اپنی سپاہ لئے کابل کی طرف جا رہا تھا۔ مہابت خاں کے نام حکم جاری ہؤا۔ کہ حضور میں حاضر ہو۔ مہابت خاں نے اس حکم کی تعمیل تو کی۔ مگر تنہا نہ آیا۔ پانچ ہزار راجپوت سوار جاں نثار اپنے ساتھ لایا + جب بادشاہ کے لشکر میں آیا۔ تو اُس کے نام یہ حکم پہنچا۔ کہ وہ باریاب ملازمت شاہی نہیں ہو سکتا۔ پس اُس کو یقین ہو گیا۔ کہ دشمنوں نے میری تخریب و توہین پر کمر باندھ لی ہے۔ اس لئے اُن کے منصوبوں کو رد کرنے کے لئے اُس نے ایک ایسی بیجا حرکت کی۔ جس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔ یعنی بادشاہ کا لشکر جو دریائے جہلم سے اُتر رہا تھا۔ جب سب عبور کر چکا۔ اور بادشاہ تنہا اُترنے کو ہؤا۔ اُس وقت مہابت خاں نے کچھ جوانوں کو بھیج کر پُل کا ناکا روک لیا۔ اور باقی فوج سے بادشاہ کو اپنے قبضے میں کر لیا + اب تو نور جہاں

بڑی تلملائی - اور بادشاہ کے چھڑانے کے لئے بڑے ہاتھ پیر مارے - مگر جب کوئی تدبیر پیش نہ گئی - تو آپ بھی بادشاہ کے پاس چلی آئی - مہابت خاں اُس کو قتل کرنا چاہتا تھا - مگر اُس کی زندگی تھی - اس لئے اُس کو کچھ گزند نہ پہنچی + غرض اب مہابت خاں کا کوئی مزاحم نہ رہا - اور ایک سال تک برابر اُس کا غلبہ و اقتدار قائم رہا - آخر نور جہاں ایک ایسی چال چلی - کہ بادشاہ کو مہابت خاں کے قبضے سے صاف نکال لیا - اور مہابت خاں کو بھاگتے ہی بنی - چنانچہ وہ دکن کی طرف بھاگ گیا - اور وہاں شاہجہاں سے جا ملا +

اس کے کچھ مدّت بعد جب شاہجہاں اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا - تو اُس نے نور جہاں کو امورِ سلطنت سے بالکل علیحدہ کر دیا - مگر اپنی عالی حوصلگی سے اُس کے لئے بڑی جاگیر مقرر فرمائی - شاہجہاں نے نور جہاں کے ساتھ تو ایسی فراخ حوصلگی کو کام فرمایا - مگر اپنے بھائی شہریار کو اور بابر کی اولاد میں سے جس قدر مرد تھے - اُن سب کو مروا ڈالا - اور یہ اس کے نام پر ایک بڑا دھبا رہا +

۵ - شاہجہان کا عہد سلطنت

شاہجہاں کے عہد سلطنت کا پہلا بڑا واقعہ خان جہاں لودھی صوبہ دار دکن کی سرکشی ہے + ابتدا میں وہ یہ چاہتا تھا - کہ خود مختار بن جائے - مگر پھر تھوڑے دنوں بعد بادشاہ

کا مطیع ہو گیا۔ اور دکن سے مالوے کو منتقل کیا گیا +
اس کے بعد خان جہاں کو یہ شبہ ہُوا۔ کہ بادشاہ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس نے خاص آگرے میں علانیہ بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ اُس وقت چنبل ندی کے کنارے فوج شاہی سے اس کا مقابلہ ہُوا۔ اور اس نے شکست کھائی + یہاں اُس کا بیٹا اور بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ مگر اس نے اپنا گھوڑا ندی میں ڈال دیا۔ اور اُس سے عبور کرکے صاف نکل گیا۔ پھر یہاں سے وہ احمد نگر پہنچا۔ اور بادشاہ احمد نگر سے رابطۂ اتحاد قائم کرکے دکن میں ہنگامۂ جنگ و جدال گرم کیا + مگر آخرکار بندیل کھنڈ میں کالنجر کے قریب شکست کھا کر مارا گیا +

۳- دکن کی مہمات

اس کے بعد شاہ احمد نگر اور شاہ بیجاپور سے بادشاہ کی لڑائیاں رہیں۔ اور وہ ایک عرصے تک دکن ہی کی مہموں میں مصروف رہا۔ اوّل تو خود بادشاہ اور اُس کے سردار ان لڑائیوں میں سرگرم رہے۔ پھر بادشاہ کے بیٹے اور خاص کر اورنگ زیب جو تیسرا بیٹا تھا۔ برسرکار رہا +

۴- شاہجہان کی عمارات اور شان و شوکت

شاہجہاں کا نام خاص کر اس لئے صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا۔ کہ اُس نے بڑے بڑے عالیشان مکان بنوائے اور فائدۂ عام کے لئے بہت سی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اور اُس کا دربار ایک عجیب شان و شوکت کا تھا۔ اُس

نے ساڑھے چھ کروڑ روپے لگا کر ایک تخت طاؤس بنوایا تھا۔ جس پر بہت بیش قیمت جواہرات نصب تھے۔ آگرے کا روضۂ تاج گنج یعنی اُس کی بیگم ممتاز محل کا مقبرہ جو سارا سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا رنگ برنگ کے بیش قیمت پتھروں کے بیل بوٹوں سے مزین ہے۔ یہ بھی اسی نے بنوایا تھا۔ اس عمارت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عمارت شاندار نہیں ہے۔ تخت طاؤس کے علاوہ شاہجہاں خزانے میں چوبیس کروڑ روپے اور بہت سا مال و اسباب چھوڑ کر مرا +

بنا ہوا

۴۔ شاہجہاں کی سلطنت

بہر حال شاہجہاں نیک اور عادل بادشاہ تھا۔ اور انتظام سلطنت میں کبھی غفلت نہ کرتا تھا۔ اس وجہ سے اور نیز بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار اہلکار مقرر کرنے سے اُس کی سلطنت میں ہمیشہ امن و امان اور ملک میں بہبودی اور رونق رہی +

۵۔ اورنگ زیب

شاہجہاں کے چار بیٹے تھے۔ ایک تو اورنگ زیب جو اُس کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اور تین اور۔ یعنی دارا شکوہ اور شجاع جو اورنگ زیب سے بڑے تھے۔ اور مراد جو سب سے چھوٹا تھا + ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ شاہجہاں بیمار ہوا۔ اور دارا شکوہ جو بادشاہ کے پاس آگرے میں موجود تھا۔ اُس نے اس حال کے چھپانے میں بہت کچھ سعی کی۔ مگر یہ خبر سب بھائیوں کو پہنچ گئی۔ اور فوراً ہر ایک نے تخت پر

ہاتھ مارنے کے لئے کمر باندھی - مگر آخر کار ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب نے نہایت دھوکے بازی اور بے رحمی سے اپنے تینوں بھائیوں اور اُن کی اولاد کو ایک ایک کرکے شکست دے کر مار ڈالا یا بھگا دیا - اور آپ تخت پر بیٹھ گیا - اور اپنے بوڑھے باپ کو اُس کے مرنے دم یعنی ۱۶۶۶ء تک قید رکھا +

میر جملہ

میر جملہ ایک بڑا سپہ سالار تھا - اور اورنگ زیب کو بھائیوں پر فتحیابی اُسی کی حسن سعی سے نصیب ہوئی تھی - اُس کے صلے میں اورنگ زیب نے اُس کو مرزا شجاع کی جگہ جس کو میر جملہ نے اراکان کی طرف بھگا دیا تھا - بنگالے کا حاکم مقرر کر دیا - آخر شجاع اور اُس کا گھرانا سب تباہ ہوکر اراکان میں ہلاک ہو گئے - اور میر جملہ نے بھی ایک بڑی مہم کے بعد جس میں اُس نے کوچ بہار اور آسام کو پامال کیا تھا - ڈھاکے میں وفات پائی +

اورنگ زیب کی لڑائیاں

اورنگ زیب یا تو سیوا جی مرہٹے سے لڑتا رہا - یا بیجاپور اور گولکنڈے کی سلطنتوں کی تسخیر کرنے میں مصروف رہا - غرض اس طرح وہ ساری عمر دکن ہی میں لڑتا بھڑتا پھرا + راجپوتوں نے بھی بعض اوقات بڑی بے ڈھب سرکشیاں کیں - کیونکہ اورنگ زیب اُن پر اور نیز اپنی ساری ہندو رعایا پر مذہبی تعصب سے بڑی سختی

کرتا تھا[1] +

راجپوتوں کی سرکشی کے زمانے میں ایک بار ایسا ہُوا۔ کہ اورنگ زیب کا چہیتا بیٹا شاہزادہ اکبر بھی اُس سے منحرف ہو کر دشمنوں سے جا ملا۔ اور اُس نے تخت پر قبضہ کرنا چاہا + اورنگ زیب اگرچہ بہت ضعیف تھا۔ مگر پھر بھی غالب آیا۔ اور تمام سرکشی فرو ہو گئی۔ شاہزادہ اکبر آخرکار ایران کو چلا گیا۔ اور وہیں اُس نے وفات پائی +

اُس وقت انگریزوں اور فرانسیسیوں کی بستیاں ہند میں جلدی جلدی رونق پکڑتی جاتی تھی۔ اس کا ذکر باب پنجم کی پہلی فصل میں مفصّل کیا جائیگا +

۱۲- اکبر اور اورنگ زیب کا مقابلہ

اورنگ زیب کے زمانے میں سلطنت مغلیہ کی وسعت اور شان و شوکت غایت درجے پر پہنچ گئی تھی۔ مگر اورنگ زیب کی وفات کے قریب اُس میں زوال آنے لگا تھا + چونکہ اورنگ زیب ان امور میں جو سلطنت سے واسطہ نہیں رکھتے۔ بڑا پاک صاف اور

[1] اورنگ زیب نے اپنے مذہبی تعصب سے جو جو سختیاں ہندوؤں پر کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ جزیہ جس کو اکبر نے موقوف کر دیا تھا۔ پھر لگایا + یہ محصول مسلمانوں کے سوا سب پر لگایا جاتا۔ اور فی کس وصول کیا جاتا تھا۔ اور بعض پٹھان بادشاہوں نے اس ذریعے سے بڑے بڑے ظلم کئے تھے۔ غرض یہ محصول ہندوؤں کو سخت ناگوار تھا +

متقی و پرہیزگار اور بڑا پکا مسلمان تھا۔اس لئے مسلمانوں کی تاریخوں میں اس کو بادشاہان مغلیہ میں سب سے عمدہ لکھا ہے۔یہاں تک کہ اکبر پر بھی اس کو ترجیح دی ہے۔مگر اصل یہ ہے۔کہ اورنگ زیب عام لیاقت اور ہمت و چالاکی میں اکبر کے برابر اور داد گستری اور جفاکشی میں بھی اُس کی مانند تھا۔لیکن اور سب خصلتوں میں بالکل اکبر کے خلاف تھا + مصلحت ملکی کے اعتبار سے دونو بڑے کامل تھے۔مگر اورنگ زیب حکمت یا فریب سے اپنا مطلب نکالتا۔اور ہمیشہ ٹیڑھی تدبیروں کو پسند کرتا تھا + اکبر بڑا عالی حوصلہ اور فراخ دل اور صلح کل تھا۔سب کے ساتھ فیاضی سے برتتا۔اور مغلوب دشمن پر خصوصاً رحم کیا کرتا تھا۔مگر اورنگ زیب بڑا متعصب تھا۔غیر مذہب کے لوگوں کو اذیت پہنچاتا۔سب کی طرف سے بدظن رہتا۔مغلوبوں پر سختی کرتا۔اور بُری طرح بھی کچھ ہاتھ لگتا۔تو کبھی نہ چوکتا تھا + چونکہ اس کو کسی کا اعتبار نہ تھا۔اس لئے نہ اُس کے دل کو کبھی چین آرام ملا۔اور نہ کسی مہم میں بالکل کامیابی ہوئی۔آخر اس کی سلطنت کی جڑ کھوکھلی ہوگئی + شاہزادہ معظم جو وارث تخت وتاج تھا۔وہ بھی اس کی بدگمانی سے نہ بچا۔چنانچہ اورنگ زیب نے ایک بار ناحق اُس سے بدظن ہوکر چھ برس تک یعنی ۱۶۸۷ء سے ۱۶۹۴ء تک اُس کو قید رکھا + اکبر اور اورنگ زیب کی خصلتوں کا

فرق اس امر پر غور کرنے سے خوب معلوم ہوگا - کہ انہوں نے ہندوؤں سے اور خصوصاً راجپوتوں سے کس طرح سلوک کیا + اس تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوگیا ہوگا - کہ اکبر کا برتاؤ راجپوتوں کے ساتھ ایسا تھا - کہ وہ یا تو پہلے سلطنت دہلی کے دشمن تھے - یا اکبر کے عہد میں نہایت وفادار اور جاں نثار مددگار بن گئے - مگر اورنگ زیب اُن سے اس طرح پیش آیا - کہ وہ اُس سے بالکل متنفر ہو گئے + اورنگ زیب نے آخر یہ حکم دے کر کہ کسی ہندو کو بادشاہی نوکری نہ ملے - انتظام سلطنت میں سخت مشکل ڈال دی - پھر اُس نے ایک اور سخت حکم جاری کیا - کہ نہ صرف ہندوستان کے ہندوؤں سے بلکہ سارے دکن کے ہندوؤں سے بھی جزیہ لیا جائے - ان سب باتوں کا ثمرہ یہ ہوا - کہ اکثر ہندو رعایا دل میں مرہٹوں کا دم بھرنے لگی - اور یہی سلطنت مغلیہ کے آناً فاناً زوال پذیر ہونے کا ایک بڑا سبب ہوا +

اورنگ زیب کا مالی انتظام

سوائے آسام کے تمام شمالی اور جنوبی ہندوستان معاملہ ادا کرتا تھا - اس کا ہندوستانی علاقہ تقریباً اُسی قدر تھا - جس قدر کہ انگریزی مقبوضات ہیں - اگرچہ ان کا سرکار سے آج کل کی نسبت کم تعلق تھا - ان صوبوں میں سے اُس کے معاملے کی مقدار ۳۰ کروڑ سے ۳۸ کروڑ پونڈ ہوتی تھی - مگر اس کے دکن میں ۲۵ سال کے قیام کے بعد بھی

صرف تیس کروڑ ہی وصول ہو سکتا تھا۔ اور کوئی نہ کوئی صوبہ ہمیشہ جنگ پر آمادہ ہی رہتا تھا۔ اورنگ زیب کے محل خزانے میں پچپن کروڑ روپیہ سالانہ صرف زمین کی آمدنی سے جمع ہوتا تھا۔ تقریباً پچاس سال تک یہ معاملہ اسی طرح وصول ہوتا رہا۔ جب احمد شاہ درانی ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ تو خزانے کے داروغہ نے بھی اس کو یہی آمدنی بتائی +

اورنگ زیب نے اپنی زندگی میں مغلیہ بادشاہ کا نمونہ بن کر دکھایا۔ یہ بادشاہ دربار میں شاندار۔ خانگی زندگی میں سیدھا سادہ۔ کام میں ہوشیار۔ مذہب میں پکا۔ اور لائق منشی تھا۔ مشہور شاعروں کے شعر یاد تھے۔ یہ بادشاہ بڑا ہی اچھا خیال کیا جاتا۔ اگر اپنے باپ کو تخت سے نہ اتارتا۔ بھائیوں کو قتل نہ کرتا۔ اور ہندوؤں کو تکلیف نہ پہنچاتا۔ لیکن اس نے ہر ایک آدمی سے جو اس کے مذہب کا نہ تھا۔ دشمنی پیدا کر لی۔ اور اپنے رشتہ داروں سے بد ظن ہو کر ان کو عہدوں سے بر طرف کر دیا۔ اور اور آدمی مقرر کئے۔ ہندوؤں نے بھی دل میں بغض رکھا۔ سکھوں۔ راجپوتوں اور مرہٹوں نے اس کی آنکھ بند ہوتے ہی اپنا زور دکھانا شروع کیا۔ اس کے مسلمان جرنیلوں نے اس کی زندگی میں تو اس کی مدد کی۔ مگر اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کے علاقوں کو دبا بیٹھے +

پانچویں فصل۔ سلطنت مغلیہ کا تنزّل اور بربادی

۱۔ اورنگ زیب کے جانشین

اورنگ زیب کی آنکھ بند ہوتے ہی دستور کے موافق اُس کے بیٹوں میں تخت کے لئے جھگڑے اور لڑائیاں برپا ہوئیں۔ انجام یہ ہؤا۔ کہ محمد معظم نے۔ جو اورنگ زیب کا دوسرا بیٹا اور اپنے بڑے بھائی کی بغاوت اور اسیری کے بعد ولیعہد مقرر ہؤا تھا۔ اپنے دونو بھائیوں کو مار ڈالا۔ اور بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوکر چھ سال تک سلطنت کی ✤ اسے شاہ عالم اوّل بھی کہتے ہیں ✤ اِس کو دلّی کا تخت ایک بڑے زبردست سردار ذوالفقار خاں کی بدولت ہاتھ لگا تھا۔ اور اسی سردار کے طفیل سے بہادر شاہ کے بعد اُس کا بڑا بیٹا معزالدین۔ جہاندار شاہ تخت پر بیٹھا ✤ ذوالفقار خاں اس بادشاہ کا وزیر تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ جہاندار شاہ کو بھی وہ اختیار نہ تھا۔ جو ذوالفقار خاں کو حاصل تھا ✤ ان دونو نے بہادر شاہ کے اور بیٹوں اور رشتہ داروں کو جہاں تک ہو سکا۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا۔ مگر ہاں بہادر شاہ کا ایک پوتا فرخ سیر جو اپنے باپ کی جگہ بنگالے کا حاکم ہو گیا تھا۔ جہاندار شاہ کے ہاتھ نہ آیا۔ غرض جہاندار شاہ کو تخت پر

بیٹھے پورا برس بھی نہ ہُوا تھا - کہ فرخ سیر نے جو شاہزادہ عظیم الشّان ابن بہادر شاہ کا بیٹا تھا - دو زبردست امیروں کو گانٹھ کر بہت سی جمعیت بہم پہنچائی - اور جہاندار شاہ کو آگرے کے قریب شکست دے کر اُس کو اور ذو الفقار خاں کو قتل کیا - یہ دونو امیر جن کی مدد سے فرّخ سیر تخت پر بیٹھا - سیّد حسین علی حاکم بہار اور اُس کا بھائی سیّد عبداللہ حاکم الہ آباد تھے + کئی برس تک سلطنت کا سارا دار و مدار ان ہی پر رہا - کوئی چھ برس تک تو فرخ سیر برابر اُن کے کہنے پر چلتا رہا - اس کے بعد اس نے ان کے اختیارات کو گھٹانا چاہا + یہ دیکھ کر سیّدوں نے اُسے مروا ڈالا + اور پھر انہوں نے تین بادشاہ ایک دوسرے کے بعد تخت پر بٹھائے - مگر اُن کی سلطنت بہت تھوڑے دن رہی + ان میں اوّل رفیع الدّرجات تھا - اور دوسرا رفیع الدّولہ - یہ دونو رفیع الشّان ابن بہادر شاہ کے بیٹے تھے - اور انہوں نے کل دو دو تین تین مہینے سلطنت کی + تیسرا بادشاہ جس کو سیّدوں نے تخت پر بٹھایا - محمد اختر ابن بہادر شاہ کا بیٹا روشن اختر تھا - جو محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہُوا + اُس کی تخت نشینی کے تھوڑی مدّت بعد سیّدوں کو اور امیروں نے ایکا کر کے غارت کر دیا + اوّل حسین علی جب بادشاہ کو ساتھ لے کر نظام الملک سے لڑنے دکن کو روانہ ہُوا - تو رستے میں مارا گیا - پھر

عبد اللہ نے دہلی اور آگرے کے درمیان شاہ پور کی
لڑائی میں شکست کھائی - جس سے اُس کا سارا زور
بل ٹوٹ گیا + ان دونو سیّدوں کو جو مذہب کے شیعہ
تھے - ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہیں +

۲- سلطنت مغلیہ کے زوال سے نئی ریاستوں کا قائم ہونا

سلطنت مغلیہ کا جو مختصر حال اوپر بیان ہُوا -
اُس سے واضح ہے - کہ اورنگ زیب کے بعد جو
چھ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے - وہ کسی نہ کسی
بڑے امیر کے وسیلے سے بادشاہ ہوئے - چنانچہ
اوّل دو بادشاہ تو ذو الفقار خاں کے وسیلے سے
اور باقی چار سیّدوں کے ذریعے سے تخت نشین
ہوئے + پس یہ سردار بادشاہوں کی نسبت بہت
زیادہ اختیار رکھتے تھے + ان کی دیکھا دیکھی اور
سب امرائے سلطنت کو بھی خود سر ہو جانے کی
ہوس ہوئی - غرض محمد شاہ جس نے ۱۷۱۹ء سے
۱۷۴۸ء تک سلطنت کی - اس کی وفات سے پہلے
جس قدر صوبے دور دور تھے - اُن کے حاکم خود مختار
بن بیٹھے تھے - اور بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی
کی رہ گئی تھی - اس طور پر جو نئی سلطنتیں اُس وقت
ہند میں قائم ہوئیں - اُن میں سے مرہٹوں کی سلطنت
بہت ہی زیادہ زبردست تھی - کیونکہ اُن کی حکومت
ہند میں سب پر غالب ہو گئی تھی - ان کا حال آئندہ
باب میں بیان کیا جائیگا +

سکھوں نے بھی اسی زمانے میں زور پکڑا - ابتدا میں

۲- سکھوں کا حال

یہ فرقہ کسی کو کچھ آزار نہ پہنچاتا تھا۔ مگر پیچھے جب اورنگ زیب اور اُن کے بیٹے بہادر شاہ نے اُن کو بُری طرح ستایا۔ اور اذیت دی۔ تو انھوں نے بھی ٹھاٹھ بدلا۔ اور سپاہیوں کا ایک زبردست گروہ بن گئے ✦ اس فرقے کے بانی گرو نانک صاحب بابر کے عہد میں گزرے ہیں۔ وہ مسئلۂ توحید کی تلقین کرتے تھے۔ اور اُن کا طریق مذہب بعض امور میں اسلام سے اور بعض میں ہندوؤں کے مذہب سے ملتا جلتا تھا ✦ غرض اس طریق پر گرو نانک صاحب کے بہت سے مُرید ہو گئے۔ یہ لوگ سکھ کہلاتے ہیں۔ اور سکھ کے معنی مُرید ہیں۔ گرو نانک صاحب کے انتقال کے بعد اور گرو گدی پر بیٹھے۔ مگر سترھویں صدی میں جو دسویں گرو گوبند سنگھ ہوئے۔ وہ ایک اولوالعزم اور جنگجو آدمی تھے۔ اور اُنھوں نے سکھوں کو بالکل ایک جنگی فرقہ بنا دیا۔ آخر اُن کو ایک دشمن نے مار ڈالا۔ اور اُن کے عزیزوں اور سکھوں نے طرح طرح کی اذیتیں اُٹھائیں۔ بہادر شاہ۔ جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے زمانے میں ایک شخص بندا نامی سکھوں کا سرگروہ تھا۔ جب اُن پر مسلمان برابر ظلم اور سختیاں کرنے لگے۔ تو آخر بہادر شاہ کے عہد میں اُن کے غیظ و غضب کی آگ بھی بھڑک اُٹھی۔ اور انھوں نے بھی اپنے مخالفوں پر بڑی زیادتیاں کرنی شروع کیں۔ اس وجہ سے بادشاہ نے ان پر یورش کی۔ اور اپنی عمر کے اخیر پانچ برس میں انھی سے لڑتا

رہا۔ سکھ فوج شاہی کی تاب نہ لائے۔ اس لئے پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ مگر جب بہادر شاہ کا انتقال ہو گیا۔ تو پھر وہ مسلمانوں سے انتقام لینے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر فرخ سیر کے زمانے میں بندا اور اُس کے بہت سے ہمراہی سکھ گرفتار ہوئے۔ اور کمال اذیّت سے مارے گئے۔ اُن لوگوں سے اُس اذیّت اور موت کے وقت نہایت درجے کی بہادری ظاہر ہوئی۔ اور ایک نے بھی اپنے عقیدے سے انکار کر کے اپنی جان کو بچانا منظور نہ کیا۔ فرخ سیر نے اُن کو اس طرح چُن چُن کر قتل کیا تھا۔ کہ گویا سکھوں کا نام و نشان تک باقی نہ رکھا تھا۔ مگر اس صدی کے گزرنے سے پہلے پھر اُن کی ایک زبردست جمعیت قائم ہو گئی۔ چنانچہ یہ امر ساتویں باب کی چوتھی فصل میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا حال پڑھنے سے بخوبی واضح ہو گا۔

۳- صوبوں کا سلطنت دہلی سے علیحدہ ہو جانا۔

مرہٹوں کی سلطنت تو خود سر تھی ہی۔ اُس وقت اُس کے علاوہ کئی صوبے بھی سلطنت دہلی سے الگ ہو کر علیحدہ سلطنتیں بن گئیں۔ ان میں سے راجپوتانہ۔ صوبۂ دکن۔ اودھ اور بنگالہ بڑی زبردست سلطنتیں تھیں۔

۵- راجپوتانہ: راجپوتوں کا اتحاد۔

جسونت سنگھ رانائے جودھ پور اورنگ زیب کے عہد میں ایک بڑا زبردست راجہ تھا۔ اور راجپوت جو اورنگ زیب سے بگڑ گئے تھے۔

(تیسرے باب کی چوتھی فصل دیکھو)۔اس کا بڑا سبب یہی تھا۔کہ جسونت سنگھ کے لڑکوں کے ساتھ جو بدسلوکی ہوئی تھی۔اُس کا وہ انتقام لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ آخر جب صلح ہو گئی۔ تو عہد نامے کی سب سے بڑی شرط یہی ٹھیری۔کہ جسونت سنگھ کا بڑا بیٹا اجیت سنگھ سنِ بلوغ کو پہنچ کر مارواڑ کی گدّی پر بٹھایا جائے+ یہ راجہ بڑا دانشمند اور زبردست حاکم ہُوا۔ اور فرّخ سیر نے اُس کی بیٹی سے شادی کرکے اُس سے صلح کر لینی غنیمت جانی۔پھر محمد شاہ کے عہد میں دربار شاہی نے اجیت سنگھ کو خود مختار راجہ تسلیم کیا۔پس اس وقت سے راجپوت سلطنت مغلیہ سے الگ ہو گئے+

۲۔نظام الملک آصف جاہ۔ نظام الملک آصف جاہ فرّخ سیر کے زمانے میں دکن کا صوبہ دار مقرر ہُوا۔اور جب امرائے سلطنت نے سیّدوں کی مخالفت پر ایکا کرکے ۱۷۲۰ء میں شاہ پور کے میدان میں ان کی فوج کو شکست فاش دی۔اور اُن کے اقتدار کو خاک میں ملا دیا۔ تو اُس وقت نظام الملک ہی ان سب امرا کا سرگروہ تھا۔پھر وہ محمد شاہ کا وزیر ہو گیا۔مگر آخر پھر صوبہ دارئ دکن پر واپس چلا گیا۔اور اُس وقت سے یہ صوبہ خود سر ہو گیا (دیکھو پانچویں باب کی پہلی فصل)۔نظام حیدر آباد اُسی کی اولاد میں سے ہے+

سیّدوں کی مخالفت میں نظام الملک کا بڑا رفیق

۶۔ سعادت خاں

سعادت خاں تھا۔ یہ اصل میں فارس کا ایک سوداگر تھا۔ مگر دہلی کے دربار شاہی میں بڑھتے بڑھتے اودھ کا صوبے دار مقرر ہو گیا تھا۔ اور پھر وہاں خود مختار بن بیٹھا۔ اودھ کی سلطنت جب تک کہ ۱۸۵۶ء میں قلمرو سرکار انگریزی میں شامل ہوئی۔ اسی کی اولاد کے قبضے میں رہی۔

۷۔ علی وردی خاں نواب بنگالہ

صوبۂ بنگالہ بھی محمد شاہ کے عہد میں درحقیقت خود سر ہو گیا تھا۔ کیونکہ شجاع الدولہ مرشد قلی خاں کے بعد بنگالے کا صوبے دار ہو گیا تھا۔ جب اُس نے نادر شاہ کے حملے کے ایام میں وفات پائی۔ اور اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا۔ تو اُس کو علی وردی خاں جو امرائے دربار شاہی میں بڑا تجربہ کار اور صاحب لیاقت آدمی تھا۔ حکومت سے برطرف کر کے آپ صوبے دار بنگالہ بن بیٹھا۔ پیچھے محمد شاہ نے اس غاصب کو اپنی طرف سے وہاں کا صوبے دار مقرر کر دیا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اُس وقت مطلق العنان تھا۔ کچھ بادشاہِ دہلی کے تابع نہ تھا۔

۸۔ نادر شاہ کا حملہ

محمد شاہ کے عہد میں سلطنت دہلی پر غیر ملک کے دشمنوں نے دو بڑے سخت حملے کئے۔ جن سے سلطنتِ مغلیہ اور بھی جلد تباہ ہو گئی۔ مرہٹوں کی دست برد سے سلطنت میں ہنوز خرابی پڑی ہوئی تھی۔ کہ ادھر سے نادر شاہ جیسا جلّاد شخص ہند پر چڑھ آیا۔ یہ بہادر شخص اصل میں ایک غریب گڈریا

تھا۔ جو بحیرۂ خزر کے کنارے پر رہتا تھا۔ مگر اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا۔ اور جب افغانوں نے ایران پر حملہ کر کے وہاں ظلم برپا کر رکھا تھا۔ اُس وقت نادر شاہ نے شاہ ایران کی طرف سے افغانوں کو شکست پر شکست دے کر ملک کو اُن کے پنجے سے چھڑایا۔ مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا۔ اور افغانوں کے حملے کا انتقام لینے میں ہرات اور قندھار کو بھی فتح کر لیا۔ پھر اس حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ میں پناہ گزین ہیں۔ اوّل کابل تک آیا۔ پھر بڑھتے بڑھتے ۱۷۳۸ء میں دریائے اٹک سے اُتر آیا ✦ اُس وقت دربار شاہی کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک تو بادشاہِ دہلی نادر شاہ کی فوج کو ایسا زبردست نہ جانتا تھا۔ دوسرے اُس کے سردارانِ جلیل القدر یعنی نظام الملک آصف جاہ اور سعادت خاں کی نسبت بیوفائی کا احتمال بھی کیا جاتا ہے۔ غرض انجام یہ ہُوا۔ کہ نادر شاہ مُنہ اٹھائے ہندوستان میں چلا آیا۔ اور کسی نے نہ روکا ✦ جب دلّی کے پاس آ گیا۔ تو کرنال پر فوج شاہی نے اُس کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست فاش کھائی ✦ اب محمد شاہ کو اس کے سوا چارہ نہ رہا۔ کہ اپنے تئیں نادر شاہ کے حوالے کر دے۔ چنانچہ وہ اپنے تئیں سپرد کر کے نادر شاہ کے ساتھ ساتھ دلّی میں داخل ہُوا ✦ اوّل اوّل تو نادر شاہ محمد شاہ

کے ساتھ بہت اخلاق سے پیش آیا - اور رعایائے دہلی کو اُس نے کچھ آزار پہنچانا نہ چاہا - مگر جب دلّی کے لوگوں نے کچھ ہنگامہ برپا کیا - اور کئی قزلباش مارے گئے - تو نادر شاہ نے غضبناک ہو کر قتل عام کا حکم دے دیا - چنانچہ ایک دن رات یہ قیامت برپا رہی + اس کے بعد نادر شاہ بے حساب لوٹ کا مال جس میں شاہجہاں کا تخت طاؤس بھی تھا - اپنے ساتھ لے دہلی سے روانہ ہؤا - اور چلنے سے بیشتر محمد شاہ کو پھر تخت پر بٹھا دیا - اور ہند کے بڑے بڑے راجاؤں اور نوابوں کو جن میں مرہٹے بھی داخل تھے - لکھ بھیجا - کہ اگر تم محمد شاہ کا حکم نہ مانوگے - تو میں تمہاری خوب خبر لونگا +

محمد شاہ کے بعد اوّل اُس کا بیٹا احمد شاہ پھر جہاندار شاہ کا بیٹا عزیز الدین عالمگیر ثانی - اس کے بعد اُس کا بیٹا عالی گوہر شاہ[1] عالم ثانی تخت پر بیٹھا + یوں تو سلطنت مغلیہ میں محمد شاہ ہی کے عہد میں کچھ دم باقی نہ رہا تھا - مگر ان بادشاہوں کے زمانے میں سلطنت کا اور بھی رہا سہا چراغ گل ہو گیا - اور پیچھے جو بادشاہ ہوئے - وہ نام ہی کے بادشاہ تھے - حقیقت میں سرکارِ انگریزی کے پنشن خوار تھے +

جو تباہی اور مصیبت ہند پر نادر گردی میں آئی

[1] یہ بادشاہ شاہ عالم ثانی اس لئے کہلاتا ہے - کہ محمد معظم بہادر شاہ خلفِ اورنگ زیب کا بھی ایک لقب شاہ عالم تھا +

احمد شاہ ابدالی

تھی - وہی ان تینوں بادشاہوں کے وقت میں
چھ بار احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے نازل ہوئی +
یہ شخص ابدالی یا دُرّانی قوم کے افغانوں کا سردار
تھا - اور نادر شاہ کے ہاں خزانچی کا عہدہ رکھتا
تھا - جب نادر شاہ ۱۷۴۷ء میں مارا گیا - تو
احمد شاہ نے اس کا سارا خزانہ بھی دبا لیا -
اور قندھار کی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا - پھر
افغانوں کی جرّار فوج ساتھ لے ہند پر چڑھ آیا -
مگر شاہزادہ احمد نے - جو پیچھے احمد شاہ بادشاہ ہُوا -
اپنی کاردانی اور جوانمردی اور نیز وزیر سلطنت نوّاب
قمر الدّین خاں کی مدد سے اُس کو سرہند پر ایک
بڑی بھاری شکست دی - اس لئے وہ اپنا سا منہ
لیکر اُلٹا چلا گیا + سلطنت مغلیہ کی فوج کا یہ اخیر
معرکہ تھا - جس سے محمد شاہ کے اخیر زمانے میں
کسی قدر جان پڑ گئی - مگر دوسرے سال ہی ابدالی ہند
پر پھر چڑھ آیا - اور اب کے بار فتحمند ہُوا - اور اپنے
ہمنام شاہ دہلی کو دبا کر اُس سے ۱۷۴۸ء میں صوبۂ
پنجاب لے لیا - اس وقت پنجاب سلطنت دہلی سے الگ
ہو گیا + نظام الملک کا پوتا نواب غازی الدّین خاں
جو عالمگیر ثانی کا وزیر اور ایک بڑا فتنہ پرداز شخص
تھا - اُس نے ۱۷۵۶ء میں پنجاب کو پھر سلطنتِ
دہلی میں شامل کرنے کا قصد کیا - اس وجہ سے
احمد شاہ ابدالی نے پھر جھنجھلا کر ہند پر تیسری بار

یورش کی - اور دلّی میں لوٹ مار کرنے کے بعد نجیب الدولہ رُہیلے افغان کو وزیرِ سلطنت مقرر کرکے قندھار کو واپس چلا گیا

اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدین خاں نے مرہٹوں کی مدد سے نکال دیا - اور پھر رگھو ناتھ راؤ مرہٹے نے پنجاب پر حملہ کیا + مرہٹوں کی اس مداخلت سے احمد شاہ درانی نے ہند پر چوتھی بار چڑھائی کی - اور یہ بڑا سخت حملہ تھا + ابدالی نے پھر دلّی پر تسلط کر لیا - اور مرہٹوں کو پانی پت پر ایسی شکست دی - کہ ان میں دم باقی نہ رہا + یہ پانی پت کی تیسری لڑائی تھی - اس کا ذکر پیشواؤں کے حال میں آئندہ باب کی دوسری فصل میں مفصّل بیان کیا جائیگا +

شاہ عالم ثانی

جس وقت احمد شاہ ابدالی پانی پت کے میدان پر مرہٹوں کو پامال کر رہا تھا - اُس وقت شاہ عالم ملکِ بہار میں انگریزوں سے جنگ کر رہا تھا - مگر اس سے اس کو کچھ حاصل نہ ہوا - اور انجام کار اُس نے سرکار انگریزی کا پنشن خوار ہونا منظور کیا - اس کے بعد وہ چند سال آرام کے ساتھ الہ آباد میں رہا - مگر پھر مرہٹوں نے اُسے سکھا بڑھا کر ۱۷۷۱ء میں اپنی طرف ملا لیا - اور ضابطہ خاں کو جو اپنے باپ نجیب الدولہ کی جگہ وزیر اعظم تھا - دلّی سے نکالنے پر آمادہ ہوئے - چنانچہ اُن کا یہ منصوبہ پورا ہوا - اور اُس وقت سے لے کر ۱۸۰۳ء تک جبکہ انگریزوں نے دلّی

کو فتح کیا۔ وہاں مرہٹوں کا خوب ڈنکا بجتا رہا +

۱۲- غلام قادر کے جور و ستم

اس عرصے میں ۱۷۸۸ء کے اندر صرف چند روز کے لئے پٹھانوں کا فریق پھر زبردست ہوگیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے تک شہر دہلی رُہیلوں کے قبضے میں رہا۔ اور شاہ عالم بادشاہ کو بھی اُنہوں نے اپنے قابو میں کر لیا۔ اُس وقت رُہیلوں کے سردار ضابطہ خاں کے بیٹے غلام قادر نے ایک بڑی نالائق حرکت کی۔ کہ اوّل تو شاہ عالم کے بیٹوں اور پوتوں کو بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ پھر بیچارے بوڑھے بادشاہ کی آنکھیں خنجر سے نکال لیں۔ مگر چند ہی روز میں مرہٹے آن پہنچے۔ اور اُنہوں نے بادشاہ کو اس ظالم ستمگر کے ہاتھ سے چھڑایا۔ لیکن بادشاہ پھر بھی نہایت تنگدست اور بے اقتدار رہا۔ آخر ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کی دوسری جنگ میں شاہ عالم کو مرہٹوں کے پنجے سے چھڑا کر سرکار انگریزی کی طرف سے اُس کی پنشن مقرر کر دی۔ اس طرح اُس وقت سے ہند کی سلطنت انگریزوں کے ہاتھ آگئی۔ غلام قادر نے جو ظلم کئے تھے۔ وہ اُس کے آگے آئے۔ کیونکہ سندھیا نے اُس کو پکڑ کر سخت اذیت پہنچائی۔ اور آخر اُس کا سر قلم کرکے شاہ عالم کے قدموں پر رکھنے کو دہلی میں بھیجا +

۱۳- [illegible] اکبر شاہ ثانی

شاہ عالم کے بعد اس کا بیٹا معین الدین اکبر شاہ ثانی دلّی کا بادشاہ ہوا۔ اور اپنے باپ کی طرح سرکار انگریزی کا پنشن خوار رہا۔ پھر اُس کے

بعد اُس کا بیٹا سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ اُس کا جانشین ہوا - جس پر خاندان تیموریہ کا سلسلہ ختم ہوگیا+ وہ ۱۸۵۷ء میں سرکار انگریزی کی باغی فوج کے ساتھ مل گیا - اور جیسا ظلم شدید غلام قادر رُہیلے نے اُس کے دادا شاہ عالم پر دلّی کے قلعے میں کیا تھا - ویسا ہی اُس نے اُس وقت اسی جگہ بے گناہ انگریزوں پر جو وہاں قید تھے - کرایا یا روا رکھا - اُس کی پاداش میں وہ قید ہو کر رنگون میں جلا وطن کیا گیا - اور وہیں مفلوج ہو کر مر گیا +

۱۷۵۷ء میں متھرا کی حالت

صرف ایک مثال اُن بے رحمیوں کے ظاہر کرنے کو کافی ہے - جو شمال مغربی حملہ آوروں کے طفیل ہندوستان پر ہوتی رہیں - ۲۵۰۰۰ افغانی سرداروں کا گروہ متھرا کے شہر پر اُس وقت حملہ آور ہوا - جبکہ چین سے زندگی بسر کرنے والے ہندو یاتری اس جگہ پرستش میں مشغول تھے - اُنہوں نے بہت سے گھروں اور اُن کے باشندوں کو جلا کر خاک میں ملا دیا - اور کتنے ہی آدمی تلواروں اور نیزوں سے مارے گئے - اور بہت سے آدمیوں - عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لے گئے +

ہندوستان کے سرحدی اضلاع جن میں پہلے باشندوں کی کثرت تھی - بالکل خالی ہو گئے - گوجرانوالہ جو بدھ مذہب کے زمانے میں پنجاب کا دار الخلافہ تھا - ویران ہو گیا - موجودہ باشندے بعد میں آ کر آباد ہوئے ہیں - دوسری قسم کے حملہ آور سمندر سے آئے - جنوبی ہندوستان

میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی لڑائی میں کرناٹک سے دربار دہلی کی حکومت بالکل نیست و نابود ہو گئی - ۱۷۶۵ء میں بنگال - بہار - اوڑیسہ انگریزوں کے حوالے کئے گئے - پانی پت کی تیسری لڑائی سے جو ۱۷۶۱ء میں ہوئی - سلطنتِ مغلیہ صرف نام کو ہی رہ گئی تھی - یہ لڑائی احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں میں ہوئی تھی - مغلوں نے فتح تو حاصل کر لی - مگر اُن میں اس قدر دم باقی نہ رہا - کہ ہند میں حکومت بھی کر سکیں - انگریز آہستہ آہستہ اپنا قدم جماتے گئے - دہلی کے برائے نام بادشاہ حکومت تو کرتے تھے - مگر اُن کی حکومت صرف محلوں ہی میں محدود تھی ﴿

اکبر نے ہندوؤں سے دوستانہ سلوک کر کے سلطنت مغلیہ کی بنیاد مستحکم کر دی تھی - اور ایک طاقتور تیسری جماعت بنا دی تھی - جس میں ہندوستان کے ہی باشندے تھے - اور صرف اُن کی وجہ سے ہی وسط ایشیا کی طرف سے کوئی حملہ آور ادھر کا رُخ نہ کر سکا - اور اُنہی کی مدد سے اُس نے مسلمان جرنیلوں کو اپنے قابو میں رکھا - اورنگ زیب اور اُس کے جانشینوں نے اس مدبرانہ تدبیر پر عمل نہ کیا - اور مسلمان حملہ آوروں کو افغانستان سے اس طرف آنے کی جرأت ہو گئی - ہندوستانی صوبوں کے مسلمان حاکموں نے خود مختار ریاستیں قائم کر لیں - اور جنگجو ہندو قومیں جنہوں نے اکبر کو سلطنتِ مغلیہ کے مستحکم کرنے میں مدد دی تھی - اُس کی بربادی کا سبب ہوئیں ﴿

چوتھا باب

مرہٹوں کا زمانہ

پہلی فصل ۔ سیوا جی کا حال اور مرہٹوں کے اقتدار کا بیان

مہاراشٹر ۱

مرہٹوں کا ملک جسے پیشتر مہاراشٹر کہتے تھے ۔ اس میں یہ علاقے داخل تھے ۔ بمبئی احاطے کا کل جنوبی حصہ ۔ ممالکِ متوسط ۔ علاقہ ء اجنٹی وسطِ ہند ۔ علاقہ ء نظام حیدر آباد کا ایک بڑا حصہ ۔ ملک برار ۔ مہاراشٹر کی شمالی حد ست پڑا پہاڑ تھی ۔ اور مغربی حد سمندر اور مشرق کی طرف یہ ملک ناگ پور علاقہ ء ممالک متوسط سے پرے تک پھیلا ہُوا تھا ۔

[illegible] ۲

اوّل اوّل جب مسلمانوں نے مرہٹوں پر حملے کیئے ۔ تو یہ بھی مدّت تک اُن کا مقابلہ کرتے رہے ۔ مگر تا بہ گئے ۔ آخر دلّی کے بادشاہان افغانیہ ہی کے عہدِ حکومت میں سب مرہٹے مغلوب ہو گئے ۔

اور اکبر کے زمانے سے اورنگ زیب کے عہد تک اس قوم میں سے کچھ تو سلطنتِ مغلیہ کی رعیّت رہے۔ اور کچھ سلطنت احمد نگر اور بیجاپور کی +

جی کا جنم ۱۶۲۷ء

مرہٹوں کی سلطنت کا بانی سیوا جی ۱۶۲۷ء میں جو شاہجہاں کے جلوس کا پہلا سال تھا۔ قوم راجپوت کے ایک معزّز گھرانے میں جس کا نام بھونسلا تھا۔ بمقام ساؤنیر پیدا ہؤا۔ اُس کا باپ شاہ جی پہلے تو سلطنت احمد نگر کے مدار المہام ملک عنبر کے ماتحت ایک افسر رہا۔ پھر شاہ بیجاپور کے ہاں ملازم ہوکر شاہجہاں اور مہابت خاں سے لڑتا رہا +

شاہ جی کی نسبت ایک عجیب روایت مشہور ہے۔ کہ ایک دیوی نے اُسے سُپنے میں آکر یہ کہا۔ کہ تیرے خاندان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا۔ جو راجہ بنیگا۔ اور ہندوؤں کے رسم و رواج کو از سرِ نو تازہ کریگا۔ گئو اور برہمن کی حمایت کریگا۔ اور اُس کی نسل میں ۲۷ راجا گدّی نشین ہونگے +

مرہٹوں میں جو جو ہنر سرداروں کے لئے سیکھنے ضروری سمجھے جاتے تھے۔ وہ سب سیوا جی کو بچپنے ہی میں سکھائے گئے۔ مگر لکھنے پڑھنے سے وہ اس قدر بے بہرہ تھا۔ کہ اُس کو الف کے نام بے بھی نہیں آتی تھی + مرہٹوں میں جو دیوتاؤں وغیرہ کے قصّے کہانیاں مشہور چلی آتی تھیں۔ وہ سب اُس کو اچھی طرح یاد تھیں۔ اور چونکہ وہ بڑا پکا ہندو

اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ اس لئے ساری عمر اورنگ زیب کی مخالفت پر جما رہا + معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس نے بچپنے ہی میں خوب سوچ بچار کر لیا تھا۔ کہ میں آئندہ ایسا ایسا کرونگا۔ سیوا جی اُنیس ہی برس کا تھا۔ کہ اُس نے تورنیا کے پہاڑی قلعے پر جو پونا سے بیس میل جنوب مغرب کو ہے۔ قبضہ کر لیا۔ اس قلعے کے آس پاس کچھ کھنڈر پڑے تھے۔ اُن میں سے اُس کے ہاتھ ایک بڑا خزانہ لگ گیا۔ اُس سے اُس نے ایک اور قلعہ بنوایا۔ جس کا نام راج گڑھ رکھا +

اس کے بعد سیوا جی کے اقبال کا ستارہ روز بروز عروج پکڑتا گیا۔ چنانچہ اُس نے اوّل قلعۂ گونڈوانہ پر قبضہ کیا۔ اور اُس کا نام سنگھ گڑھ رکھا۔ پھر قلعۂ سوپا اور اُس کے بعد پورندھر کو فتح کیا۔ اور ساتھ ہی اہلکاران بیجاپور کو ہر طرح سے دم دیتا رہا۔ اور وہ غالباً اِس بھلاوے میں رہے۔ کہ ہم جس وقت چاہینگے۔ سیوا جی کو اُکھیڑ پھینکینگے۔ مگر جب سیوا جی کھلم کھلا دست درازیوں پر اُتر پڑا۔ تو محمد عادل شاہ کے کان کھڑے ہوئے۔ اور اُس نے شاہ جی کو بُلا کر ایک سنگین قید خانے میں ڈال دیا۔ اور اُس کو سب طرف سے چنوا کر صرف ایک چھوٹا سا سُوراخ باقی رکھا۔ اور یہ حکم دیا۔ کہ اگر سیوا جی اس قدر عرصے میں اپنے تئیں حوالے نہ کر دے۔ تو یہ سوراخ بھی

بند کر دیا جائے + اس پر سیوا جی نے اپنی گوں نکالنے کو شاہجہاں سے بے دھڑک خط و کتابت شروع کی۔ اور اپنے مکر و فریب سے اُس کو ایسے ڈھب پر لے آیا۔ کہ بادشاہ نے شاہ جی کا وہ قصور بھی معاف کر دیا۔ جو پہلے اُس سے بادشاہی فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے میں سرزد ہؤا تھا۔ اور اُس کو اپنے ہاں ایک خدمت دینے کا اقرار کرکے شاہِ بیجاپور سے اُس کی جاں بخشی کی سفارش کی + اس کے علاوہ سیوا جی کو بھی منصب پنجہزاری عطا فرمایا۔ اس صورت سے شاہ جی کی جاں بخشی تو ہو گئی۔ مگر چار برس نظر بند رہا +

۳- افضل خاں کا قتل

والئے بیجاپور سیوا جی کے نیست و نابود کرنے پر پھر ایک بار آمادہ ہؤا۔ مگر سیوا جی نے اس دفعہ ایک بڑی دغا بازی کی۔ جس سے شاہ بیجاپور کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا + اس کی کیفیت یہ ہے۔ کہ سیوا جی نے بیجاپور کے سردار افضل خاں کو اُتار چڑھاؤ دیکر گفتگو کے لئے ملاقات پر راضی کر لیا۔ اور جب وہاں گیا۔ تو ایک ہتھیار آستین میں چھپا کر لیتا گیا۔ اور بغلگیر ہوتے وقت جھٹ پٹ اُس کا کام تمام کر دیا + یہ دیکھ کر افضل خاں کی سپاہ کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اس لئے کچھ تو تہ تیغ ہوئی۔ اور کچھ قید ہو گئی۔ سیوا جی کی یہ عیّاری مرہٹوں کی تاریخ میں بڑی مشہور ہے۔ اس سے سیوا جی کو بڑا

فائدہ ہوا۔ اور اُس کی طاقت بڑھ گئی۔ چنانچہ اُس کے بعد اُس نے کئی لڑائیاں فتح کیں +

۵- اورنگ زیب نے شائستہ خاں کو بھیجا

پھر چند سال بعد جب شائستہ خاں بادشاہِ دہلی کی طرف سے دکن کا حاکم تھا۔ اور سیوا جی کی والئے بیجاپور سے صلح تھی۔ اُس وقت سیوا جی نے فوج مغلیہ پر حملہ کیا۔ اور اورنگ آباد تک جو اُس صوبے کا دار الحکومت تھا۔ ملک کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اس پر شائستہ خاں نے جنوب کی طرف بڑھ کر اوّل چاکن فتح کیا۔ پھر پونا پہنچ کر خاص اُس مکان میں اُترا۔ جہاں سیوا جی نے پرورش پائی تھی + سیوا جی کو اتنی تاب کہاں تھی۔ کہ یہ دیکھے اور چُپکا بیٹھا رہے۔ چنانچہ وہ ایک روز چراغ جلے کچھ آدمی ساتھ لے ایک برات کے ہمراہ ہو لیا۔ اور آنکھ بچا کر شہر میں جا داخل ہوا۔ جس مکان میں شائستہ خاں اُترا ہوا تھا۔ اُس کے کونے کونے سے واقف تھا۔ اُس کے باہر کے درجوں میں سے گزر کر یکایک شائستہ خاں کو عین خواب گاہ میں جا لیا + اُس وقت خان کی تو دو اُنگلیوں ہی پر خیر گزری۔ اور وہ جوں توں کرکے وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر اُس کا بیٹا اور ہمراہی سب وہیں قتل ہوئے + اب سیوا جی وہاں سے اپنا کام کر چلتا ہوا۔ اور بے دھڑک مشعلیں روشن کئے اپنے پہاڑی قلعۂ سنگھ گڑھ پر جو وہاں سے بارہ میل تھا۔ جا چڑھا +

اس معرکے سے اَور کچھ نہیں - تو اتنا ضرور ہؤا - کہ اُس کی سپاہ کا جی بڑھ گیا - اور اُن کی نظروں میں بادشاہی سپاہ کی کچھ حقیقت نہ رہی + یہ واقعہ اُن معرکوں میں سے ہے - جن کے باعث مرہٹوں میں سیوا جی کی بڑی دھاک ہے - اس کے بعد سیوا جی نے سُورت کو جا لُوٹا - اور یہاں انگریزوں کی کوٹھی کے سوا کوئی مکان اُس کی لُوٹ سے نہ بچا - اور یہ کوٹھی بھی اس سبب سے بچی - کہ یہ لوگ بڑی مردانگی اور استقلال کے ساتھ اُس سے لڑے + جب اورنگ زیب کو سورت کے لُٹنے کی خبر لگی - تو یہ امر اُس کو بڑا ناگوار گزرا - کیونکہ جو لوگ حج کو جایا کرتے تھے - وہ سورت ہی سے سوار ہؤا کرتے تھے - اور اسی وجہ سے اُس کا نام باب المکّہ پڑ گیا تھا - اس کے بعد ۱۶۶۴ء میں سیوا جی نے لقب راجائی اختیار کیا - اور اپنے نام کا سکّہ بھی جاری کیا - پھر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کرکے جنوب کی طرف کنارے کنارے جاکر بار سلور کو تاراج کیا - اور اُس کے گرد و نواح کو خوب لوٹا + چند کشتیوں پر کچھ مسلمان سوار ہوئے حج کے لئے مکّے کی طرف جا رہے تھے - اُن کو بھی نہ چھوڑا - اس پر اورنگ زیب جو دین اسلام کا بڑا حامی تھا - نہایت افروختہ ہؤا +

اب تو بادشاہ نے سیوا جی کی گوشمالی کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا - اور میرزا راجہ کو جو ایک بڑا بہادر

شخص تھا۔ اُس کا سردار مقرّر کیا۔ اب سیوا جی کے ہاتھ سے قلعے پر قلعہ نکلنے لگا۔ اور آخر یہ ہُوا۔ کہ وہ پورندھر کے مستحکم قلعے میں گھر گیا۔ اور اُس کو بادشاہ سے صلح کرتے ہی بنی۔ چنانچہ پورندھر میں ایک عہدنامہ ہُوا۔ جس کی رُو سے اُس نے بیس قلعے تو بادشاہ کے حوالے کئے۔ اور بارہ اپنے پاس رکھے۔ اور یہ بھی بطور جاگیر اُس کے پاس رہے ٭ بادشاہ کی طرف سے یہ قرار پایا۔ کہ سیوا جی کا بیٹا سنبھا جی پنجہزاری مُقرّر ہو۔ اور بیجاپور کے بعض ضلعوں میں سیوا جی کو چوتھ[1] اور سردیشمکھی[2] تحصیل کرنے کی اجازت دی جائے٭ مرہٹوں نے جو آئندہ رعایاے سلطنت مغلیہ کو ہر جگہ لُوٹنا کھسوٹنا۔ اور اُس سے زبردستی خراج لینے کا اناپ شناپ دعوے کیا۔ اُس کی دلیل وہ اُسی شرط کو گردانتے رہے ٭ اس صلح کے بعد سیوا جی نے بادشاہی لشکر کے ساتھ ہوکر بیجاپور کی یورش میں وہ نام پایا۔ کہ بادشاہ نے خوش ہوکر اُس کو تحسین و آفرین لکھی۔ اور دلّی بلایا۔ پس سیوا جی اپنے بیٹے سنبھا جی کو لے کر بادشاہ کے حسب الطّلب دلّی میں حاضر ہُوا۔ مگر اورنگ زیب اُس کے ساتھ بڑی نخوت سے پیش آیا۔ جب سیوا جی نے دیکھا۔ کہ ایک تو آبرو میں فرق آیا۔ دوسرے قیدی بنا۔ تو ایک ایسا پیچ کھیلا۔ کہ

---

[1] فی صدی پچیس روپے +

[2] فی صدی دس روپے +

اپنے بیٹے سمیت صاف نکل کر رائے گڑھ پہنچ گیا +
بادشاہ سے اس وقت بڑی چُوک ہوئی - کہ اُس نے ایسے دشمن کو اپنا پکّا دوست اور ہوا خواہ بنانے کا موقع مفت ہاتھ سے کھو دیا + سیوا جی اب پھر کچھ عرصے تک علانیہ بادشاہ کا مقابلہ کرتا رہا - مگر چند روز بعد جسونت سنگھ نے بیچ بچاؤ کر کے اورنگ زیب سے اُس کی خاطر خواہ صفائی کرا دی - اصل میں تو بادشاہ کا یہ منشا تھا - کہ جب موقع ملے - اُس کو نیست و نابود کر دے - مگر اس وقت مصلحتاً اُس کو بالکل مطلق العنان رہنے دیا +

۴- سیوا جی کی تخت نشینی کا جشن

سیوا جی راجہ تو پہلے ہی بن چُکا تھا - اور اپنا سکہ بھی جاری کر چکا تھا - اب رائے گڑھ میں اُس نے بڑی دھوم دھام سے سنہ ۱۶۷۶ء میں تخت نشینی کا جشن کیا + اُس وقت اُس نے سونے کا تُلا دان کر کے سولہ ہزار ہُنیں برہمنوں کو پُن کیں - اور اپنا لقب بڑا لمبا چوڑا مقرر کیا - اور ہر امر میں بادشاہوں سے بھی بڑھ کر اظہار جاہ و جلال کرنے لگا +

اب سیوا جی کی سلطنت پھیل بھی گئی تھی - اور زبردست بھی ہو گئی تھی - اور مرہٹوں کو جو لوٹ مار کرنے کی عجیب رکان یاد تھی - اُس سے سیوا جی کے پاس دولت بھی بہت کچھ جمع ہو گئی تھی + پھر اُس وقت اُس نے کرناٹک پر بڑی ظفرمندی سے

ساتھ ایک مہم کرکے اپنی سلطنت اور قوّت کو اور بھی ترقّی دی - مگر اُس کے بیٹے سنبھا جی کی بدچلنی کے سبب بُڑھاپے میں اُس کے دل پر ایک بڑا داغ لگا - یہ جوان بڑا تند خو اور اوباش تھا - اور ایک دفعہ اُس کے باپ نے ایک سخت قصور کے سبب جو اُس کو سزا دی - تو وہ بھاگ کر علانیہ لشکر مغلیہ میں جا ملا +

۲۸ - سیواجی کی وفات

آخر سیوا جی کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا - کچھ عرصے سے اُس کے گھٹنے پر ورم ہوگیا تھا - جس کی وجہ سے اُس کو بُخار آنے لگا - اور آخر اسی مرض میں اُس نے ۵ - اپریل ۱۶۸۰ء کو راے گڑھ میں انتقال کیا + سیوا جی بڑا دلاور سپاہی اور کاردان سپہ سالار اور لئیق منتظم تھا - اس میں شک نہیں - کہ اُس کی غارت گری اور لوٹ مار سے خلقت کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں - مگر اُس کو حتّے الوسع ان تکلیفوں کے رفع کرنے کا ہمیشہ خیال رہتا تھا + کبھی وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے نہایت بے رحمی اور دغا بازی بھی کر بیٹھتا تھا - جیسا کہ افضل خاں کے قتل کے معاملے میں ہوا - مگر بے مطلب کسی کو آزار نہ پہنچاتا تھا - اور معلوم ہوتا ہے - کہ آخر میں وہ شاید اپنی حرکتوں سے بڑا پشیمان تھا - کیونکہ جس مذہبی جوش کا وہ ہمیشہ دم بھرتا رہا - وہ بُڑھاپے میں وہم و احتیاط او

نفس کشی سے بدل گیا تھا + یہ مذہبی جوش خواہ واقعی تھا۔ اور خواہ بناوٹی۔ مگر اُس کا یہ نتیجہ ضرور ہوا۔ کہ مرہٹوں کے دلوں میں مذہبی اور قومی جوش بڑے زور و شور سے پیدا ہو گیا۔ جس کے باعث بادشاہِ دہلی کی جتنی ہندو رعایا اپنے مسلمان حاکموں سے ناراض تھی۔ وہ سب مرہٹوں کی طرفدار ہو گئی +

شجرۂ خاندان سیوا جی

- سیوا جی
  - سنبھا جی
    - ساہو
  - راجا رام جس کی زوجہ تارا بائی تھی
    - سیوا جی راجۂ ستارہ
    - سنبھا جی راجۂ کولھاپور

دوسری فصل ۔ سلطنتِ مرہٹہ کی ترقّی و تنزّل

سنبھا جی

سیوا جی کے بیٹے سنبھا جی نے کچھ بہت عرصے تک حکومت نہیں کی۔ اور اُس کی ساری عمر پرتگیزوں اور مسلمانوں سے لڑتے جھگڑتے گزری۔ آخرکار اورنگ زیب نے اُس کو قید

کر لیا - اور بڑے عذاب کے ساتھ قتل کرایا +

سیوا جی کا پوتا جو اُس وقت چھ برس کا تھا - وہ بھی گرفتار ہو کر کئی سال تک بادشاہ کے ہاں قید رہا - اورنگ زیب اُس کو طنزاً ساہو (یعنی چور) کہکر پکارا کرتا تھا - اس لئے اُس کا یہی نام مشہور ہو گیا ہے + چونکہ اُس نے محل شاہی میں پرورش پائی تھی - اس لئے وہ بڑا کاہل اور عیش دوست ہو گیا تھا + اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب اُس نے قید سے مخلصی پائی - تو خوشی سے اپنے تئیں سلطنتِ مغلیہ کا تابع تسلیم کیا - اور حکومتِ مرہٹہ کا سارا کار و بار اپنے وزیر کبیر بالا جی وشوا ناتھ کو سونپ دیا +

۲- ساہو

بالا جی وشوا ناتھ جو ایک بڑا لئیق اور عقلمند برہمن تھا - ۱۷۱۲ء کے قریب ساہو کے ہاں ملازم ہو کر بعہدۂ پیشوائی سرفراز ہؤا + یہ عہدہ اُس کی لیاقتِ ذاتی کے باعث چند ہی روز میں اَور سب عہدوں پر فائق ہو گیا - یہاں تک کہ اُس کے سامنے خاص راج گدی کی بھی حقیقت نہ رہی - اور پھر یہ منصب بالا جی کے خاندان میں موروثی ہو گیا +

۲- بالاجی وشوا ناتھ پیشوائے اول

پیشواؤں کا شجرہ

بالاجی وشواناتھ پیشوائے اوّل

باجی راؤ (۲)

بالاجی باجی راؤ (۳) — رگھوناتھ راؤ

بالاجی باجی راؤ (۳) کی اولاد: وسواس راؤ جو پانی پت کی لڑائی میں کام آیا — مادھو راؤ (۴) — نرائن راؤ (۵)

نرائن راؤ (۵): مادھو راؤ نرائن (۶)

رگھوناتھ راؤ: باجی راؤ ثانی (۷)

تیسرے باب کی پانچویں فصل میں سادات اور نظام الملک کے باہمی نفاق کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ قضیہ تو آخر کار شاہ پور کی لڑائی سے طے ہؤا۔ مگر اس سے پیشوا کو دربارِ دہلی کے معاملات میں دخل ہوگیا۔ کیونکہ پیشوا مرہٹوں کی فوج لے کر سیّد حسین علی کی کمک کو دلّی آیا۔ اور یہاں ۱۷۲۰ء میں محمد شاہ سے ایک عہد نامے پر دستخط کرائے۔ جس سے مرہٹوں کو دکن کی آمدنی کی چوتھ یعنی چہارم حصّہ اور سردیش مکھی یعنی دسویں حصّے کا حق اور پونا اور ستارا کے درمیانی اضلاع پر سوراجیہ یعنی اقتدار مطلق حاصل ہو گیا +

اس عہد نامے کے چند روز بعد بالاجی نے انتقال کیا۔ اور اُس کی جگہ اُس کا بڑا بیٹا

باجی راؤ پیشوا ہؤا۔ یہ سب پیشواؤں میں بڑا لئیق اور مشہور ہؤا ہے۔ اس نے ۱۷۳۶ء سے پہلے پہلے بادشاہانِ دہلی کا صوبۂ مالوہ اور نربدا و چمبل کا درمیانی علاقہ فتح کر لیا۔ اور اُس سال جب نظام الملک دکن سے بادشاہ کی مدد کو فوج لے کر آیا۔ تو بھوپال کے قریب باجی راؤ سے اُس کا مقابلہ ہؤا۔ نظام الملک اس موقع پر گھر گیا۔ اور اُس نے چار و ناچار ایک عہد نامہ لکھ کر وہ سارا ملک باجی راؤ کو دے دیا۔ اور مصارف جنگ کی بابت بادشاہ سے پچاس لاکھ روپے دلانے کا وعدہ کیا +

ساحل مغربی پر جو پرتگیزوں کی بستیاں تھیں۔ باجی راؤ نے اُن پر بھی یورش کرکے بڑی فتح پائی + اور قلعۂ بسین کو مئی ۱۷۳۹ء میں پرتگیزوں سے ہلا کرکے چھین لیا + اس کے بعد باجی راؤ کے دماغ میں یہ سمائی۔ کہ اب سارے دکن کو فتح کیجئے۔ چنانچہ اُس نے ریاست نظام پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہا۔ اور چند ہی روز بعد ناصر جنگ سے جو اُس وقت اورنگ آباد میں نظام الملک کا نائب تھا۔ صلح کر لینی پڑی۔ اور اُس کے بعد ۱۷۴۰ء میں اُس کا انتقال ہو گیا +

۵- سرداران مرہٹہ

پیشواے سوم کا زمانۂ حکومت مرہٹہ کے واسطے ایک طرح سے نہایت اقبال اور قوّت کا زمانہ ہؤا ہے۔ مگر پھر بھی اُس وقت سے مرہٹوں کے جتھے میں نفاق کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

اور اُس کا انجام یہ ہؤا۔ کہ حکومت مرہٹہ خاک میں مل گئی۔ کیونکہ سیوا جی کی اولاد میں تو ایک عرصے سے صرف نام ہی کی راجائی رہ گئی تھی۔ اختیار جس کو کہتے ہیں۔ وہ کچھ بھی نہ رہا تھا۔ اور پیشوا جو بجائے خود راجہ اور بالکل مالک و مختار ہونا تھا۔ اُس کو بھی اب اختیار مطلق حاصل نہ تھا۔ بلکہ کئی خود مختار مرہٹے سرداروں کا ایک جتھا پیدا ہو گیا تھا۔ اور اُن کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جب پیشوا میں اتنی قوت و قدرت ہوتی تھی۔ کہ اُن سب کو اپنے قابو میں رکھے۔ تو وہ اُس کا حکم ماننے لگتے تھے۔ ورنہ مطلق العنان ہو جاتے تھے۔ اُس وقت مرہٹوں کے نہایت مشہور سردار یہ تھے۔ اوّل ساہو راجۂ ستارا جو سیوا جی کی گدّی پر بالاستحقاق مسند نشین تھا + دوم سنبھا جی راجۂ کولھاپور جو ساہو کا مخالف تھا۔ یہ بھی سیوا جی کی اولاد میں تھا۔ مگر اُن دونو میں سے کسی کو کبھی بہت اختیار نہیں ہؤا + سوم سیندھیا جس نے اپنی ریاست مالوے کے شمال مشرق میں قائم کی۔ اس کی اولاد مرہٹوں میں اکثر نہایت زبردست رہی ہے۔ اور سب کا لقب سیندھیا ہوتا چلا آیا ہے۔ اگرچہ اس خاندان کے سردار اوائل میں سرکار انگریزی سے اکثر لڑتے رہے۔ مگر اب ایک مُدّت سے مہاراجہ سیندھیا والئے گوالیار سلطنت انگلشیہ کے نہایت خیر خواہ اور وفادار باجگزار رہیں

میں سے ہیں + چہارم ملہار راؤ ہلکر - اُس نے بھی اپنی ریاست مالوے میں قائم کی - اس کا دار الریاست اندور ہے - اور اس خاندان کے رئیسوں کا لقب ہمیشہ ہلکر رہا ہے + یہ رئیس مرہٹوں کے سرگروہ بننے کے لئے اکثر خاندان سیندھیا کے حریف رہے ہیں + پنجم راگھو جی بھونسلا راجۂ برار - اس خاندان نے کٹک اور تقریباً سارے اوڑیسہ کو نواب بنگالہ سے چھین کر اپنی حکومت خلیج بنگالہ تک پھیلا لی تھی - مگر انگریزوں نے ۱۸۰۳ع کے اندر مرہٹوں کی دوسری لڑائی میں یہ مشرقی علاقے خاندان بھونسلا سے چھین لئے - اور انجام کار اخیر راجۂ برار کی ریاست لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل کے عہد میں ۱۸۵۳ع کے اندر قلمرو انگریزی میں شامل ہو گئی + ششم داما جی گائکواڑ راجۂ بڑودہ - اس سردار کی اولاد جس کا لقب گائکواڑ چلا آتا ہے - اب تک صوبۂ گجرات میں حکومت کرتی ہے - اور سرکار انگلشیہ کی باجگزار ہے +

ان کے علاوہ پیشوا بھی ایک حاکم تھا - جو اس سارے جتھے کا سرگروہ سمجھا جاتا تھا - اس کا دار الریاست اس وقت سے شہر پونا قرار پایا +

بالا جی باجی راؤ
۱۷۴۰ سے ۱۷۶۱ع تک

اب ہم بالا جی باجی راؤ پیشوائے سوم کا کچھ حال بیان کرتے ہیں + یہ پیشوا باجی راؤ کا بڑا بیٹا تھا - اور اس کے چھوٹے بھائی کا نام رگھوناتھ راؤ تھا -

بالاجی باجی راؤ سنہ ۱۷۴۰ء میں مسند نشین ہوا - اور بیس برس تک حکمراں رہا + اس کے وقت میں بہت سے بڑے بڑے واقعات ہوئے ہیں - جن میں سے یہ واقعات نہایت عظیم ہیں - یعنی سلطنتِ مغلیہ کے بڑے سردار نظام حیدر آباد سے دوبارہ سخت لڑائی ہوئی - اور احمد شاہ ابدالی جو افغانستان سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا - اس سے مرہٹوں نے ایک بڑی شکست فاش کھائی +

[illegible]

مرہٹوں اور نظام حیدر آباد کے باہم اوّل لڑائی سنہ ۱۷۵۱-۵۲ء میں راجا پور پر ہوئی تھی - اس میں فرانسیسی فوج کا بڑا مشہور افسر بوسے صلابت جنگ نظام حیدر آباد کا مددگار تھا - چنانچہ اس کی حسن لیاقت سے پیشوا کو شکست ہوئی - مگر پھر بھی اُس نے تھوڑے ہی عرصے بعد نظام سے ایک بڑا علاقہ لے لیا +

[illegible]

پھر دوسری لڑائی سنہ ۱۷۶۰ء میں ہوئی - اس کا باعث یہ تھا - کہ پیشوا نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا - اس وجہ سے صلابت جنگ نے اُس پر فوج کشی کی - انجام کار پیشوا کو مقام ادگیر پر فتح کامل ہوئی - اور نظام کو اپنی قلمرو کے سارے شمال مغربی حصّے مرہٹوں کی نذر کرنے پڑے +

•

احمد شاہ ابدالی سے مرہٹوں کی لڑائی کا باعث

پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۷۶۱ء

یہ ہؤا - کہ ۱۷۵۸ء میں پیشوا کے بھائی رگھوناتھ راؤ نے حماقت سے پنجاب پر حملہ کیا - اور یہ وہ ملک تھا - جس کو احمد شاہ ابدالی والئے افغانستان نے بادشاہِ دہلی سے چھین کر اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا + اُسی وقت رُہیلہ سردار نجیب الدولہ جس کو ابدالی اپنی طرف سے دہلی میں چھوڑ گیا تھا - اور نواب اودھ مرہٹوں کے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے - اس کے چند روز بعد ابدالی خود بھی کابل سے ہند پر چڑھ آیا - اس وقت پیشوا خود نظام حیدر آباد کے مغلوب کرنے میں مصروف تھا - اس لئے افغانوں کا اوّل سیندھیا اور پھر ہلکر سے سامنا ہؤا - مگر اُنھوں نے دو دفعہ شکست فاش کھائی - اور بہت سے مرہٹے قتل ہوئے +

آخر پیشوا کا بیٹا وسواس راؤ اور عم زاد بھائی شو داس راؤ بھاؤ جو مرہٹوں کے نہایت عمدہ سرداروں میں سے تھا - شمال کی طرف روانہ ہوئے - تا کہ ہلکر اور سیندھیا کے شکست کھانے سے مرہٹوں کے نام پر جو دھبا لگا تھا - اُس کو دھوئیں - اور افغانوں کو زک دے کر اٹک کے پار نکال دیں + اُن کے اس زعم کی وجہ یہ تھی - کہ ادگیر پر نظام کی فوج کو شکست دے کر وہ بہت پھول گئے تھے + اس دفعہ مرہٹے اپنے دستور قدیم کے خلاف بڑی کرّ و فرّ کے ساتھ لڑائی پر چڑھے - اور یہی اُن کے ادبار و زوال

کے بجتھن تھے۔ کل مرہٹے سرداروں کو حکم ہوا تھا۔ کہ ہمرکاب چلیں۔ اس لئے اس لڑائی میں اُن کے ساتھ ۵۵ ہزار سوار۔ ۱۵ ہزار پیدل۔ دو لاکھ پنڈارے اور بھیر اور دو سو ضرب توپیں تھیں۔ اور مسلمانوں کے پاس ۴۶ ہزار سوار اور ۳۸ ہزار پیدل اور ۷۰ ضرب توپیں تھیں۔ چونکہ ابدالی نے کُل فوج کے ساتھ ایک دفعہ ہی جم کر لڑنا منظور نہیں کیا۔ اس لئے ۲۸۔ اکتوبر سے ۶۔ جنوری ۱۷۶۱ء تک برابر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مرہٹے ناعاقبت اندیش تھے۔ اس لئے نہ اُن کے پاس رسد تھی۔ نہ روپیہ۔ اور اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ سب طرف سے نرغے میں آ گئے۔

شجاع الدولہ نواب اودھ یہ چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح مرہٹوں اور ابدالی میں صلح کرا دے۔ مگر ابدالی نے یہ منظور نہ کیا۔ کیونکہ وہ اپنی قوت اور مرہٹوں کی شکستہ حالی سے خوب واقف تھا۔ آخرکار ۷۔ جنوری ۱۷۶۱ء کو بھاؤ نے شجاع الدولہ کو یہ لکھا۔ کہ اب کاسہ لبریز ہے۔ اور ایک قطرے کی بھی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد ساری فوج مرہٹہ یہ ٹھان کر کہ مارا یا مرے۔ ابدالی کے لشکر پر ٹوٹ پڑی۔ صبح گجردم سے دن کے دو بجے تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ ایک طرف سے ہرہر مہادیو اور دوسری طرف سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند تھا۔ افغان مرہٹوں کی نسبت

قوی ہیکل تھے - اور تکلیف و مشقت جھیل سکتے تھے - اس لیئے اس سخت معرکے میں مرہٹوں کی تندی اور جوش و خروش پر غالب آگئے + آخر دن کے دو بجے وسواس راؤ مارا گیا - اس پر بھاؤ مایوس ہو کر اپنے ہاتھی سے اُتر پڑا - اور گھوڑے پر سوار ہو بیچ لڑائی میں جا گھُسا - اور پھر اُس کا پتا نہ رہا - ہلکر میدان سے پہلے ہی کھسک گیا تھا - اس لئے اُس پر نمک حرامی کا الزام لگا - غرض اس لڑائی میں ہزاروں مرہٹے تو کام آئے - اور جو بچے - وہ گھر کر قید ہو گئے - اور دوسرے روز بے رحمی سے اُن کے سر قلم کر دلئے گئے +

پیشوا یہ خبر وحشت اثر سُن کر تھوڑے ہی عرصے بعد مر گیا - اور واقعی مرہٹوں نے یہ شکست ایسی سخت کھائی - کہ اُنہیں ہند میں سب کو مغلوب کرکے سلطنت کرنے کی جو اُمید تھی - وہ اگر بالکل ٹوٹ نہیں گئی - تو اُس کے ضعیف ہو جانے میں تو کچھ کلام نہ رہا +

مادھو راؤ پیشوا

جب بالاجی باجی راؤ پیشوا کا انتقال ہوگیا - تو اُس کی جگہ اُس کا بیٹا مادھو راؤ جس کی عمر صرف سترہ برس کی تھی - پیشوا مقرر ہوُا + یہ سب پیشواؤں میں بڑا بہادر گزرا ہے - چونکہ وہ نو عمر تھا - اس لئے اُس کا چچا رگھو ناتھ راؤ جو ایک بڑا ہوس ناک اور فطرتی شخص تھا - اُس کا

سرپرست قرار پایا۔ اور رام شاستری جو ایک فاضلِ اجل مرہٹہ برہمن تھا۔ اُس کا گرو اور اتالیق مقرر ہوا +
یہ برہمن صرف فاضل ہی نہیں۔ بلکہ راستی اور دانائی کا بھی ایک عمدہ نمونہ تھا۔ جو شخص بدی کرتا۔ خواہ

رام شاستری

وہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اُس کو رام شاستری سرزنش کئے بغیر نہ چھوڑتا۔ اور بڑے رند اوباش تک اُس کا رُعب مانتے تھے + اس میں محنت کشی۔ سرگرمی اور خیراندیشی بھی بدرجۂ کمال تھی۔ اور مرہٹوں میں اب تک اُس کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے + مادھو راؤ کے عہد میں اکثر نظام حیدر آباد راجۂ برار اور میسور کے نئے سلطان حیدر علی سے مرہٹوں کے لڑائی جھگڑے رہے۔ اور اُن میں مرہٹے اکثر فتحمند ہوئے +

اہلیا بائی

اندور کے رئیس ہلکر کے گھرانے میں اہلیا بائی نام ایک عورت مرہٹوں میں بڑی عمدہ اور نیک سیرت حاکمہ گزری ہے + جب ملہار راؤ ہلکر مرہٹوں میں بیالیس برس نہایت جوانمردی اور دلیری سے سرداری کر کے ۱۷۶۶ء میں عالم ضعیفی میں انتقال کر گیا۔ تو اُس کے بعد اُس کا پوتا جانشین ہوا۔ کیونکہ اُس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ اور وہ پہلے ہی مر چکا تھا۔ مگر اُس لڑکے کی عمر نے بھی وفا نہ کی۔ یہ بھی چند ہی روز بعد مر گیا۔ اس کے بعد ملہار راؤ کی بہو اہلیا بائی فرمانروا ہوئی۔ اُس نے

۱۷۹۵ء میں وفات پائی۔ اور مرتے دم تک حکومت کرتی رہی۔ یہ عورت ایک عجوبۂ روزگار تھی۔ پیشوا کی صلاح سے اُس نے ایک نہایت آزمودہ کار سپاہی ٹکا جی ہلکر کو جو اُس کے خاندان سے کچھ قرابت نہ رکھتا تھا۔ اپنا متبنّےٰ کیا۔ اسی ٹکا جی کی اولاد اب تک اندور کی فرمانروا ہے + جب اہلیا بائی نے ٹکا جی کو متبنّےٰ کر لیا۔ تو اُس نے تو فوج کی سپہ سالاری سنبھالی۔ اور اہلیا بائی ملک کے انتظام میں مصروف ہوئی۔ ٹکا جی اہلیا بائی کی ہمیشہ ایسی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ جیسی کہ لائق فرزند کیا کرتے ہیں۔ اہلیا بائی بڑی عابد اور رحم دل اور محنت کش عورت تھی۔ اندور یا تو ایک قصبہ تھا۔ یا اُس کی سعی سے بڑا دولت مند شہر بن گیا۔ اہلیا بائی نے تعلیم بھی اچھی طرح پائی تھی۔ اور اُس کی طبیعت میں ذکاوت بھی بہت تھی + جب وہ بیوہ ہوئی ہے تو اُس کی عمر بیس برس کی تھی۔ پھر تھوڑے ہی عرصے بعد اُس کا بیٹا بھی مجنوں ہو کر مر گیا۔ ان حادثوں کا اُس پر ساری عمر اثر رہا + ایک بات اُس میں ایسی تھی۔ کہ انگلستان کی مشہور ملکہ اِلزبتھ میں بھی نہ تھی۔ یعنی اُس کے ہاں خوشامدیوں کی دال ہرگز نہ گلتی تھی + وہ جب تک جی۔ نہایت پاک طینتی اور خوبی کے ساتھ حکومت کرتی رہی۔ اور اب مالوے میں لوگ اُس کو ایک اوتار سمجھ کر پوجتے ہیں +

۱۳- نرائن راؤ پیشواے پنجم

/ مادھو راؤ پیشوا نے ۲۸ برس کی عمر پا کر ۱۷۷۲ء میں انتقال کیا۔ اور اُس کے بعد اُس کا چھوٹا بھائی نرائن راؤ پیشوا ہوا۔ اور اُس کا چچا رگھوناتھ راؤ اُس کا بھی سرپرست رہا۔ مگر تھوڑے عرصے بعد اُس کی بدذات بیوی انند بائی نے بعض لوگوں کے ساتھ سازش کر کے اُس کم عمر پیشوا کو مروا ڈالا + اُس وقت مرہٹوں کی فوج نے پھر ایک بار ہندوستان کو پامال کیا۔ اور دلی پر قبضہ کر کے شاہ عالم ثانی کو بالکل اپنے قابو میں کر لیا + پیشوا کے دربار میں اس وقت نانا فرنویس ایک اعلیٰ رکن اور بڑا عقلمند و ہوشیار اہلکار تھا +

۱۴- نانا فرنویس

۱۵- رگھوناتھ راؤ

جب نرائن راؤ مارا گیا۔ تو رگھوناتھ راؤ نے لقب پیشوائی اختیار کیا۔ مگر اس سے اُس نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ کیونکہ اوّل تو نرائن راؤ پیشوا کے ہاں اُس کی وفات کے بعد ایک بیٹا پیدا ہو گیا۔ دوسرے نانا فرنویس اور اَور سارے بڑے بڑے مرہٹے سردار رگھوناتھ راؤ کی مخالفت پر متفق تھے +

۱۶- انگریزوں کی مرہٹوں سے اوّل لڑائی

نرائن راؤ پیشواے پنجم کی وفات کے بعد اُس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام مادھو راؤ نرائن رکھا گیا + اس پر رگھوناتھ راؤ نے اپنے استقلال و

استحکام کے لئے یہ اُڑا دیا - کہ یہ نرائن راؤ کا بیٹا ہی نہیں ہے - اور انگریزوں کو کہ سُن کر اپنا طرفدار کر لیا - تاکہ وہ اُس کی پیشوائی کا حق بحال رہنے کے باب میں اُس کی اعانت کریں + اُس وقت ہند کا گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز تھا - اُس نے اول تو رگھوناتھ راؤ کو مدد دینے سے انکار کیا - مگر جب دیکھا - کہ انگریزوں کا بڑا مخالف نانا فرنویس فرانسیسوں سے سازش کرتا ہے - تو وارن ہیسٹنگز نے رگھوناتھ راؤ کی اعانت کرنی منظور کر لی - اس وجہ سے انگریزوں اور مرہٹوں کی باہم لڑائی ہوئی - اور یہ مرہٹوں کی اول لڑائی کہلاتی ہے + انگریزوں نے جس وقت اس لڑائی کی تیاری کی - اُس وقت موقع اچھا نہ تھا - کیونکہ حیدر علی سلطان میسور اور نظام حیدر آباد اور سیندھیا اور مرہٹے سرداروں نے فوراً اُن پر ایک ساتھ حملہ کیا - اس لڑائی کے بڑے بڑے واقعات یہ ہیں :-

اول کرنیل گاڈرڈ ایک تھوڑی سی انگریزی فوج اپنے ہمراہ لے کر کلکتے سے چلا - اور کوچ بہ کوچ ہندوستان طے کر کے ۱۷۷۹ء میں سورت پہنچا - اور پھر سیندھیا اور ہلکر دونو کی فوجوں کو میدان سے ہٹا دیا - اور بعد ازاں قلعۂ بسین کو بلا کر کے فتح کر لیا +

دوم مقام ورگام پر ۱۷۷۹ء میں ایک بڑی ہتک

کا عہد نامہ تحریر ہؤا۔ جس کے ذریعے سے فوج بمبئی احاطہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت نے مرہٹوں کے نرغے سے مخلصی پائی +

مرہٹوں کی اس لڑائی کے اختتام پر ۱۷۸۲ء میں انگریزوں اور مرہٹوں کے باہم مقام سلبئی پر عہد نامہ ہؤا۔ جس کی بڑی شرطیں مرہٹوں کی طرف سے تو یہ تھیں۔ کہ پرتگیزوں کے سوا اور سب اہلِ فرنگ یعنی فرانسیس وغیرہ مرہٹوں کے علاقے میں رہنے نہ پائینگے۔ اور حیدر علی نے جو تھوڑا سا ملک انگریزوں کا فتح کر لیا ہے۔ وہ اُس سے واپس کرایا جائیگا۔ اور انگریزوں نے یہ شرط کی۔ کہ اگر مرہٹے رگھوناتھ راؤ کی پنشن مقرر کر دینگے۔ اور جہاں اُس کا جی چاہے۔ اُس کو رہنے کی اجازت دینگے۔ تو ہم نابالغ مادھو راؤ نرائن کو پیشوا تسلیم کر لینگے +

اس پیشوا کے زمانۂ نابالغی کا ایک یہ واقعہ بڑا مشہور ہے۔ کہ مہاداجی سیندھیا کا اختیار بہت بڑھ گیا۔ اور اُس نے دلّی میں ایسا غلبہ و اقتدار پیدا کیا۔ کہ کسی کو اُس کے سامنے سر اُٹھانے کی مجال نہ رہی۔ اور پھر ہوتے ہوتے سارے مرہٹے سرداروں میں بھی نہایت زبردست اور آخر خود مختار ہو گیا۔ اور پیشوا کے تابع نہ رہا۔ پھر جب مہاداجی مر گیا۔ تو پیشوا کے وزیر نانا فرنویس کو مرہٹوں میں بڑا اقتدار اور اختیار حاصل ہؤا+ اُس

نے تھوڑے ہی عرصے بعد نظام حیدر آباد سے اس بنا پر لڑائی چھیڑی - کہ ادگیر کی لڑائی کے بعد جو خراج اُس نے دینا منظور کیا تھا - وہ برابر ادا نہیں کیا + اس لڑائی میں مرہٹوں کے سارے بڑے بڑے سردار پیشوا کے جھنڈے تلے حاضر تھے - اور اُس کے بعد پھر کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا +

۱۷ - نظام اور مرہٹوں کی لڑائی

غرض کردلا کے میدان میں مرہٹوں نے ۱۷۹۵ء میں نظام پر فتح پائی - مگر یہ فتح مرہٹوں کو چنداں جوانمردی کے باعث نصیب نہیں ہوئی - بلکہ بڑی وجہ یہ ہوئی - کہ نظام کی فوج میں کچھ ایسی ہل چل مچ گئی - کہ خود بخود میدان سے قدم اُکھڑ گئے - اور نظام کو چار ناچار مرہٹوں سے صلح کرنی اور اپنے ایک اہل کار معاصر الملک کو جو مرہٹوں کے دعوے کی مخالفت کرتا تھا - اُن کے حوالے کرنا پڑا - اس فتح کے بعد پیشوا کچھ اُداس سا نظر آیا - اور جب نانا فرنویس نے اُس کا سبب دریافت کیا - تو حالانکہ پیشوا کی عمر اُس وقت صرف اکیس برس کی تھی - مگر اُس نے ایک بڑا معقول جواب یہ دیا - کہ مجھ کو طرفین کی بے عزتی پر افسوس آتا ہے - کہ ادھر تو نظام نے باوجودیکہ ہماری طرف سے کچھ معرکہ آرائی نہیں ہوئی - اس طرح کم ہمتی سے شکست مان لی - اور اُدھر ہمارے سردار حالانکہ اُن سے کچھ شجاعت

و مردانگی ظہور میں نہیں آئی - خواہ مخواہ ڈینگیں مارتے ہیں - اور پھولے نہیں سماتے +

۱۸- مادھو راؤ نرائن کی وفات

اس لڑائی کے تھوڑے دن بعد ۱۷۹۵ء میں پیشوا نے جھونجل میں آکر خود کشی کی - اور اُس کی وجہ یہ ہوئی - کہ اُس نوجوان پیشوا کی رگھوناتھ راؤ کے بیٹے باجی راؤ سے بڑی گہری دوستی تھی - اور نانا فرنویس کو جو اُس وقت اقتدار مطلق رکھتا تھا - اُن دونو کا اختلاط سخت ناگوار تھا - اس لئے اُس نے پیشوا کا باجی راؤ سے ملنا جُلنا بند کر دیا - اس پر پیشوا محل کی چھت پر سے گر کر مر گیا +

۱۹- باجی راؤ پیشواے آخر

جب مادھو راؤ نرائن پیشواے ششم مر گیا - تو بڑے جھگڑے فساد کے بعد رگھوناتھ راؤ کا بیٹا باجی راؤ مسند پیشوائی پر متمکّن ہوا - اور اُسی سال ٹکاجی ہلکر کا بیٹا جسونت راؤ اندور کی گدّی پر بیٹھا - اُس کی دولت راؤ سیندھیا اور پیشوا سے مُدّت تک لڑائی ہوتی رہی - آخر اُس نے پیشوا کا ایسا ناک میں دم کیا - کہ پیشوا نے بھاگ کر انگریزوں کے پاس پناہ لی - اور

۲۰- عہد نامہ بسین

پھر ۱۸۰۲ء میں اُس کے اور انگریزوں کے درمیان ایک مشہور عہد نامہ ہؤا - جو عہد نامۂ بسین کہلاتا ہے + اس سے انگریزوں کی سیندھیا اور راجۂ برار سے لڑائی ٹھن گئی - یہ مرہٹوں کی

دوسری لڑائی تھی + باجی راؤ نے عہد نامۂ بسین میں یہ شرطیں منظور کیں۔ اوّل مَیں اپنے علاقے میں اُس کی حفاظت کے لئے ایک انگریزی فوج رکھونگا۔ اور اُس کے خرچ کے لئے ۲۶ لاکھ روپے سالانہ ادا کرونگا + دوم کسی فرنگی کو جو انگریزوں کی مخالف قوم میں سے ہوگا۔ اپنی عملداری میں قدم نہ رکھنے دونگا + سوم سورت پر مجھ کو جو کچھ دعوے ہے۔ اُس سے دست بردار ہونگا۔ اور نظام اور گائکواڑ سے جو میرا تنازع ہے۔ اُس میں انگریز جو فیصلہ کر دیں۔ مجھ کو بسر و چشم منظور ہے + چہارم میں سرکار انگلشیہ کی وفاداری اور رفاقت میں ہمیشہ ثابت قدم رہونگا + ان سب شرائط کی عوض سرکار انگریزی نے اُس کی یہ دلجمعی کی۔ کہ تمہاری ریاست اور جان و مال کی ہر طرح حمایت و حفاظت کی جائیگی +

۲۱- انگریزوں کی مرہٹوں سے دوسری لڑائی

جس وقت مرہٹوں کی دوسری لڑائی شروع ہوئی۔ اُس وقت ہند کا گورنر جنرل ایک بڑا لائق و فائق انگریز تھا۔ جس کا نام لارڈ ولزلی تھا۔ اور دو بڑے لئیق سپہ سالار اُس کی نیابت میں تھے + اُن میں سے ایک تو اُس کا بھائی جرنیل ولزلی تھا۔ جس نے پیچھے ڈیوک آف وِلِنگٹن خطاب پایا۔ اور انگلستان کا نہایت عمدہ سپہ سالار ہؤا۔ اور دوسرا لارڈ لیک۔ اور اُن کے مخالف و حریف دولت راؤ سیندھیا اور راگھو جی بھونسلا

والئے برار تھے ٭

۳۳-جنگ آسئی-۱۸۰۳ء

اس جنگ میں اوّل بڑا میدان جو جرنیل ولزلی نے مارا۔ وہ اسئی کا میدان تھا۔ یہ مقام برار اور خاندیس کی حدود پر واقع ہے + سیندھیا اور راگھو جی بھونسلا دونو فوج انگریزی کے سامنے تابِ مقاومت نہ لاکر بھاگ گئے۔ انگریزوں کی ایک تہائی فوج تو ضرور اس لڑائی میں کام آئی۔ مگر اُنہوں نے کامل فتح پائی +

۳۳-لارڈ لیک کا دہلی فتح کرنا

اس جنگ میں انگریزوں نے مرہٹوں سے بہت سے شہر اور قلعے بزور شمشیر فتح کرلیے۔ مگر یہاں ہم صرف دو بڑی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو دلّی اور لاسواری پر ہوئیں ۔ یہ دونو مہمّیں لارڈ لیک نے فتح کیں۔ دلّی کی لڑائی میں سیندھیا کی طرف سے اُس کا فرانسیسی جرنیل بورکین مقابلے پر تھا۔ لارڈ لیک نے سنہ ۱۸۰۳ء میں اُس کو شکست فاش دی۔ اور دلّی فتح کرکے شاہ عالم بادشاہ دہلی کو جو مُدّت سے مرہٹوں کے پنجے میں پھنسا ہوُا تھا۔ اپنی حفاظت میں لے لیا +

۳۴-لاسواری کی لڑائی

اسی سال لارڈ لیک نے لاسواری کے میدان پر فوج مرہٹہ کو ایک اَور بڑی شکست دی۔ اس لئے سال ختم ہونے سے پہلے سیندھیا

٭ تیسرے باب کی اخیر فصل دیکھو +

اور راجۂ برار دونو نے انگریزوں کے آگے ہتھیار ڈال دئے۔ اور اپنا بہت سا علاقہ نذر کیا+ انگریزوں اور مرہٹوں کے باہم جو دوسری لڑائی ہوئی تھی۔ اُس میں جسونت راؤ ہلکر شریک نہ تھا۔ مگر دوسرے

۲۵- مرہٹوں کی تیسری لڑائی

سال اُس نے بھی فساد پر کمر باندھی۔ اس لئے ۱۸۰۴ء میں مرہٹوں کی تیسری لڑائی شروع ہوئی۔ اس میں بھی انگریزی فوج نے بہت سے قلعے فتح کئے۔ ایک بھرت پور کے قلعۂ مستحکم کی تسخیر میں ضرور ناکام رہے۔ مگر پھر بھی وہاں کے راجہ پر انگریزوں کا ایسا خوف چھایا۔ کہ اُس نے اُن سے عہد و پیمان کرکے ہلکر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ۲۰ لاکھ روپے نذر کئے۔ آخر ہلکر خود پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ اور پھر اُس کی انگریزوں سے صلح ہو گئی۔ اس لڑائی میں قلعۂ ڈیگ پر جو معرکہ ہوا۔ وہ نہایت مشہور ہے۔ اس میں انگریزوں کو کامل فتح ہوئی۔ اور بہت سی توپیں اُن کے ہاتھ آئیں۔ مگر اُن کا بہادر جرنیل فریزر کام آیا۔

۲۶- مرہٹوں کا انجام

مرہٹوں کا جو حال اوپر لکھا گیا ہے۔ اُس سے واضح ہے۔ کہ انگریزوں نے اُن کے سارے بڑے بڑے سرداروں کو کس طرح پست کرکے مطیع کیا۔ اُن کا اور باقی حال ہند کے گورنر جنرلوں کے حالات

کے ساتھ اخیر میں مختصراً بیان کیا جائیگا۔ یہاں صرف اتنا اور ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ مرہٹوں کے اقتدار میں کن باعثوں سے زوال آیا + اوّل باعث تو یہ ہے۔ کہ مہادا جی سیندھیا کو اس قدر عظمت و اقتدار حاصل ہؤا۔ کہ وہ پیشوا کی اطاعت سے باہر ہو کر اُس کا حریف ہو گیا + دوم نرائن راؤ پیشوا کی وفات پر مرہٹوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ اور رگھو ناتھ راؤ۔ نانا فرنویس۔ باجی راؤ ثانی۔ جسونت راؤ ہلکر اور دولت راؤ سیندھیا کے لڑائی جھگڑوں سے مرہٹوں کا جتھا بالکل ٹوٹ گیا + سوم خود اُس جتھے ہی میں ایسے اسباب موجود تھے۔ جن سے اُس میں تفرقہ پڑنا اور پھر اس وجہ سے ضعف آ جانا کچھ تعجب کی بات نہ تھی۔ کیونکہ پیشوا اور اُس کے مشیر تو قوم کے برہمن اور اونچی ذات کے تھے۔ اور سیندھیا اور ہلکر اور راگھو جی بھونسلا نیچ قوم کے مرہٹے تھے + چہارم شاہ عالم ثانی اب انگریزوں کی حمایت میں تھا۔ اور اُن کے زمانے میں ممکن نہ تھا۔ کہ وہ خرابیاں اور بد انتظامیاں جن سے مرہٹوں کو عروج حاصل ہؤا تھا۔ موجود رہیں +

پانچواں باب

اہلِ فرنگ کی ابتدائی مہمات

یورپ کی اقوام مفصلۂ ذیل نے مختلف زمانوں میں ہند کے اندر اپنی بستیاں بنا کر اپنا قدم استحکام سے جمایا + اول پرتگیز یعنی اہل پرتگال- دوم ولندیز یعنی اہل ہالینڈ - سوم ڈینز یعنی اہل ڈنمارک- چہارم انگریز یعنی اہل انگلستان اور پنجم فرانسیس یعنی اہل فرانس + ان میں سے خدا نے انگریزوں کو تو وہ اقبال و قدرت عطا کی- جس سے ہند پر اُن کا کامل تسلط ہو گیا- اور انجام کار یہی یہاں کے بادشاہ بنے- مگر پرتگیزوں اور فرانسیسوں نے بھی ہند میں بہت کچھ عروج پایا ہے + ابتدا میں تو یہ سب قومیں یہاں صرف تجارت کے لئے آئیں- اور اسی غرض سے اُنہوں نے بستیاں بنائیں مگر پرتگیزوں نے چند ہی روز بعد یہ چاہا- کہ ہند میں اپنی سلطنت قائم کر لیں + مسلمان ہندوستان پر شمال مغرب سے حملہ آور ہوئے- لیکن عیسائی فاتح سمندر میں سے ہو کر جنوب کی طرف سے

۱- یورپ کی وہ قومیں جنہوں نے ہند میں تجارتی بستیاں بنائیں

وارد ہوئے۔ سکندر اعظم کے عہد سے لے کر واسکوڈی گاما کے ہند میں آنے تک یورپ اور ہندوستان میں بہت ہی کم آمد و رفت رہی۔ کبھی کبھی کوئی مسافر آ جاتا تھا۔ اور یورپ کو واپس جا کر یہاں کی ریاستوں اور بے انتہا دولت کا حال سُناتا تھا۔ تاریخ یورپ کے وسطی زمانے میں جو آٹھویں صدی سے پندرھویں صدی تک سمجھا جاتا ہے۔ یورپ کی ہند سے اکثر اس طریق پر تجارت رہی۔ کہ بحیرۂ روم کے کنارے پر جو قومیں آباد تھیں۔ وہ ملک مصر اور شام کی بندرگاہوں میں آ کر ہند کی اجناس جو فارس یا بحیرۂ قلزم کی راہ سے وہاں آتی تھیں۔ خرید کر لے جاتی تھیں۔ ان قوموں میں سے اخیر میں اہل وینس اور جنوا اس تجارت میں بڑے سرگرم رہے۔

۲- یورپ اور ہند کے مابین پرتگیزوں کا بحری راستہ دریافت کرنا

پندرھویں صدی میں پرتگیزوں نے علم جہاز رانی میں علم یکتائی بلند کیا۔ ۱۴۹۲ء میں کولمبس سلطنتِ ہسپانیہ کے زیر سایہ مغرب کی طرف سفر کرتا ہوا بحر ظلمات میں اس ارادے سے آیا۔ کہ ہندوستان کو دریافت کرے۔ کولمبس اپنے ساتھ ایک شاہی فرمان بھی لایا تھا۔ مگر قسمت کی خوبی دیکھیئے۔ کہ ہندوستان کی بجائے وہ امریکہ پہنچ گیا۔ جس کا نام ہندوستان سمجھ کر جزائر غرب الہند رکھا۔ اور ۱۴۹۹ء میں اُن میں سے ایک صاحب کمال ناخدا نے جس کا نام واسکوڈی گاما تھا۔ ساحل برّ اعظم

افریقہ کے گرد ہو کر ہند کا بحری رستہ دریافت کیا - یہ پرتگیزوں کی بڑی خوش قسمتی تھی - کیونکہ جس قدر تجارت ایشیا اور یورپ میں ہوتی تھی - وہ سب اُس وقت سے پرتگیزوں کے ہاتھ میں آ گئی - اور بہت عرصے تک اُنہیں کے قبضے میں رہی + واسکوڈی گاما ہند میں اوّل کلی کٹ پر پہنچا - یہ مقام گوآ اور کوچین کے مابین ساحل ملیبار پر واقع ہے - اُس وقت یہ ایک چھوٹے سے رئیس زمورن کی ریاست سے متعلق تھا - پرتگیزوں نے اوّل اپنی بستیاں اسی ساحل پر بنانی شروع کیں - اور ہند کے راجاؤں نے ہر چند مزاحمت کی - مگر ایک پیش نہ گئی +

نائب اعظم

پھر ہوتے ہوتے پرتگیزوں کی بستیاں ہند میں بڑھ گئیں - اس وجہ سے شاہ پرتگال نے یہ مصلحت سمجھی - کہ اپنا ایک نائب ہند میں مقرر کرے - جو اُن سب بستیوں کا فرماں روا رہے - اور ہند کے راجاؤں اور بادشاہوں سے جو لڑائی بھڑائی ہو - اُس کا بھی اہتمام کرے - غرض دوسرا نائب ال بوکرک اعظم ۱۵۰۸ء میں یہاں آیا - اور اُس نے اوّل تو گوآ فتح کیا - جو آج کے دن تک پرتگیزوں کے پاس ہے - پھر اور بہت سے مقاموں پر تسلط کر لیا - مگر شاہ پرتگال نے بڑی ناشکری سے اُس کو عالم ضعیفی میں عہدے سے موقوف کر دیا +

۱ - ہند میں پرتگیزی سلطنت کا کمال

ہند میں پرتگیزوں کی حکومت کو ال بوکرک کے عہد میں سب سے زیادہ اقتدار اور رونق حاصل رہی - اور اہل پرتگال نے اس نامور سرزدار کے جیتے جی تو اُس کی کچھ قدر نہ کی - مگر مرنے کے بعد اُس کی خوبیوں سے واقف ہوکر ال بوکرک اعظم اُس کا خطاب مقرر کیا - ال بوکرک کے بعد ستّر برس کے عرصے میں چند شہر اور تجارت کی کوٹھیاں اور پرتگیزوں کی عملداری میں بڑھ گئیں - مگر یہ کچھ عمدہ نہیں تھیں ٭ یاد رکھنا چاہیئے - کہ ہند میں پرتگیزوں کی سلطنت خاص کر بحری اعتبار سے تھی - یعنی وہ ہند کے بحیروں کے مالک تھے - اور اُن کے بیڑوں کو کوئی آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا - اور بہت سی بڑی عمدہ بندرگاہیں اُن کے پاس تھیں - جہاں سے وہ دور دور کی تجارت بھگتایا کرتے تھے - اور اس ساری تجارت کی حفاظت کے لئے اُن کے جنگی بیڑے موجود رہتے تھے ٭ یہ بندرگاہیں سب ایک جگہ نہ تھیں - بلکہ افریقہ کے مشرقی ساحل اور جزیرہ ہرمز سے لے کر جزیرہ نمائے ملایا اور مجمع الجزائر مشرقی تک پھیل رہی تھیں ٭ جب سولھویں صدی کے انجام میں اُن کی سلطنت ہند کو زوال آیا - تو اُس وقت اُن کے یہ ٹھکانے مشہور تھے -- گوا اور بعض چھوٹی چھوٹی بندرگاہیں ہند کے ساحل مغربی پر اور جزیرہ سنگلدیپ اور جزیرہ نمائے

ملایا میں ملاکا - ان کے علاوہ بنگالے میں بھی ان کی چند بستیاں بڑے موقع کی تھیں - جن میں سے ہگلی اور چاٹ گاؤں عمدہ تھیں - اسی طرح گجرات میں بندرگاہ دیو اور بعض چھوٹے چھوٹے مقام اور بھی پرتگیزوں کے پاس تھے ۔ یہ سب مقام تو بیشک پرتگیزوں کی عملداری میں تھے - مگر اُن کے آس پاس کا علاقہ چند کوس سے زیادہ اُن کی حکومت میں نہ تھا - غرض اُن کی حکومت اُن کی تجارتی کوٹھیوں اور آبادیوں کی حدود ہی تک رہتی تھی ۔

۶- ہندوستان میں پرتگیزوں کی بے رحمیاں

پوری ایک صدی تک یعنی سنہ ۱۵۰۰ء سے سنہ ۱۶۰۰ء تک پرتگیزوں نے ہندوستان کی تجارت سے فائدہ اُٹھایا - لیکن پرتگیزوں کے پاس نہ تو ملکی طاقت ہی تھی - اور نہ اُن کی فوج ہی اس قدر بہادر تھی کہ ہندوستان میں ایک زبردست سلطنت قائم کر سکیں - وہ تاجر نہ تھے - بلکہ جنگجو آدمی - اور بت پرستوں کو اپنے مذہب کا دشمن سمجھتے تھے - اُنھوں نے بہت سی بیرحمیاں کیں - صرف ال بوکرک نے ہی ہندوؤں سے دوستی پیدا کی - اور ہندو شہزادوں سے اتحاد بڑھایا - اسی لئے اب تک اُسی کو عزت سے یاد کرتے ہیں - گوآ کے ہندو اور مسلمان اُس کے مزار پر جاکر فریادیں کیا کرتے تھے - اور خدا سے دعا مانگتے تھے - کہ اس کے جانشینوں کی بیرحمیوں سے بچتے رہیں - سنہ ۱۵۸۰ء میں فلپ ثانی کے عہد میں سپین اور

پرتگال مل کر سلطنتِ متحدہ ہو گئی - مگر ۱۶۴۰ء میں پرتگال پھر علیٰحدہ ہو گیا - اسی اثنا میں دو زبردست دشمن انگریز اور ولندیز ہندوستان میں آ موجود ہوئے - اور پرتگیزوں کی ہندوستانی سلطنت اب اُتنی ہی جلدی گھٹنے لگی - جتنی جلدی کہ وہ قائم ہوئی تھی

۲ - ولندیزوں کا ہند میں آنا

سولھویں صدی کے اخیر میں ہالینڈ کے بہادر جہاز رانوں کو بھی یہ امنگ ہوئی - کہ ایک عرصے سے پرتگیز ہند کی تجارت سے مالا مال ہو رہے ہیں - آؤ - اب ہم بھی وہاں چلیں - اور اُس ملک کی تجارت سے ہاتھ رنگیں ۔ یہ دُھن باندھ کر وہ ہند کی طرف آئے - اور پچاس برس کے عرصے میں اُنھوں نے پرتگیزوں سے کئی بستیاں چھین لیں - اور یا تو پرتگیز ہند کے ساحل بحر پر حکمراں تھے - یا اب اہل ہالینڈ کا بحری اقتدار سب پر غالب ہو گیا ۔ بنگالے میں جو چنسرا نام ایک مقام ہے - وہ ان لوگوں کی حکومت کا صدر تھا - مگر اُن کی حکومت کو بہت عرصہ نہیں گزرا تھا - کہ اُن کو ایک ایسی ہمسر قوم سے آ کر مقابلہ پڑا - جو اہل پرتگال سے کہیں زیادہ زبردست تھی - یعنی اب اُن کی اہل انگلستان سے مٹ بھیڑ ہوئی - کیونکہ کچھ عرصے سے انگریز بھی ہند میں اپنے قدم جمانے لگے تھے ۔

ولندیز ہی یورپ کی پہلی قوم تھی - جو پرتگیزوں

۴- ہندوستان میں ولندیزوں کا عروج

کی تجارت میں مخل ہوئی - سولھویں صدی میں برگس- اینٹ ورپ اور ایمسٹرڈم میں ہندوستان کی پیداوار زیادہ تر جایا کرتی تھی - اور جرمن اور انگریز اسے خرید لے جاتے تھے - ولندیزوں نے بھی یورپ اور ایشیا کے شمالی کنارے کے برابر برابر ہند کا بحری راستہ دریافت کیا - ولیم بارنٹس تین دفعہ اس کام کے لئے روانہ ہؤا - مگر آخری بار راستے ہی میں مر گیا - پہلا ولندیز جو راس امید کے گرد ہو کر ہندوستان میں آیا - کارنیلس ہوٹمین تھا - ہالینڈ کے بہت سے شہروں میں تجارت کی کمپنیاں فوراً ہی بن گئیں - اور پھر سب مل کر ایک ہو گئیں - سنہ ۱۶۱۹ء میں ولندیزوں نے جاوا میں شہر بیٹویا کی بنیاد ڈالی - ان کی بڑی تجارت کی کوٹھی امبونا میں تھی - سترھویں صدی میں ولندیزوں کی بحری طاقت دنیا میں سب سے بڑھی ہوئی تھی - سنہ ۱۶۲۳ء میں اُنھوں نے بہت سے انگریزوں کو قتل کر ڈالا - چند ایک ہندوستان میں بھاگ آئے - اور ہند میں سلطنت انگریزی قائم کرنے کا سبب ہوئے - ولیم آف اورینج کے بادشاہ انگلستان ہو جانے سے انگریزوں اور ولندیزوں میں لڑائیاں کم ہوئیں - ولندیز کچھ عرصے تک بے خوف و خطر جزائر ہند میں حکمراں رہے - اور اُنھوں نے پرتگیزوں کو چن چن کر وہاں سے نکالا ؛

ولندیزوں کا عروج کچھ بہت عرصے تک نہیں رہا۔ اُن کے زوال کا باعث اُن کی تجارت ہی ہوئی۔ تجارت زیادہ تر مصالحوں ہی کی ہؤا کرتی تھی۔ اور وہ بھی بغیر کسی اصول کے۔ وہ اپنے ہمسروں پر بڑی بے رحمیاں کیا کرتے تھے۔ اور شائستگی بالکل نہ پھیلاتے تھے۔ رابرٹ کلایو نے اُن کو بڑا ضعف پہنچایا۔ جب اُس نے چنسرا پر حملہ کیا۔ تو قلعہ کے اندر قید ہونے پر مجبور ہو گئے۔ انگریزوں اور فرانسیسوں کی لڑائی میں انگریزوں نے ولندیزوں کی مشرقی کوٹھیاں چھین لیں۔ زمانۂ حال میں ولندیز ہندوستان میں کسی جگہ کے حاکم نہیں ہیں۔ مگر چنسرا اور ناگ پٹن کے مکانات کی وضع اور ساحل کارومنڈل اور مالابار کے بندرگاہوں کی چھوٹی چھوٹی نہریں اُن کی یاد کو تازہ کرتی رہتی ہیں +

انگریزوں کی مہمیں شمالی سمت

جس طرح ولندیزوں نے اوّل اوّل شمال مشرقی راہ سے بحر شمالی میں ہو کر یا اُس کے مقابل شمال مغربی رستے سے امریکہ کے شمالی کنارے کنارے ہندوستان آنے کا قصد کیا تھا۔ اُسی طرح انگریزوں نے بھی کیا۔ چنانچہ کئی بار اُن کے جہاز اُس طرف روانہ ہوئے۔ مگر بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ اور روپیہ بھی ضائع ہؤا۔ اور پھر بھی اُن مہموں سے کچھ کامیابی نہ ہوئی +

اس کے بعد راس امید کے سیدھے رستے سے

انگریزوں کا اوّل بیڑا ہند کی طرف ۱۵۹۱ء میں روانہ ہوا - اس کا سردار لین کاسٹر تھا - مگر یہ بیڑا بھی منزل مقصود تک نہ پہنچا - بلکہ اُس نے اپنے ارادۂ خاص سے منحرف ہو کر سمندر میں لوٹ مار شروع کر دی - اور اس سفر کا انجام اچھا نہ ہوا - سارے جہاز یا غارت ہو گئے یا اُن کو لوگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے - لیکن اس ناکامی پر بھی انگریزوں کی ہمت نہ ٹوٹی اور سنہ ۱۶۰۰ء میں انگلستان کی ملکۂ الزبتھ کے حکم سے انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی[1] قائم ہوئی + واضح ہو - کہ اس کے اٹھانویں برس بعد ایک اور کمپنی کھڑی ہو گئی - اور دس برس کے بعد سنہ ۱۷۰۸ء میں پُرانی اور نئی دونو کمپنیاں مل کر ایک کمپنی بن گئی + انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی نے بھی اپنا پہلا بیڑا سنہ ۱۶۰۱ء میں اسی لینکاسٹر کے ماتحت ہند کو روانہ کیا - یہ سفر بڑا بامراد ہوا - اور اس سے ایسی تقویت ہوئی - کہ اس کے چند ہی روز بعد کمپنی نے کئی انگریزی بیڑے ہند کو اور بھیجے +

سنہ ۱۶۱۳ء میں جہانگیر نے انگریزوں کو اپنے ملک

---

[1] ایسٹ انڈیا کمپنی انگلستان کے سوداگروں اور ساہوکاروں کے اُس گروہ کا نام ہے - جنہوں نے متفق ہو کر ملکۂ الزبتھ سے ہند کی تجارت کے لئے فرمان حاصل کیا - ان سوداگروں کے سوا اور کوئی انگریز تجارت نہیں کر سکتا تھا +

میں چار کوٹھیاں بنانے کی اجازت دی اور سر طامس رو کی سفارت سے انگریزی تجارت کا سلسلہ ہند میں زیادہ مستحکم ہو گیا - اور مقام سورت مدّت تک اُن کی بڑی تجارت گاہ رہا +

پھر ۱۶۳۸ء میں شاہجہاں نے ایک انگریزی ڈاکٹر کو جس کا نام باٹن تھا - اپنی بیٹی کے معالجے کے لئے سورت سے بلایا - اور خدا نے اُس کے ہاتھ سے شاہزادی کو شفا بخشی - اُس کے صلے میں بادشاہ نے باٹن کو کمپنی کے لئے بڑے بڑے تجارتی حقوق عطا کئے - پھر اُس نے صوبہ دار بنگالہ کو اپنی حذاقت دکھا کر اُس سے بھی ایسا ہی انعام حاصل کیا + تھوڑے دن بعد ۱۶۴۰ء میں رام راجا والئے بیجانگر کے بھائی نے انگریزوں کو وہ زمین عنایت کی - جس پر شہر مدراس واقع ہے - پھر شاہ چارلس اوّل کے حکم سے وہاں ایک قلعہ بنا - جس کا نام قلعۂ سینٹ جارج رکھا گیا - کچھ عرصے بعد یہ مقام ساحل کارومنڈل کے علاقۂ انگریزی کا صدر قرار پایا - بمبئی شاہ پرتگال کی طرف سے چارلس ثانی بادشاہ انگلستان کی ملکہ کے جہیز میں ملا - اور بادشاہ نے اُس کو ۱۶۶۸ء میں کمپنی کے حوالے کر دیا - اور اب سورت کی جگہ احاطۂ ساحل مغربی کا صدر بمبئی قرار پایا +

ابتدا میں انگریزوں کی تجارت مچھلی بندر میں تو ہُوا ہی کرتی تھی - پھر اُن کو ۱۶۴۲ء میں بالاسور

کے قریب مقام ہیلی پر بھی تجارت کی کوٹھی بنانے
کی اجازت ہو گئی - اور کچھ مدت بعد ۱۶۵۶ء میں
ہگلی میں بھی اُنہوں نے کوٹھی اور قلعہ بنا لیا - مگر
پھر جو اُنہوں نے کچھ دستِ تعدّی دراز کیا - تو
اورنگ زیب نے ۱۶۸۶ء میں اُدھر ہگلی - قاسم بازار
اور پٹنے سے اور ادھر بمبئی کے سوا سورت اور
اور سب مقاموں سے اُن کو نکال دیا + اس
کے بعد ۱۶۹۶ء میں انگریزوں نے اورنگ زیب
کے پوتے عظیم الشان کی اجازت سے چتانتی - کلکتہ
اور گوبند پور اُن کے مالکوں سے خرید لئے - اور
پھر اُنہوں نے اجازت لے کر وہاں ایک قلعہ بھی
بنا لیا - اور اُس کا نام اپنے بادشاہ ولیم ثالث کی
یادگار میں فورٹ ولیم رکھا + اب سے ۱۷۵۶ء
تک کلکتے میں یہ کیفیت رہی - کہ نواب مرشد آباد
تو یہ چاہتا تھا - کہ تاجران انگریزی سے جس طرح
بنے - جبراً و قہراً روپیہ لے - اور وہ یہ کوشش کرتے
تھے - کہ کسی طرح ہم پر اس کا قابو نہ چلے - چنانچہ
اُنہوں نے ۱۷۱۶ء میں بادشاہ فرخ سیر کے پاس
اپنے وکیل بھیجے - کہ عاملان ہندوستانی کے پنجۂ ظلم
و ستم سے اُن کی مخلصی کرائے اور اُن کا یہ تیر
نشانے پر بیٹھا - بس اب اُنہوں نے کلکتے کو ایک
علیحدہ احاطہ قرار دیا + اُس وقت ہند میں انگریزی
علاقوں کے تین احاطے تھے - ایک تو احاطۂ سورت

جو پیچھے احاطۂ بمبئی قرار پایا - دوسرا احاطۂ مدراس - تیسرا احاطۂ کلکتہ + واضح رہے - کہ لفظ پریسیڈنسی جس کا ترجمہ احاطہ کیا جاتا ہے - اصل میں اس سے یہ مراد تھی - کہ وہاں کی کوٹھی کا مہتمم اس حصّۂ ملک کی سب ماتحت کوٹھیوں کا حاکم اعلےٰ ہوتا تھا + ایک دفعہ ۱۷۴۲ء میں مرہٹوں نے بنگالے پر حملہ کر کے انگریزوں سے چوتھ مانگی - جب یہ جھگڑا رفع ہو گیا - تو انگریزوں نے اس خیال سے کہ مبادا یہ وبال پھر آئے - کلکتے کے گرد حفاظت کے لئے ایک خندق بنائی - جس کا نام اب تک مرہٹہ خندق ہے +

فرانسیسیوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی

فرانسیسیوں نے اوّل ۱۶۰۴ء میں ہند کی طرف قصد کیا - اور پھر ایک مدّت بعد اُن کی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم ہوئی + ہند میں فرانسیسی حکومت کا قائم کرنے والا درحقیقت اُن کا ایک گورنر مارٹن نام ہوا ہے + اُس نے پانڈی چری کو جو جنوب مشرقی ساحل پر واقع ہے - ۱۶۷۴ء میں راجۂ بیجاپور سے خریدا + کچھ مدّت بعد ولندیزوں نے ایک بار اورنگ زیب کے سرداروں کو رشوت دے کر فرانسیسیوں کو اُس مقام سے نکال دیا - مگر وہ فرانسیسیوں کے پھر ہاتھ آ گیا - اور اب مارٹن نے اُس کو خوب طرح مضبوط اور وسیع کر کے ایک بڑی تجارت گاہ بنا دیا - پھر

فرانسیسوں نے ۱۶۸۸ء میں اورنگ زیب سے مقام چندر نگر جو دریاے ہگلی پر کلکتے سے اوپر کی طرف واقع ہے - تجارتی کوٹھی کے واسطے لیا - اور اُس کے بعد اور بھی کئی مقام اُن کے ہاتھ لگے +

ہند کے فرانسیسی سرداروں میں ڈوپلے بڑا مدبّر و منتظم گزرا ہے - دس سال تو وہ چندر نگر کا گورنر رہا - پھر ۱۷۴۱ء میں پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے کل فرانسیسی علاقے کا گورنر جنرل ہو گیا - اور یہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزوں کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت قائم کرنے کی تدبیر کرنے لگا - پھر چند ہی روز میں ایک ایسا موقع اُس کے ہاتھ آیا - کہ اُس نے اس منصوبے کو پورا کرنے کی کوشش کی + وہ موقع یہ تھا - کہ ۱۷۴۰ء میں یورپ کے اندر انگریزوں اور فرانسیسوں کے باہم لڑائی شروع ہوئی اور آٹھ برس تک رہی +

[illegible]

پرتگیزوں نے کبھی یہ کوشش نہیں کی - کہ ہندوستان میں تجارتی کمپنی بنائیں - مگر تجارت کو شاہی حق سمجھتے رہے - پہلی انگریزی کمپنی ۱۶۰۰ء میں قائم ہوئی - ۱۶۰۰ء میں ولندیزوں نے کمپنی بنائی - اور وہ بھی تجارت کو اپنا قومی حق خیال کرتے رہے - پھر فرانسیس آئے - اور اُنہوں نے ۱۶۰۴ء میں پہلی کمپنی قائم کی - دوسری

۱۶۱۱ء میں - تیسری ۱۶۱۵ء میں - چوتھی ۱۶۴۲ء میں اور پانچویں ۱۶۴۴ء میں - چھٹی فرانیسی کمپنی مشرقی اور مغربی کمپنی کے مل کر ایک ہو جانے سے بنی - اس کمپنی کے کل حقوق شاہ فرانس کے حکم سے ۱۷۶۹ء میں بند کئے گئے - اور کمپنی ۱۷۹۰ء میں ٹوٹ گئی - ڈنمارک والوں کی پہلی کمپنی ۱۶۱۲ء میں قائم ہوئی - دوسری ۱۶۷۰ء میں - ڈنمارک والوں کے مقبوضات ترنکوبار اور سریرام پور تھے - جو اہل انگلستان نے ۱۸۴۵ء میں اُن سے خریدے - ڈنمارک کے چند مقبوضات ساحل مالابار پر تھے - سکاٹ لینڈ والوں کی کمپنی ۱۶۹۵ء میں بنی - مگر اُس نے کچھ ترقی نہ کی - آسٹریا کی اوسٹنڈ کمپنی بھی قائم ہوئی - مگر اُس کا چند سال میں ہی دیوالہ نکل گیا - سویڈن اور پرشیا نے بھی ہندوستان میں تجارت شروع کی - اوسٹنڈ کمپنی کے دیوالہ نکلنے پر اُس کے ملازم بیکار ہو گئے - مگر اُن کو سویڈن والوں نے نوکر رکھ لیا - لیکن یہ کمپنی کچھ بہت کامیاب نہ ہوئی ✣

ہندوستان کی تجارت ایک ایسی نعمت تھی - جس کے لئے یورپ کی اقوام نے بے حد کوشش کی - بڑے بڑے زبردست بادشاہ ہند کی سلطنت کے خواب دیکھا کرتے تھے - اور روپیہ اکٹھا کرنے کی حرص میں مبتلا تھے - انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے تمام دشمنوں کو شکست دی - پرتگال اور سپین کے باشندوں

کو ہندوستان دوسرا ہیرو معلوم ہوتا تھا۔ جہاں کے شہزادوں سے بے انتہا دولت مل سکتی تھی۔ اور وہ اس کو ایک ایسی دنیا سمجھتے تھے۔ جسے وہ لُوٹ سکتے ہیں۔ اور باشندوں کو عیسائی بنا سکتے ہیں۔ ولندیزوں کے لئے ہندوستان بڑی تجارت گاہ تھا۔ جہاں مل کر ہی تجارت ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ہندوستان کی تجارت کا نفع معقول نہ خیال کیا جاتا تھا۔ فرانسیسوں کے لئے بھی ہندوستان بڑی نفع اٹھانے کی جگہ تھی۔ جہاں بہت سی شہرت حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ شہرت اُن کے اور دیگر اقوام کے حق میں مضر ثابت ہوئی۔ انگریزوں نے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے۔ اُن کو اس ملک کا حال اچھی طرح معلوم تھا۔ جب اُن کو سلطنت مغلیہ کے اُکھاڑنے اور اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع ملا۔ تو وہ اُس سے نہ چوکے۔ اور کسی تکلیف یا مصیبت نے اُن کے ارادے کو نہ بدلا ❊

چھٹا باب

انگریزوں کی ابتدائی حکومت

پہلی فصل ۔ انگریزوں اور فرانسیسوں کی ملک کرناٹک میں لڑائی

۱۷۴۶ء تا ۱۷۶۱ء

انگریزوں اور فرانسیسوں میں جو لڑائی ۱۷۴۶ء میں شروع ہوئی ۔ وہ اکثر ملک کرناٹک ہی میں ہوتی رہی ۔ اور جب تک انگریزوں نے ۱۷۶۱ء میں پانڈی چری کو خاطر خواہ فتح نہ کر لیا ۔ رفع نہ ہوئی ۔ اوّل اوّل فرانسیسوں کا پاسا خوب زبر رہا ۔ کیونکہ اُن کے نامی جرنیل لابورڈونے اور مشہور سردار ڈوپلے نے مل کر ۱۷۴۶ء میں مدراس کو جو اس علاقے میں انگریزوں کا صدر مقام تھا ۔ فتح کر لیا ؛

نظام الملک جس کا اوپر کئی بار ذکر آچکا ہے ۔ نام کو تو دکن میں سلطنت مغلیہ کی طرف سے صرف صوبہ دار تھا ۔ مگر حقیقت میں وہ مدت سے

حیدر آباد کا رئیس خود مختار ہو گیا تھا + اسی طرح کرناٹک کا نوّاب بھی خود مختار بن گیا تھا - مگر دوست علی کو جو کرناٹک کا پہلا خود مختار نوّاب تھا - مرہٹوں نے شکست دے کر قتل کر ڈالا - اور اُس کے داماد چندا صاحب کو قید کر لیا + اس کے بعد ۱۷۴۳ء میں نظام حیدر آباد کا ایک سردار جس کا نام انور الدین تھا - نوّاب کرناٹک مقرّر ہوُا +

جب مدراس کو فرانسیس فتح کر چکے - تو تھوڑے عرصے بعد انور الدین نے اُن سے کہا - کہ یہ شہر مجھ کو دے دو + ڈوپلے نے اُس سے انکار کیا - اس پر نوّاب نے اپنے بیٹے کو دس ہزار فوج کے ساتھ مدراس کو روانہ کیا - کہ فرانسیسوں سے زبردستی مدراس چھین لے + ڈوپلے نے پاراڈیس کو جو ایک بڑا لئیق افسر اور بہادر و کاردان سپہ سالار تھا - نوّاب کرناٹک کے مقابلے پر بھیجا + فرانسیسوں کی اس لڑائی میں پورے ایک ہزار جوان بھی نہ تھے - تو بھی اُنھوں نے نوّاب کے لشکر عظیم کے دھوئیں بکھیر دئے - اس لڑائی سے ضمناً بڑے بڑے نتیجے پیدا ہوئے - کیونکہ اس سے اہل فرنگ اور سرداران ہند دونو کو یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی - کہ رؤسائے ہند کی سپاہ ہندوستانی کتنی ہی کیوں نہ ہو - فرنگیوں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی +

اس لڑائی کے بعد پاراڈیس مدراس کا گورنر مقرر ہوا - مگر چند ہی روز میں انگریزوں کی کمک کو ایک زبردست بیڑا آ پہنچا - جس کی مدد سے اُنھوں نے فرانسیسیوں کو مدراس سے نکال دیا - بلکہ اُن کے صدر مقام پانڈی چری کا محاصرہ کر لیا + اس کے بعد تھوڑی مدت تک انگریزوں اور فرانسیسوں میں صلح رہی - اور دونو نے جو جو مقام ایک دوسرے سے فتح کیے تھے - واپس کر دئیے - تاکہ جو صورت لڑائی سے پہلے تھی - پھر وہی قائم ہو جائے +

سنہ ۱۷۴۸ء میں نظام الملک نے ایک سو چار برس کی عمر میں وفات پائی - اور اب اُس کے بیٹوں میں ریاست حیدر آباد کی نسبت تنازع ہوا + چھوٹے بیٹے ناصر جنگ نے اپنے بڑے بھائی مظفر جنگ کو ریاست سے نکال دیا - اور وہ مرہٹوں سے مدد مانگنے ستارے آیا - اور یہاں چندا صاحب سے اُس کی کمال دوستی ہو گئی + چندا صاحب اگرچہ ستارے میں مرہٹوں کا قیدی تھا - مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا داماد تھا - کرناٹک کی نوابی کے دعوے پر بدستور اڑا ہوا تھا + فرانسیس مظفر جنگ اور چندا صاحب دونو کے حامی و مددگار ہو گئے - چنانچہ ڈوپلے نے مرہٹوں کو روپیہ دیکر چندا صاحب کو اُن کی قید سے چھڑا لیا - اور اپنی فرانسیسی سپاہ مظفر جنگ اور چندا صاحب

کی فوجوں کے ساتھ شامل کر کے لڑائی پر چڑھا ÷ انور الدین کو مقام امبور پر شکست ہوئی - اور وہ اور اُس کا بڑا بیٹا لڑائی میں کام آئے ÷ اس مشہور معرکے میں فرانسیسی فوج کا جرنیل بوسے تھا - جو ایک بڑا مشہور افسر گزرا ہے ÷ اب کچھ عرصے تک مظفر جنگ صوبہ دار دکن اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہا - مگر اُن کا عروج کچھ بہت عرصے تک نہیں رہا ÷ تھوڑے ہی دن بعد انور الدین کے چھوٹے بیٹے محمد علی نے تباہ و خستہ ہو کر نوابیٔ کرناٹک کے لئے انگریزوں سے اعانت چاہی اور ناصر جنگ صوبہ دارئے دکن کا دعویدار ہؤا - پس اب ایک طرف تو محمد علی اور ناصر جنگ تھے - جن کے حامی انگریز بنے - اور دوسری طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے - جن کے مددگار فرانسیس ہوئے - اور ان دونو میں لڑائی چھڑی ÷

اس لڑائی میں کبھی ایک ور ہو جاتا - اور کبھی دوسرا زبر - خلاصہ یہ کہ ناصر جنگ صوبہ دار دکن تو ہؤا - مگر دوسری لڑائی میں مارا گیا - اور پھر مظفر جنگ اس منصب پر بحال ہو گیا - لیکن آخر وہ بھی مقتول ہؤا - اور انجام یہ فرانسیسوں نے نظام الملک کے ایک اور چھوٹے بیٹے صلابت جنگ کو مسند پر بٹھایا - اور بوسے کی مدد سے صلابت جنگ اورنگ آباد میں صوبہ دارئے دکن پر قائم رہا - اور اُس نے چندا صاحب کو نواب کرناٹک مقرر کر دیا ÷

اس جنگ میں فرانسیسی فوج نے بوسے کے ماتحت بڑے بڑے نمایاں کام کیئے - اور بوسے نے قلعۂ جنجی کو جو کرناٹک میں سب سے زیادہ مضبوط ہے - ۱۷۵۰ء میں ۲۴ گھنٹے کے اندر فتح کر لیا +

اب فرانسیسوں کا گورنر جنرل ڈوپلے اور اُس کا بہادر سپہ سالار بوسے بڑے ظفرمند و خورسند تھے - چنانچہ جس مقام پر ڈوپلے نے ناصر جنگ کی فوج کو شکست دی تھی - وہاں اُس نے فتح کی یادگار میں ایک مینار تعمیر کرایا - اور ایک شہر آباد کرنے کا بھی حکم دیا - جس کا نام ڈوپلے فتح آباد رکھا + اُس وقت انگریزوں کا حال بالکل خستہ و خراب تھا +

رابرٹ کلائیو

جب انگریزوں کا حال ایسا تباہ ہو رہا تھا - خدا کی قدرت سے اُن میں ایک ایسا جواں مرد اور کارداں نوجوان نمودار ہُوا - جس کی حسن لیاقت سے لڑائی کا رنگ بالکل پلٹ گیا +

اس نامور شخص کا نام رابرٹ کلائیو تھا - یہ ۱۷۲۵ء میں انگلستان کے ایک کم بضاعت شریف شخص کے ہاں پیدا ہُوا - اور اٹھارہ برس کی عمر میں ملکی خدمت کے لئے بھرتی ہو کر ہند میں آیا + اس وقت تک یہاں ملکی عہدہ داروں کو صرف معاملات تجارت ہی سے تعلق تھا - مگر کلائیو کی

طبیعت میں چالاکی اور تندی بہت تھی - اس لئے جب فرانسیسوں سے انگریزوں کی لڑائی چھڑی - تو کلائیو ملکی کام چھوڑ کر صیغۂ جنگ میں بھرتی ہو گیا - اور پانڈی چری کے اوّل محاصرے اور دیوی کوٹا کی فتح میں اُس نے بڑے جوہر دکھائے - اُس وقت لڑائی کی جو کیفیت تھی - اُس سے تو انگریزوں کی تباہی میں کچھ شک و شبہ نہ رہا تھا - مگر خدا کی کارسازی سے کلائیو کی دلیری اور عقلمندی نے انگریزوں کی ناؤ کو ڈوبتے ڈوبتے بچا لیا - اس وقت فرانسیسوں اور چندا صاحب دونو کی مشترک فوج نے ترچناپلی میں انگریزوں کا سخت محاصرہ کر رکھا تھا - اور اُن سے بچنے کی کوئی صورت نہ دکھائی دیتی تھی - کلائیو نے جھٹ مدراس کے گورنر کے پاس جا اُس کی منّت سماجت کی - کہ آپ مہربانی کرکے مجھے ترچناپلی کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے مخالفوں کے ملک پر حملہ کرنے کی اجازت دیجئے - گورنر نے اس بات کو منظور کیا - اور کلائیو چندا صاحب کے دار الریاست ارکاٹ کو فتح کرنے کے لئے مستعد ہو گیا + اس وقت اگرچہ اس کے پاس ہندوستانی اور انگریزی سپاہی سب ملا کر صرف پانسو جوان اور چند ہلکی توپیں تھیں - تو بھی نہ بڑی جوانمردی سے بجلی اور گرج کے ایک سخت طوفان میں بیدھڑک ارکاٹ پر چڑھ گیا - اس کی دلیری دیکھ کر مخالف

۲ - ستمبر ۱۷۵۱ء

دنگ رہ گئے - اور کہنے لگے - کہ یہ لوگ کس بلا کے بنے ہوئے ہیں - کہ آتش آسمانی بھی اُن پر کچھ اثر نہیں کرتی - غرض آخر اُن کے پیر اُکھڑ گئے - اور کلائیو نے ارکاٹ کو فتح کر لیا - پھر جب چندا صاحب نے اپنے بڑے لشکر میں سے جو ترچناپلی کا محاصرہ کر رہا تھا - دس ہزار سپاہ اپنے بیٹے راجہ صاحب کے ساتھ ارکاٹ کو کلائیو سے چھین لینے کے لئے روانہ کی - تو کلائیو اپنی بہت چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ جس میں اب گھٹتے گھٹتے کل ۳۲۰ جوان اور ۴ افسر رہ گئے تھے - اپنے مخالفوں کے انبوہ کثیر سے شہر کو بچانے پر مستعد ہو گیا - اور سات ہفتے تک برابر ڈٹا رہا - اس اثنا میں راجہ صاحب نے اس کو روپے کا لالچ بھی دیا - اور دھمکی بھی دی - کہ وہ کسی طرح شہر اُس کے حوالے کر دے - مگر کلائیو نے ذرا بھی پروا نہ کی + اس محاصرے میں جب ایک بار محاصرین کے پاس سامان رسد گھٹ گیا - تو ہندوستانی سپاہیوں نے حاضر ہو کر عرض کی - کہ ہم چاول پکا کر اُس کی پیچ پر تو خود گزارہ کرینگے - اور خشک سب گوروں کو دیدیا کرینگے - کیونکہ اُن کو ہم سے زیادہ مقوّی غذا درکار ہے - اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوئی - کہ کلائیو ایک ایسا نمونہ تھا - جس کو دیکھ کر اُس کے سپاہیوں میں کمال جفاکشی اور شجاعت پیدا ہو گئی تھی +

مراری راؤ مرہٹہ سردار گُٹّی جو چھ ہزار سپاہ لئے مقام امبور پر کھڑا انتظار کر رہا تھا - کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا اور نصیب کس کی یاوری کرتا ہے - کلائو کی بہادری دیکھ کر یہ کہنے لگا - کہ جس صورت میں انگریز اپنے کام میں ایسے مستعد ہیں - تو مناسب ہے - کہ ہم بھی اُن کی مدد کریں - یہ سوچ بچار کر جھٹ کلائو سے آ ملا - اور ادھر مدراس کے گورنر سانڈرس نے بھی ارکاٹ کی بہادر فوج کو کمک بھیجنے میں بڑی کوشش کی ۔ غرض راجہ صاحب نے ارکاٹ پر دانت پیس پیس کر بہتیرا حملہ کیا - مگر ایک پیش نہ گئی - اور چار سو آدمی کام آئے - آخر ناچار اُس نے محاصرے سے ہاتھ اُٹھایا - اور اپنا سا منہ لے کر اُلٹا پھر گیا - کلائو کے اس بڑے مشہور و معروف معرکے سے لوگوں کے دلوں پر انگریزوں کی بہادری کا خوب سکّہ بیٹھ گیا ۔ اب کلائو لڑائی پر لڑائی مارنے لگا - اور ڈوپلے نے جو مینار اور شہر اپنی فتح کی یادگار میں بنایا تھا - اُس کو بھی کلائو نے مارچ ۱۷۵۲ء میں مسمار کرا دیا - اور یہ اس بات کی علامت تھی - کہ گویا اُس نے ہند کی فرانسیسی حکومت خاک میں ملا دی ۔

کئی معرکوں کے بعد چندا صاحب مارا گیا - اور فرانسیسی فوج نے ۱۷۵۲ء میں سرینگم پر ترچناپلی کے قریب انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے -

اور اکتالیس توپیں بھی نذر کیں + اس کے بعد فرانس کے نا قدر شناس حکام نے ڈوپلے جیسے بہادر سردار کو ذلت کے ساتھ معزول کر کے واپس بلا لیا - اور وہ دس برس تباہ و خستہ حال رہ کر آخر فرانس کے دار الحکومت پیرس کے اندر فوت ہو گیا +

ڈوپلے کا جھگڑا اور فرانسیسیوں کی حکومت کا بالکل خاتمہ

اگرچہ اب تک فرانسیسی سپہ سالار بوسے اورنگ آباد میں صلابت جنگ صوبہ دار دکن کے ہاں رکن اعظم تھا - مگر پھر بھی فرانسیسوں کے نئے گورنر نے انگریزوں سے دب کر صلح کر لی - اور محمد علی کو جس کے حامی انگریز تھے - نواب کرناٹک تسلیم کر لیا - مگر یہ صلح چند ہی روز رہی - چنانچہ ۱۷۵۶ء میں انگریزوں اور فرانسیسوں میں پھر لڑائی شروع ہو گئی - اور یہ اخیر لڑائی تھی + کلائیو اس اثنا میں مدراس کا گورنر مقرر ہو گیا تھا - لیکن اس عہدے پر مامور ہوتے ہی اس کو بنگالے کی طرف جانا پڑا - تاکہ سراج الدولہ نے کلکتے میں بلیک ہول یعنی کابۂ تنگ و تاریک کے اندر انگریزوں کو بند کر کے اُن پر جو بے رحمیاں کی تھیں - اُن کی اُس کو قرار واقعی سزا دے + اُس وقت گورنمنٹ فرانس نے ایک نئے سردار کو جس کا نام کونٹ لالی تھا - اس لئے ہند میں بھیجا - کہ وہ کرناٹک سے انگریزوں کو نکال دے + اس نئے حاکم کی سعی سے صرف اتنا ہوا - کہ

فرانسیسوں نے مدراس کا محاصرہ کر لیا - اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکا - اور انجام کار ۱۷۵۸ء میں ناچار اُسے پانڈی چری کی طرف ہٹ جانا پڑا +

۲۔ وندواش کی جنگ

چند روز بعد ۱۷۵۹ء میں انگریزوں کی کمک آ پہنچی - اُس کا سپہ سالار کرنیل آئرکوٹ تھا - جس نے اس جنگ میں بڑے بڑے معرکے کیئے - اور خوب حق شجاعت ادا کیا + لالی اور بوسے فرانسیسی فوج لے کر وندواش پر چڑھ آئے تھے - یہ سن کر کوٹ فوراً اُدھر روانہ ہؤا - اور فرانسیسوں کو شکستِ فاش دی + اس معرکے میں بوسے قید ہو گیا - اور اب ہند میں فرانسیسی سلطنت قائم ہونے کی امید بالکل منقطع ہوئی +

تھوڑے عرصے میں کوٹ نے سب شہروں کو جو فرانسیسوں کے قبضے میں تھے - یا جن میں اُن کا بڑا دخل تھا - ایک ایک کرکے فتح کر لیا - اور پھر پانڈی چری بھی انگریزوں کے ہاتھ آ گئی - لالی قید ہو کر مدراس بھیجا گیا - اور انجام کار شہر پیرس میں اُس کا سر قلم کیا گیا - اور آخر ۱۷۶۹ء میں فرانسیسوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی بھی ٹوٹ گئی +

دوسری فصل - کلائیو کا پلاسی کی لڑائی فتح کرنا

[illegible]

جس زمانے میں یورپ کی دو نہایت زبردست قومیں یعنی انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے کرناٹک میں باہم جنگ کر رہی تھیں - کلائیو کی کاردانی اور بہادری سے بنگالے میں انگریزوں کا عمل دخل ہو گیا - اور پھر اسی سبب سے تھوڑے عرصے بعد انگریز ہندوستان کے شاہنشاہ بن گئے - مگر انگریزوں کا کبھی یہ ارادہ نہیں ہوا تھا - کہ ہم بنگالے کو فتح کریں - لیکن جب وہاں کے ایک بے رحم نوّاب نے اُن پر ایک سخت ظلم کیا - تو اُس کی بیرحمی کی خاطر خواہ سزا دینے کے لئے اُس کو ریاست سے معزول کرنا ضرور ہوا +

تیسرے باب کی پانچویں فصل میں یہ بیان ہو چکا ہے - کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد سلطنت میں ایک زبردست امیر نوّاب علی وردی خاں بنگالہ - بہار اور اُڑیسے کے وسیع صوبوں میں خود مختار ہو گیا تھا - اس نوّاب کا وقت اکثر مرہٹوں سے لڑنے بھڑنے میں صرف ہؤا - کیونکہ وہ اس کی عملداری پر بار بار چڑھ آتے اور ملک کو تباہ

کرتے تھے + آخر جب علی وردی خاں نے تنگ آکر ملک اوڑیسہ[1] مرہٹوں کے راجۂ برار کی نذر کیا - اُس وقت بنگالے میں امن ہوًا +

۲- علی وردی خاں

علی وردی خاں کو مؤرخوں نے غاصب لکھا ہے - مگر اُس نے فی الجملہ بڑی دانائی اور خوبی کے ساتھ حکومت کی - جس سے اُس کی ہندو اور مسلمان رعایا بڑی دولتمند اور خوشحال ہو گئی + کلکتے میں جو تاجران انگلستان علی وردی خاں کی عملداری میں رہتے تھے - ان سے وہ بہت سا محصول لیا کرتا تھا - اور یہ نہیں چاہتا تھا - کہ اُن کو ملک میں کچھ بھی اختیار حاصل ہو - مگر ساتھ ہی یہ بھی تھا - کہ وہ اُن کی حفاظت کرنے اور اُن کی تجارت کو ترقی دینے میں بھی حتے الوسع کوشش کرتا تھا - اس وجہ سے انگریز بھی وہ جو کچھ مانگتا تھا - اُس کے دینے میں کچھ عذر نہ کرتے تھے +

۳- سراج الدولہ

جب ۱۷۵۶ء میں علی وردی خاں کا انتقال ہو گیا - تو اس کا پوتا سراج الدولہ جو بڑا ظالم اور عیّاش تھا - نوّاب بنگالہ ہوًا + اُس نے

[1] بالاسور کے تلے تلے جس قدر اوڑیسے کا ملک ہے - وہ ۱۸۰۳ء تک مرہٹوں کے پاس رہا - پھر اس سال انگریزوں نے مرہٹوں کی دوسری لڑائی کے وقت وہ سارا علاقہ اُن سے فتح کر لیا +

اپنی ہندو رعایا پر نہایت سخت ظلم کیئے - مثلاً بڑے بڑے شریف خاندانوں کو اپنی اوباشی کے سبب بے حرمت کیا - دولتمندوں کو لوٹ لوٹ کر مفلس بنا دیا - اور بے رحمیاں کرکے سب کو ہیبت زدہ کر دیا ٭

۲- حادثہ بلیک ہول (کلکتہ بلیک ہول)

سراج الدّولہ نے جو ظلم اور ستم کیئے - اُن میں سے ایک یہ بھی تھا - کہ اُس نے ڈھاکے کے بڑے متموّل حاکم راج بلب کی دولت پر دندان طمع تیز کیئے - اور جب اُس کا بیٹا کشن داس اپنے باپ کی کچھ دولت لے کر کلکتّے بھاگ آیا - تو نوّاب نے انگریزوں کے نام حکم بھیجا - کہ اُس کو میرے حوالے کر دو ٭ کلکتّے میں جو انگریز حاکم تھا - اُس نے لکھا - کہ ہم بے گناہ شخص کو جس نے ہمارے ہاں آکر پناہ لی ہے - حوالے نہ کرینگے - نوّاب نے یہ حکم بھی دیا تھا - کہ انگریز کلکتّے کے قلعے اور فصیل کو ڈھا دیں - اور اُس کی تعمیل سے بھی حاکم کلکتہ نے انکار کیا تھا - پس اب سراج الدّولہ نے کمپنی کی کوٹھی جو اُس کے دار الرّیاست مرشد آباد کے قریب قاسم بازار میں تھی - اُس پر فوراً قبضہ کر کے لوٹ لیا - اور جس قدر انگریزی افسر وہاں اُس کے ہاتھ آئے - اُن سب کو قید کر لیا - پھر یہاں سے فارغ ہو کر کلکتّے پر چڑھ

گیا + وہاں انگریز اُس کے مقابلے کے لئے مطلق تیار نہ تھے - اس لئے اُنھوں نے اُس سے آشتی رکھنی چاہی - مگر بھلا وہ کب سنتا تھا - آخر انگریزوں نے مرہٹہ خندق کے پاس اُس کا کچھ یونہی سا مقابلہ کیا - لیکن اُن کو نوّاب کی فوج سے کیا نسبت تھی - نوّاب کے توپ خانے نے انگریزوں کے بودے مورچوں پر جو گولہ برسانا شروع کیا - تو انگریز قلعے میں چلے آئے - اور اضطراب و پریشانی میں کچھ باہم صلاح و مشورہ کرکے عورتوں اور بچّوں کو دو بڑے افسروں کے ساتھ کشتیوں پر چڑھا کر روانہ کر دیا + جب رات ہوئی - تو گورنر کلکتہ کی بھی ہمّت ٹوٹ گئی - اُس وقت صرف ایک کشتی باقی تھی - اُس پر وہ بھی سوار ہو جہازوں کی طرف چلا گیا - اور جہازوں نے لنگر اُٹھا سمندر کا رُخ کیا + اب قلعہ میں جو بیچارے سپاہی اور افسر تھے - وہ رہے - اور اُن کا نصیب +

اُنھوں نے ایک انگریز کو جس کا نام ہالول تھا - اپنا افسر مقرر کیا - اور اُس شخص نے دوسرے روز بجز اس کے کچھ چارہ نہ دیکھا - کہ نوّاب سے صلح کر لے + سہ پہر کو نوّاب کی فوج قلعے کے اندر داخل ہوئی - اور نوّاب نے ہالول کو طلب کرکے یہ کہا - تم نے مجھ سے سرکشی کی اور انگریزی کوٹھی کا روپیہ چھپا دیا - لیکن خیر ہیں تم لوگوں کو کچھ ضرر نہ پہنچاؤنگا - اس وعدے کے باوجود

اُس نے قلعے کے سارے انگریزوں کو جو ۱۴۶ شخص تھے - ایک تنگ و تار کوٹھڑی میں بند کر دیا + یہ مکان صرف ۱۸ فٹ مربّع تھا - اور روشنی اور ہوا کے لئے اُس میں صرف ایک جانب دو چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں تھیں - یا تو اُس میں صرف ایک قیدی بند ہؤا کرتا تھا - یا اب اتنے آدمی بھرے گئے -- اور موسم بھی وہ کہ خوب شدّت کی گرمی پڑ رہی تھی- غرض اُن بد بخت قیدیوں نے رات بھر ایسی تکلیف سہی - کہ بیان سے باہر ہے - اُن مصیبت کے ماروں نے دربانوں کو دھمکایا بھی - اور لالچ بھی دیا - کہ یا تو ہم کو مار ہی ڈالو - کہ اس عذاب سے چھوٹیں- نہیں تو نوّاب سے کہ سن کر کوئی اچھی جگہ بدلوا دو- مگر بے رحم نوّاب اپنی خواب گاہ میں پڑا سوتا تھا- سپاہی یا تو اُس کو جگاتے ہوئے ڈرے یا بہانہ ہی کر کے ٹال گئے + غرض وہ نامراد اسی قفس میں پڑے بلکا کئے - جب تک اُن کے بدن میں کچھ طاقت رہی - ہوا کے لئے کھڑکیوں کے پاس آئے - اور پانی کی جو دو چار مشکیں اندر پہنچ گئی تھیں - اُن میں سے چھین جھپٹ کر پانی لینے کے لئے اُنھوں نے دیوانہ وار جد و جہد کی - مگر جوں جوں اُن کی طاقت سلب ہوتی گئی - اُن کی جد و جہد بھی کم ہوتی گئی - اور آخر ضعف و ناتوانی کے عالم میں ہائے ہائے کرنے لگے - انجام کار

صبح کو ۱۴۶ آدمیوں میں سے صرف ۲۳ سسکتے ہوئے نکلے - اور باقی ۱۲۳ کی لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا - جن کے سڑ جانے سے وبا اور بدبو پھیل رہی تھی - یہ تو تحقیق نہیں - کہ نواب نے دیدہ و دانستہ اتنے بے گناہوں کا خون کیا - مگر اس میں شک نہیں - کہ اُس کو یہ گمان ہوا - کہ انگریزوں نے روپیہ چھپا دیا ہے - اور اس کی تلاش میں وہ ایسا محو ہوا - کہ اُس نے کوئی ایسی تدبیر نہ کی جس سے اُن بیچاروں کا خون ناحق نہ ہوتا - اور بہ ظاہر اُس کو اس حادثے سے کچھ افسوس و ندامت بھی نہیں ہوئی ÷ اگرچہ اُس نے نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا - اور نہ زبان سے مارنے کا حکم دیا - مگر پھر بھی یہ جو کچھ ہوا - اُسی کی شرارت سے ہوا - بس جو مکافات اُس کو ملی - وہ اُس کا سزاوار تھا ÷

کلکتے پر پھر قبضہ - سنہ ۱۷۵۷ء

بنگالے میں جب یہ حادثہ ہوا - تو اُس کی خبر فوراً مدراس میں پہنچی - اور وہاں سب لوگ گھبرا اُٹھے ÷ اتفاق سے کرنیل کلائو اور امیر البحر واٹسن جو نہایت جری افسر تھے - اُس وقت مدراس میں موجود تھے ÷ دونو یہ خبر سنتے ہی انتقام لینے پر آمادہ ہو گئے - اور نو سو گورے اور پندرہ سو تلنگے جو اس واقعہ سے جوش میں بھر آئے تھے - اور

اپنے سرداروں کے ساتھ لڑنے مرنے کو مستعد تھے۔ اُن کو اپنے ساتھ لے بنگالے کی طرف چلے۔ مگر کئی وجوہات سے راستے میں دیر لگ گئی۔ اور آخر جس وقت دسمبر ۱۷۵۶ء کو ہگلی پر آکر اُترے۔ اُسی وقت انتقام لینے پر کمر باندھ لی + پہلے تو چھوٹے ہی بج بج فتح کیا۔ پھر کلکتہ لیا۔ اس کے بعد ہلا کر کے شہر ہگلی پر قبضہ کر لیا +

نوّاب ستمگار کرناٹک کے معرکوں کی کیفیت سُن چکا تھا۔ اور میدان ارکاٹ کے شیر کرنیل کلائیو کا خوف اُس کے دل پر چھا رہا تھا۔ اس لئے جب کلائیو کلکتہ فتح کر چکا۔ تو نوّاب نے اُس سے صلح کا پیغام ڈالا۔ اور کہا۔ کہ انگریزوں کا جو کچھ منصب و مرتبہ پہلے تھا۔ وہی اب بھی رہیگا + واٹسن نے جو ایک کھرا آدمی اور پُرانا تجربہ کار افسر تھا۔ بلیک ہول جیسے حادثۂ عظیم کے برپا کرنے والے سے صلح کرنی منظور نہ کی۔ اور یہ کہا۔ کہ ایسے موذی کو خوب طرح سزا دئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ مگر کلائیو نے مصلحت ملکی کے خیال سے صلح کر لینی مناسب سمجھی۔ اور اب بنگالے سے فرانسیسی حکومت کو مار بھگانے کا موقع کلائیو کے ہاتھ لگا۔ چنانچہ وہ اس سے نہ چُوکا۔ لیکن نوّاب کو یہ منظور نہ تھا۔ اس لئے وہ مزاحم ہوا۔ اور نیز فرانسیسیوں کو روپے اور سپاہ دونو سے مدد دیتا رہا۔ مگر کلائیو چندر نگر

بر جا ہی چڑھا - اور امیر البحر واٹسن کے بیڑے کی کمک سے مئی ۱۷۵۷ء میں اس کو فتح کر لیا +

۴- سراج الدولہ کے خلاف سازش

سراج الدولہ کے مجنونانہ ظلم و تعدّی سے اُس کی ہندو رعایا بہت ہی تنگ آ گئی تھی - آخر یہاں تک نوبت پہنچی - کہ اُنہوں نے نوّاب کے غارت کرنے کے لئے ایک بڑی زبردست سازش کی - جس کے سرغنہ راجہ رائے دُرلب نوّاب کا خزانچی اور جگت سیٹھ ہند کا نہایت بڑا ساہوکار تھے - نوّاب کا سپہ سالار میر جعفر اور اور بہت سے مسلمان جو نوّاب کی حرکتوں سے بہت ناراض تھے - وہ بھی اس سازش میں شامل ہوئے - اور انگریز بھی بخوشی شریک ہو کر اُن کے معاون بنے - اس معاملہ میں واٹسن رزیڈنٹ مرشد آباد انگریزوں کا گویا وکیل تھا + اصل یہ ہے - کہ کرنیل کلائیو کیا بلکہ کلکتے کی کونسل کے سارے ممبروں کا اس بات میں اتفاق تھا - کہ جب تک سراج الدولہ کا دم میں دم باقی ہے - انگریز بنگالے میں امن و امان سے نہیں رہ سکتے + غرض سراج الدولہ کے برخلاف یہ بھاری سازش قائم ہوئی اور یہ قرار پایا - کہ میر جعفر نوّاب بنگالہ مقرر کیا جائے - اور وہ انگریزوں کو شکریئے میں اُن کے سارے نقصانوں کا کافی عوض اور اُن کی اعانت کا عمدہ صلہ نذر

کرے +

اوما چند بنگالی جو ایک بڑا فطرتی شخص تھا۔ اور نواب اور انگریزوں کے باہم معاملات بھگتایا کرتا تھا۔ وہ بھی اس سازش میں بڑی سرگرمی کے ساتھ مصروف تھا۔ مگر جب سب کچھ بخت و پز ہو چکی۔ تو عین تنت کے وقت اوما چند یہ رنگ لایا۔ کہ یا تو کام بننے پر مجھ کو تیس لاکھ روپیہ دو۔ اور اس کا اطمینان اب کر دو۔ ورنہ میں جاکر نواب کے سامنے بھانڈا پھوڑ دیتا ہوں + یہ سن کر کلائو اور سارے سازش کرنے والوں کی امید ٹوٹ گئی۔ اور آخر وہ اس پر اُتر آئے۔ کہ اوما چند سے فریب کیجیئے۔ اور کسی طرح اس مشکل کو ٹالیئے۔ اس لئے انگریزوں کا میر جعفر سے جو عہد و پیمان ہوا۔ وہ دو کاغذوں پر لکھا گیا۔ ایک تو سفید کاغذ پر جو اصلی اور صحیح تھا۔ اور اُس میں اوما چند کا کچھ ذکر نہ تھا۔ دوسرا سُرخ کاغذ پر جو جھوٹا اور نادرست تھا۔ اور اُس میں اوما چند کو روپیہ دینے کا اقرار درج ہوا۔ یہی کاغذ اُس بد عہد کو دکھایا گیا + غرض اس دغا سے کام تو نکل گیا۔ مگر کلائو کے نام پر ہمیشہ کے لئے ایک بڑا دھبّا رہا + واٹسن جس نے پہلے سراج الدّولہ کے ساتھ زمانہ سازی کرکے دکھاوے کی صلح کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور اس طرح اپنا کھرا پن سب پر ظاہر کر دیا تھا۔ اب بھی

اُس نے جعلی کاغذ پر دستخط کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے اُس کے دستخط اوروں نے بنا دئے + اب کلائو نے نوّاب کو صاف لکھ بھیجا۔ کہ ہم کو جس قدر تکلیفیں ہیں۔ اُن کو رفع کر دو۔ اور میں بھی فوج لئے آتا ہوں۔ تاکہ اگر۔ لوں بندوبست نہ ہو۔ تو تلوار کے زور سے ہو جائے۔ اور یہ لکھتے ہی کچھ فوج لے چندر نگر سے چل کھڑا ہوا + اس کے پاس پورے تین ہزار جوان بھی نہ تھے۔ اور نوّاب کے پاس ساٹھ ستر ہزار پیادہ و سوار اور بہت سا توپ خانہ تھا۔ اب جوں جوں کلائو نوّاب کے لشکر کی طرف بڑھتا آتا تھا۔ میر جعفر کا دل کچّا ہوتا جاتا تھا۔ چنانچہ ادھر تو اُس نے انگریزوں سے خط و کتابت موقوف کر دی۔ اور اُدھر نوّاب کے سامنے حلف اُٹھا لیا۔ کہ میں آپ سے دغا نہ کرونگا + جب کلائو نے یہ رنگ دیکھا۔ تو اپنے افسروں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ کہ دشمن کی جمعیّت اور قوّت ہم سے جس قدر زیادہ ہے۔ اُس کا حال تم جانتے ہو۔ اب یہ کہو۔ کہ اس وقت لڑنا مصلحت ہے۔ یا کسی عمدہ موقع کا انتظار کرنا چاہیئے + تیرہ افسروں کی رائے تو یہ ہوئی۔ کہ یہ موقع اچھا نہیں ہے۔ اور جب تک اچھا موقع ہاتھ نہ لگے۔ توقف کرنا بہتر ہے + کلائو بھی اسی زمرہ میں تھا۔ اور باقی سات افسروں کا اس پر اتّفاق تھا۔ کہ بے تامل

ابھی لڑنا چاہئے - اس فریق کا سردار آئر کوٹ تھا +

پلاسی کی لڑائی ۱۷۵۷ء

کلایُو نے کونسل کو تو برخاست کیا - اور آپ ایک باغ میں جو قریب تھا - اکیلا ٹہلنے لگا - اور گھنٹہ بھر خوب طرح سوچ بچار کرنے کے بعد اُس کی رائے بھی اسی طرف ڈھلی - کہ کوٹ کی تجویز بہت ٹھیک ہے - ہمّت مرداں مدد خدا - جو کچھ ہو سو ہو - غنیم پر ابھی دھاوا کرو - چنانچہ صبح گجردم اپنے جوانوں کو ساتھ لے دریا پار ہُوا - اور دن نکلتے مقام پلاسی کے میدانوں اور باغوں پر جہاں نوّاب کا لشکر پڑا ہُوا تھا - آ پہنچا +

اوّل اوّل انگریزی فوج نے خود حملہ نہیں کیا - صرف نوّاب کی فوج کے وار خالی دیتی رہی - یعنی اُس طرف سے جو سوار اُس پر حملہ کرتے تھے - اُن کو پیچھے ہٹاتی اور کبھی گولے مارتی رہی +

میر جعفر ہنوز حالت تذبذب میں تھا - مگر جب نوّاب کے چند بڑے بڑے افسر میدان میں کام آچکے - اُس وقت میر جعفر کی فوج نوّاب کی فوج سے کچھ کترا کر الگ ہوتی ہوئی دکھائی دی + یہ دیکھتے ہی کلایُو نے ترت اپنی ساری فوج کا بلّا بول دیا - اور ایسا دبایا - کہ دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے + سراج الدّولہ ایک تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر دو ہزار سوار ساتھ لے مرشد آباد بھاگ گیا -

اور میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ پلاسی کی اس بڑی لڑائی سے جو ۲۳ - جون ۱۷۵۷ء کو وقوع میں آئی - انگریز اول تو بنگالے کے اور انجام کار سارے ہند کے بادشاہ ہو گئے - اس لڑائی میں انگریزوں کے صرف ۲۲ آدمی مارے گئے - اور پچاس زخمی ہوئے۔

جب میر جعفر نے دیکھا - کہ انگریزوں کی فتح ہوئی - تو کھلم کھلا اُن سے آ ملا - انگریزوں نے اُس کی لغزش کا کچھ خیال نہ کیا - بلکہ اُس کو صوبجات بنگالہ - بہار اور اوڑیسے کا نواب تسلیم کر لیا - سراج الدولہ بھیس بدل کر مرشد آباد سے بھی بھاگ گیا - اور انگریزوں نے وہاں قبضہ کر لیا - آخر ایک ہندو نے جس کے سراج الدولہ نے کان کٹوا ڈالے تھے - اُس کو پہچان کر پکڑوا دیا۔ جب وہ نواب میر جعفر کے روبرو آیا - تو اُس نے اُس کے قتل کرانے میں تامل کیا - مگر اُس کے بیٹے میرن نے اُس کو مروا ڈالا۔

عہدنامے میں جو کچھ قول قرار ہوئے تھے - اب اُن کے پورا کرنے کا وقت آیا - چنانچہ کمپنی اور انگریزی تاجروں اور کلکتے کے ہندوستانی اور ارمنی سوداگروں کا جو نقصان کلکتے کی لوٹ کے وقت ہُوا تھا - اُس کے عوض اُن کو بہت سا روپیہ ملا - اور بڑی اور بحری فوج اور اُس کے افسر جن میں کلائیو اور واٹسن اور کونسل کے ممبر بھی شامل

تھے۔ اُن کو بھی لوٹ کے مال میں سے حصّہ ملا۔ اوما چند بھی بیٹھا بیٹھا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا۔ کہ اب مجھ کو بھی تیس لاکھ روپیہ ملیگا۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد اُس کے کان کھول دئے گئے۔ کہ تمہارا کچھ حق نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی وہ سُن ہوگیا۔ اور ہوش و حواس اُڑ گئے۔ مگر پھر کلائیو نے اس کی سفارش کی۔ کہ اس شخص سے بہت کچھ کام نکلینگے۔ اس لئے اس کو جواب صاف دینا مناسب نہیں ٭

تیسری فصل - کلائیو کا انتظام اور بادشاہِ دہلی کی طرف سے بنگالہ کی خدمتِ دیوانی کا کمپنی کے نام مقرر ہونا

کلائیو دوبار بنگالے کی انگریزی آبادیوں کا گورنر مقرر ہوا۔ جن میں سے اوّل دفعہ تو وہ تین برس ۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۰ء تک اس عہدے پر رہا۔ اور دوسری دفعہ ۱۷۶۵ء سے ۱۷۶۷ء تک صرف اٹھارہ مہینے ٭ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ جب کلائیو ۱۷۵۷ء میں بنگالے آیا۔ اُس وقت وہاں

انگریزوں کا کام بالکل بگڑ رہا تھا - اور انگریزی سوداگر اور عہدہ دار وہاں سے نکال دئے گئے تھے - مگر پھر جب وہ ۱۷۶۰ء میں بنگالے سے رخصت ہوا - تو اس میں کچھ شک نہیں - کہ اُس وقت وہ ہند میں نہایت زبردست حاکم تھا - اور انگریز بنگالے بہار - اوڑیسے کے قطعی مالک تھے - اور بادشاہ دہلی بھی اس امر کو بخوبی تسلیم کر چکا تھا +

کلائیو گورنر بنگال

۱۷۵۷ء میں کلائیو کو کمپنی کے ڈائرکٹروں نے بنگالے کی بستیوں کا پہلا گورنر مقرر کیا - اُس وقت دو طاقتیں بڑی زبردست تھیں - شمال مغرب کی طرف شہزادہ عالی گوہر جو بعد میں شاہ عالم کہلایا - افغان اور مرہٹوں کا ایک لشکر لیکر بنگال کے صوبہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھا - اور نواب وزیر والئے اودھ اُس کی مدد پر تھا - جنوب کی طرف لالی اور بوسے کے ماتحت فرانسیسی سپاہ بھی مدراس میں انگریزوں پر اپنا رعب ڈال رہی تھی - کلائیو کا نام دونو کو ڈراتا تھا - بنگالے کا نواب میر جعفر شہزادے کو روپیہ دے کر ٹالنا چاہتا تھا - اُس نے پہلے پٹنے پر قبضہ کر لیا تھا - لیکن کلائیو ۴۵۰ انگریزوں اور ۲۵۰۰ دیسی سپاہیوں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوا - اور مغل سپاہی لڑائی کے بغیر ہی تتر بتر ہو گئے - اسی سال کلائیو نے کرنیل فورڈ کے ماتحت فوج روانہ کی اور اُس نے

فرانسیسوں سے سیسپٹم (سرینگ پٹم) - جو ساحل مدراس پر واقع ہے - چھین لیا - اور شمالی علاقوں اور نظام حیدر آباد پر ہمیشہ کے لئے اپنا رعب بٹھا لیا - کلائو نے پھر ولندیزوں پر حملہ کیا - کیونکہ صرف یہی قوم انگریزوں کے مقابل ہو سکتی تھی - اس کو بحری اور بری شکست دی - اور اُس وقت سے اُن کی بستی چنسرا صرف نام کو ہی رہ گئی ✦

میر جعفر

پلاسی کی لڑائی کے بعد میر جعفر بنگالے کا نوّاب ہُوا - مگر وہ تو صرف نام کا ہی نوّاب تھا - در حقیقت کلائو نوابی کرتا تھا - یعنی جو کچھ وہ کہتا تھا - وہی میر جعفر بجا لاتا تھا - جب تک کلائو ہند میں رہا - اُس کی یہی کیفیت رہی - اور جب کبھی میر جعفر پر کوئی غنیم چڑھ کر آتا تھا - تو اُس کے مقابلے کو بھی کلائو ہی جاتا تھا - چنانچہ جب ایک بار مرزا عالی گوہر نے جو بعد میں شاہ عالم ثانی کے لقب سے مشہور ہُوا - صوبۂ بہار پر حملہ کیا - تو کلائو نے انگریزی فوج بھیج کر اُس کو پٹنے کے قریب شکست دی - اور اُس کو اور اُس کے مددگار نوّاب وزیر والئے اودھ کو وہاں سے بھگا دیا ✦ یہ پٹنے کی پہلی لڑائی تھی - حاصل کلام یہ ہے - کہ کلائو تو بنگالے کی حکومت کرتا تھا - اور میر جعفر مرشد آباد میں بڑا عیش اُڑاتا تھا ✦

کلائو تین برس بنگالے کی گورنری کر کے پانچ سال ۱۷۶۰ء سے ۱۷۶۵ء تک کے لئے ولایت چلا گیا۔ اور اُس کی جگہ وین سٹارٹ گورنر ہؤا + اُس نے اور اُس کی کونسل نے جب یہ دیکھا۔کہ نواب بڑا فضول خرچ ہے۔ اور اندھا دھند روپیہ اُڑاتا ہے۔ مگر انگریزوں کا روپیہ ادا کرنے میں لیت و لعل کرتا ہے۔ تو اُنھوں نے اُس کو معزول کر کے اُس کی جگہ اُس کے بھتیجے میر قاسم کو مقرر کر دیا۔جس کی مفصل کیفیت آگے بیان کی جائیگی۔ لیکن کچھ عرصے بعد کلکتے کی کونسل نے اُس کو بھی مسند سے اُتار کر پھر میر جعفر ہی کو نواب بنایا۔ اور اس عنایت کی عوض میں اُس سے زر کثیر لیا + جنوری ۱۷۶۵ء میں میر جعفر انتقال کر گیا۔ اور اُس کی موت کا باعث کسی قدر یہ بھی ہؤا۔کہ کلکتے کے انگریز جو اُس سے آئے دن ہزاروں روپے مانگتے تھے۔ اُس سے اُس کی جان عذاب میں آ گئی تھی + میر جعفر کی وفات کے بعد کونسل نے اور روپیہ لے کر اُس کے بیٹے ناظم الدولہ کو مسند پر بٹھا دیا + اس شخص پر صوبہ دارئے بنگالہ ختم ہوئی۔کیونکہ اُس کے عہد میں بادشاہ دہلی نے صوبۂ بنگالہ کی دیوانی ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی۔ کمپنی کی بلوں تو ایک مدت سے بنگالے میں حکومت تھی۔مگر اب بادشاہ کی طرف سے دیوانی کا فرمان

عطا ہونے سے وہ حسب ضابطہ بھی حاکم بنگالہ ہوگئی ٭

(میر قاسم ۱۷۶۰ع)

جب میر قاسم اپنے چچا میر جعفر کی جگہ بنگالے کا نواب مقرر ہوا۔ تو اُس نے ۱۷۶۰ع میں تین ضلعے بردوان۔ میدنی پور اور چاٹ گاؤں انگریزوں کی نذر کئے ٭ یہ نواب بڑا ہوشیار اور مستقل مزاج تھا۔ اُس نے یہ ارادہ کیا۔کہ انگریز جنہوں نے اُس کو حکومت دلوائی تھی۔ اُن کی تابعداری سے اپنے تئیں آزاد کرے۔چنانچہ اول چال تو وہ یہ چلا۔کہ مرشد آباد جو کلکتے سے قریب تھا۔ وہاں سے اُس نے اپنا دارالحکومت منگیر میں بدل ڈالا۔تاکہ انگریزوں سے وہ دور رہ کر چپکے چپکے تیاریاں کرے۔ پھر دوسری تدبیر یہ کی۔کہ فوج بھرتی کرکے اُس کو فرنگیوں کی طرح قواعد سکھانے لگا ٭

(شاہ عالم [illegible] ۱۷۶۱ع)

اس وقت شاہ عالم ثانی نے صوبۂ بہار پر مستقل قبضہ کر لینے کا ازسرِ نو قصد کیا۔ مگر کرنیل کارنک نے پھر پٹنے کے پاس اُس کو شکست دی ٭ لڑائی کے بعد بادشاہ کارنک کے ساتھ پٹنے آیا۔ وہاں میر قاسم نے اُس کے حضور میں اظہار اطاعت کیا۔ اور بنگالہ۔ بہار اور اوڑیسے کی صوبہ داری کا خلعت پایا ٭

پٹنے میں قتل عام

کچھ عرصے بعد میر قاسم اور انگریزوں میں بر ملا تکرار ہوگئی - اوّل اوّل تو نوّاب حق بجانب تھا - اور کونسل کے انگریزوں کی طرف سے اُس کے ساتھ بے انصافی اور سختی ہوتی تھی + میر قاسم نے نواب وزیر والئے اودھ سے مل کر سازش شروع کی - کمپنی کے نوکروں نے بنگال میں اپنی تجارت کا حق ظاہر کیا - اس دعوے سے نوّاب کی چنگی کے افسروں اور دیسی سوداگروں میں جھگڑے شروع ہو گئے - اور سوداگروں نے یہ ظاہر کیا - کہ وہ کمپنی کے نوکروں کی جگہ کام کرتے ہیں - نوّاب کا بیان تھا - کہ اُس کے اختیارات کو ہر جگہ بر طرف کیا جاتا ہے - کونسل کے بہت سے ممبروں نے اُس کی شکایت کو نہ سنا - مگر گورنر وینسٹارٹ اور وارن ہیسٹنگز نے جو اس وقت ایک چھوٹا ممبر تھا - عہد و پیمان کرانے چاہے - مگر اُس سے نقصان ہوُا - نوّاب کے افسروں نے انگریزی کشتی پر گولہ باری شروع کی - اور انگریزوں کے برخلاف بغاوت کھڑی ہو گئی - پٹنے میں ۲۰۰۰ سپاہی مارے گئے - اور تقریباً ۲۰۰ انگریز جو بنگالے کی مختلف جگہوں میں مقیم تھے - مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور قتل ہوئے - اس کے بعد فوج انگریزی نے دھاوا کرکے پٹنہ فتح کر لیا - مگر میر قاسم وہاں سے اودھ کی طرف بھاگ گیا - اور

اُس نے نوّاب وزیر والئے اودھ - اور شاہ عالم بادشاہ دہلی کے پاس جا کر پناہ لی + ان دونو نے میر قاسم کی مدد کے لئے کمر باندھی - تینوں اکٹھے ہو کر پٹنے کی طرف آئے - مگر اُدھر سے انگریزی فوج نے اُن کو ہٹا دیا - پھر اُنہوں نے بکسر پر دریائے سون کے قریب مورچے باندھے - اور اکتوبر ۱۷۶۴ء کو میجر منرو کی فوج سے اُن کی لڑائی ہوئی - جس میں اُنہوں نے شکست فاش کھائی - اور انگریزوں نے مخالفوں کی ۱۶۰ توپیں چھین لیں +

۵- بادشاہ کی طرف سے بنگالہ کی دیوانی کمپنی کو عطا ہوئی +

اس فتح سے بڑے عمدہ نتیجے پیدا ہوئے - یعنی نوّاب وزیر والئے اودھ جو نام کو تو شاہ عالم ثانی کا تابعدار تھا - مگر حقیقت میں ایک مدّت سے نہ صرف اودھ بلکہ ساری سلطنت مغلیہ کا مالک و مختار بن رہا تھا - اس لڑائی سے بالکل پست ہو گیا - اور اُس کے بعد اُس نے بھی ناچار انگریزوں کے لطف و کرم کا دامن پکڑا + اس طرح انگریز اب وسط ہندوستان کے بھی مالک ہو گئے - پھر بادشاہ بھی خود انگریزوں کے لشکر میں چلا آیا - اور اس بات کا خواہاں ہوا - کہ انگریزوں کی مدد سے دہلی میں اُس کی سلطنت کو استحکام ہو جائے + جب کلائیو رخصت لے کر ولایت

چلا گیا۔ تو کلکتے کے انگریزی حاکم بڑے بدنیت ہو گئے۔ کونسل کے ممبر اپنے ملک کے فائدے کی نسبت ذاتی فائدے اور دولت کھینچنے کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ پس کمپنی نے جب یہ صورت دیکھی۔ تو ہر چند وہ کلائیو کی اگلی خدمات سے کچھ خوش نہ تھی۔ تو بھی ان خرابیوں کے انسداد کے لئے اُس کو کلائیو سے بہتر اور کوئی آدمی نہ سوجھا۔ چنانچہ اُس نے کلائیو سے کہا۔ کہ آپ ایک دفعہ اور ہند جائیں۔ اور وہاں کے انتظام میں جو خرابیاں پڑ رہی ہیں۔ اُن کی بخوبی اصلاح کریں ✦ کلائیو نے اوّل تو یہ بات منظور نہ کی۔ مگر آخر اُس نے کمپنی کا حکم مان لیا۔ چنانچہ ۱۷۶۵ء میں پھر کلکتے آیا۔ اور آتے ہی حسب منشاے کمپنی یہ حکم جاری کیا۔ کہ کمپنی کا کوئی ملازم نذر بھینٹ نہ لے۔ اور زیادہ تر پختگی کے لئے سب سے اقرار نامے لکھوا لئے۔ کہ ہم اس قاعدے کے پابند رہینگے ✦ اس قضئے سے نبٹ کر کلائیو الہ آباد کو روانہ ہوا۔ وہاں انگریزی فوج جمع تھی۔ اور شاہ عالم اور شجاع الدولہ جرنیل کارنیک کے لشکر میں موجود تھے۔ اور عہد نامے کی التجا کر رہے تھے ✦ کلائیو نے آکر اس معاملے کا بھی فیصلہ کیا۔ یعنی اودھ میں شجاع الدولہ کو اس شرط پر بحال کیا۔ کہ وہ سرکار انگریزی

کا دوست وفادار رہے - اور اضلاع کورا و الٰہ آباد بادشاہ کو دے دئے + پھر شاہ عالم نے ۲۱ لاکھ روپے سال کے عوض صوبۂ بنگالہ - بہار اور اوڑیسے کی دیوانی انگریزوں کو عطا کی + اس لقب سے ظاہر ہیں تو صرف یہ مراد تھی - کہ انگریز ان صوبوں کی آمدنی تحصیل کیا کریں - مگر حقیقت یہ ہے - کہ ان صوبوں کی ساری حکومت انگریزوں کے قبضے میں آگئی - اس میں شک نہیں - کہ جو اختیار بادشاہ نے آج انگریزوں کو عطا کیا - وہ اُن کو واقعہ میں بہت پیشتر سے حاصل تھا - مگر پھر بھی فرمان شاہی کی رو سے اس کا عطا ہونا ایک بڑی بات تھی - کیونکہ پہلے وہ ایک جائز طور سے ان صوبوں کے حاکم نہ تھے - اور اب ان کو سند شاہی حاصل ہو گئی + یہ امر اہم ۱۲ - اگست ۱۷۶۵ء کو وقوع میں آیا - اور اس کے چند ہی روز بعد نواب بنگالہ کو انتظام ملکی سے دست بردار ہو کر ایک پنشن بیش قرار منظور کرنی پڑی +

مرشد آباد میں بھی ایک برائے نام نواب رہتا تھا - جس کو انگریزوں کی طرف سے ۹ - لاکھ روپیہ سالانہ ملا کرتا تھا - اس رقم کا اضعف وہ بادشاہ دہلی کو بنگالہ - بہار اور اوڑیسہ کا خراج دیا کرتا تھا - یہ ایک طرح کی دو عملی تھی - انگریز تو بنگالہ -

بہار اور اوڑیسہ کا محصول وصول کیا کرتے تھے۔ اور لشکر کو درست حالت میں رکھتے تھے۔ اور نواب کو فوجداری اختیارات حاصل تھے۔ گویا کمپنی دیوان تھی۔ اور نواب نظام تھا۔ محصول کا اکٹھا کرنا ۱۷۶۵ء سے ۱۷۷۲ء تک دیسی افسروں کے ہی ہاتھ میں رہا ٭

۱۷۶۵ء-۱۷۶۷ء کی اصلاحیں

اس کے بعد کلائو کوئی چند ہی مہینے اور ہند میں رہا۔ مگر اس عرصے میں اُس نے بڑی سرگرمی کے ساتھ حکومت انگریزی کے انتظام میں اصلاحیں کیں۔ اور یہی اُس کے ہند میں دوبارہ آنے کی غرض تھی۔ چنانچہ اوّل تو اُس نے افسران فوج کے وسائل منفعت کم کئے۔ اور جب کوئی دو سو افسرانِ جنگی نے ایکا کرکے اُس کی مخالفت کی۔ تو اُس نے بڑے استقلال کے ساتھ اُس کو رفع کیا۔ پھر ملازمان کمپنی نے (جو اپنی ذاتی تجارت کیا کرتے تھے) اُس کے انسداد کے لئے بڑی سخت تدبیریں کیں ٭

یہ سب کام کرکے کلائو ۱۷۶۷ء میں ہند سے رخصت ہُوا۔ اور پھر ادھر کا قصد نہیں کیا ٭ دو برس پہلے جب وہ ولایت سے آیا تھا۔ اُس وقت کی نسبت اب وہ زیادہ تنگدست ہو کر گھر گیا۔ مگر ولایت میں اُس کی بڑی تعظیم و تکریم

ہوئی + اس نے ہند میں جو اصلاحیں کی تھیں۔
اُن کے سبب اُس کے بہت دشمن ہوگئے تھے۔
چنانچہ جن کو اُس نے سزا دی تھی۔ یا جن کے
بڑے منصوبے توڑے تھے۔ وہ سب کے سب
اُس کے درپے ہوگئے۔ اور اُس وقت کمپنی کے
ممبران منتظم نے جیسا چاہیئے تھا۔ ویسا اُس
کا ساتھ نہ دیا۔ مگر آخر میں پارلیمنٹ کی یہ
رائے ہوئی۔ کہ کلائیو نے اپنے ملک کے فائدے
کے لئے بڑے بڑے عمدہ کام انجام دئے ہیں۔
اس سبب سے وہ سارے الزاموں سے بری
ہو گیا۔ اور اپنے حریف ڈوپلے سے دس برس بعد
سنہ ۱۷۷۴ع میں مر گیا +

ساتواں باب

سلطنت انگلشیۂ ہند

پہلی فصل - وارن ہیسٹنگز

ہند کا اوّل گورنر جنرل

۱ - دو عملی کی مضرتیں

جب کلائو ہند سے چلا گیا - تو ورلسٹ بنگالے کا گورنر مقرر ہوا - اور اُس کے بعد سنہ ۱۷۷۲ء تک کارٹیئر اسی عہدے پر ممتاز رہا - اس عرصے میں بنگالے میں دو عملی رہی - یعنی نواب کے اہلکاروں کا بھی حکم چلتا تھا - اور کمپنی کے افسروں کا بھی - اس دو عملی سے بڑی بے انتظامی اور بے ایمانی پھیل رہی تھی - رعایا کا جدا نقصان ہوتا تھا - اور سرکاری آمدنی میں الگ غبن کیا جاتا تھا - اگر فائدہ تھا - تو افسران سرکاری کا تھا - کہ وہ بے تامّل مال جمع کرتے تھے - یہ دیکھ کر کمپنی اس دو عملی کے رفع کرنے پر مستعد ہوئی - چنانچہ اس کام کے لیئے انہوں نے وارن ہیسٹنگز کو سنہ ۱۷۷۲ء میں بنگالے کا گورنر مقرر کرکے بھیجا - اور کمپنی کو دلواتے

صوبۂ بنگالہ کی حیثیت سے جو اختیارات حاصل تھے - وہ سب اُس کو تفویض کیئے ÷

وارن ہیسٹنگز ۱۷۳۲ء میں پیدا ہُوا - اور ۱۸ برس کی عمر میں کمپنی کی ملازمت میں بھرتی ہوکر آیا - ۴۰ برس کی عمر میں گورنر بنگال مقرر ہُوا - اور ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی لڑائی کے بعد مرشد آباد میں ملکی معاملات پر مامور ہُوا - ۱۷۶۱ء میں کلکتے کی کونسل کا ممبر ہُوا - اور ۱۷۶۴ء میں ولایت واپس چلا گیا ÷

وارن ہیسٹنگز پہلے بھی بنگالے میں ایک مدت تک بڑے بڑے ملکی عہدوں پر مامور رہ چکا تھا - اور پھر مدراس کی کونسل کا ممبر ہوگیا تھا - اور ان خدمتوں پر اُس سے کارہائے نمایاں ظہور میں آگئے تھے - اب جو وہ بنگالے کا گورنر مقرر ہوکر آیا - تو آتے ہی اُس نے مرشد آباد کی جگہ کلکتے کو حکومت انگریزی کا صدر مقام بنایا ÷ دیوانی اور فوجداری کی نئی عدالتیں قائم کرنے کا انتظام کیا - اور ایک نیا مجموعۂ قوانین تیار کرنے میں مشغول ہُوا ÷

روہیلوں سے انگریزوں کی لڑائی

وارن ہیسٹنگز دو برس تک تو بنگالے کا گورنر رہا - اور پھر ۱۷۷۴ء میں کمپنی کے کل علاقۂ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوگیا ÷ اس کے عہد گورنری کا نہایت مشہور واقعہ روہیلوں کی لڑائی ہے - اور اُس کی کیفیت یہ ہے - کہ روہیلوں نے جو پٹھانوں کی قوم میں سے ہیں -

محمد شاہ کے عہدِ سلطنت کو ضعیف دیکھ کر ہند کا ایک صوبہ جو اودھ کے شمال مغرب میں واقع ہے - اور اب اُن کے نام سے رُہیلکھنڈ مشہور ہوگیا ہے - فتح کرکے اُس پر قبضہ کر لیا تھا + کچھ عرصے بعد جب ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں نے اس صوبے پر حملہ کیا - تو نوّاب وزیر والئے اودھ کا قول ہے - کہ رُہیلوں نے مجھ سے مدد مانگی - اور یہ کہا - کہ اگر تم ہم کو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچاؤگے - تو ہم تم کو چالیس لاکھ روپیہ دینگے + اس کے تیسرے برس مرہٹے رُہیلکھنڈ سے چلے گئے - پس نوّاب وزیر نے رُہیلوں سے چالیس لاکھ روپے کا دعوےٰ کیا - مگر اُنھوں نے یہ جواب دیا - کہ ہم نے کچھ اقرار نہیں کیا تھا - اس پر نوّاب اودھ نے وارن ہیسٹنگز کی طرف رجوع کی - اور ہیسٹنگز کو نوّاب کی بات کا یقین آگیا + غرض انجام یہ ہُوا - کہ تھوڑی سی انگریزی فوج نے رُہیلکھنڈ میں جاکر رُہیلوں کو شکست دی - ور اُن کا ملک چھین کر نوّاب اودھ کے حوالے کر دیا - اور اُس کے صلے میں نوّاب نے وہ چالیس لاکھ روپے مع کل مصارفِ جنگ سرکار انگریزی کو دے دیا +

۳- ہیسٹنگز کی [illegible]

لارڈ ہیسٹنگز کا اصلی مدعا یہ تھا - کہ کسی نہ کسی طرح روپیہ حاصل کرے اور کمپنی کے علاقوں کو دوسروں کے حملوں سے بچائے - بنگال

کی سرحد سے تھوڑے فاصلے پر پُرانی مغلیہ سلطنت کے صوبہ داروں نے خود مختار ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ جن میں سے اودھ بڑی زبردست تھی۔ مرہٹے شمالی ہند کے مالک بنے ہوئے تھے۔ اور بادشاہ دہلی صرف برائے نام اُن کے ماتحت تھا۔ وارن ہیسٹنگز نے نواب اودھ کو اس خیال سے دوست بنانا چاہا۔ کہ اگر مسلمانوں کی ریاستیں زبردست ہو جائیں۔ تو مرہٹے بنگال پر حملہ آور نہ ہو سکینگے۔ مگر یہ ریاستیں کچھ یونہی سی تھیں۔ اس لئے یہ تدبیر کچھ کارگر نہ ہوئی۔ اور گورنر جنرل کو انگریزی علاقہ دریائے گنگا سے پار بڑھانا اور اُن ریاستوں کو قابو میں لانا پڑا۔ ہیسٹنگز نے بنگال سے بہت سا روپیہ حاصل کیا۔ نواب بنگال کی آمدنی اُس کی زندگی میں ہی کم کر دی گئی تھی۔ اور اُس کے مرنے کے بعد جب اُس کا چھوٹا بیٹا نواب ہوا۔ تو اور بھی تخفیف کی گئی۔ ہیسٹنگز نے دربار دہلی کا خراج جس کو کلائیو نے بنگال عطا ہونے کے عوض میں دینا منظور کیا تھا۔ اس لئے بند کر دیا۔ کہ بادشاہ مرہٹوں کے قبضے میں تھا۔ اور اس کو روپیہ دینا گویا مرہٹوں کو ہی روپیہ دینا تھا۔ اور وہ انگریزوں کے دشمن تھے۔ گورنر جنرل جانتا تھا۔ کہ اگر اُن کو مغلوب نہ کیا گیا۔ تو وہ زبردست ہوتے جائینگے۔ گنگا کی وادی کی علیحدگی پر کلائیو نے کورا اور الٰہ آباد شاہِ عالم کو دلئے تھے۔ بادشاہ نے اب وہ مرہٹوں کو دے دلئے۔ گورنر جنرل نے اس وجہ سے کہ ایسا کرنے سے بادشاہ نے اپنا حق

زائل کر دیا ہے۔ اُن کو نواب وزیر والئے اودھ کے پاس فروخت کر دیا۔ اس ترکیب سے کمپنی کے خرچ میں تقریباً ساڑھے سات کروڑ روپیہ کی تخفیف ہوگئی +

ریگیولیٹنگ ایکٹ

جب انگلستان کی پارلیمنٹ نے لندن میں ہند کی حکومت انگریزی کی بہت سی بے انتظامیاں اور خرابیاں سنیں۔ تو یہاں کے انتظام کی اصلاح اور بہتری کے لئے ایک نیا قانون مرتب کیا۔ جس کا نام رگیئو لیٹنگ ایکٹ یعنی قانون انتظامی تھا۔ یہ قانون ۱۷۷۳ء میں منظور ہوکر دوسرے برس جاری ہؤا۔ اس سے جو جو تغیر و تبدل ہوئے۔ اُن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ بنگالے کا گورنر ہند کے کل انگریزی علاقوں کا گورنر جنرل ہؤا کرے۔ اور چار ممبروں کی کونسل کے صلاح مشورے سے اُن سب علاقوں پر حکمرانی کیا کرے۔ پس جب کونسل میں کوئی مقدمہ پیش ہوتا تھا۔ تو گورنر جنرل کو اُس کے فیصلہ کرنے میں کونسل کے ممبروں پر کچھ فضیلت نہ ہوتی تھی۔ یعنی کونسل کے ممبروں کی رائے جس پائے کی سمجھی جاتی تھی۔ اُسی رتبے کی گورنر جنرل کی رائے بھی خیال کی جاتی تھی۔ غرض کہ کونسل کا ایک ایک ممبر گورنر جنرل کے برابر اختیار رکھتا تھا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ڈھنگ انتظام سلطنت کے حق میں بڑا مضر ہوتا ہے +

غرض اب وارن ہیسٹنگز ہند کا گورنر جنرل تھا۔

اور کونسل کے ممبروں کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک ہارول تو اکثر گورنر جنرل کی تجویزوں سے اتفاق کیا کرتا تھا۔ اور یہ ہند میں آیا ہوا بھی مدت سے تھا۔ اور باقی تین ممبر یہاں کے حالات سے بالکل ناواقف تھے۔ اور اُن میں سے ایک تو جس کا نام فرین سس تھا۔ گورنر جنرل کی سخت مخالفت کرتا تھا۔ اس وجہ سے کونسل میں گورنر جنرل کی بات نہ چلنے پاتی تھی۔ اور جو کچھ وہ تینوں ممبر چاہتے تھے۔ وہی ہوتا تھا۔ کئی سال تک یہی حال رہا۔ اور جب ۱۷۷۶ء میں ان تینوں ممبروں میں سے ایک مرگیا۔ اُس وقت یہ دقت رفع ہوئی +

نند کمار ۱۷۷۵

جب تک کونسل میں یہ صورت رہی۔ کہ گورنر جنرل کے مخالف ممبروں کی رائے کے سامنے اُس کی رائے نہ چلتی تھی۔ لوگ اُس کو بالکل بے اختیار سمجھتے تھے۔ اس لئے کئی شخصوں نے کونسل کے مخالف ممبروں کو خوش کرنے کے لئے اُس پر الزام لگائے + اُن میں سے نند کنوار کا الزام بڑا سخت تھا۔ باوجودیکہ نند کنوار بڑا بد عہد اور فریبی شخص تھا۔ مگر پھر بھی فرین سس اور کونسل کے اور ممبر اُس کے حمایتی بن گئے۔ اور اُس کو شہ دی۔ کہ وارن ہیسٹنگز پر شوق سے الزام لگائے + اتفاق سے اُسی وقت ایک بڑے نامی گرامی ہندوستانی سوداگر نے نند کنوار

پر جعلسازی کی نالش دائر کی اور اُس جرم میں وہ
بکایک گرفتار ہو گیا - عدالت عالیہ کلکتے کے جج
سر ایلیا امپے نے مقدمے کی تحقیقات اور تجویز کر کے
جیوری[1] کی رائے سے اُس کو مجرم قرار دے کر پھانسی
کی سزا دی - اور یہ کوئی عجیب بات نہ تھی - کیونکہ
اُس وقت قانون انگلستان کے بموجب عموماً جعل کی سزا
پھانسی تھی - مگر نند کنوار کے اس طرح پھانسی پانے
سے بڑا چرچا ہُوا - اور بعض لوگوں نے وارن ہیسٹنگز
پر یہ الزام لگایا - کہ اُس نے اپنا پیچھا چھڑانے کے
لئے ناحق نند کنوار کو پھانسی دلوائی - مگر یہ نری
خام خیالی ہے - اور کسی طرح یہ نہیں ثابت ہوتا -
کہ نند کنوار کو ناحق پھانسی ملی ہو - اگر اس معاملے
میں وارن ہیسٹنگز کا قدم ہوتا - تو کونسل کے ممبر جو
اس کے مخالف تھے - مقدمے کو ولایت پہنچائے بغیر
نہ رہتے - مگر اُنہوں نے اس امر سے انکار کیا - پس
اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ وارن ہیسٹنگز کو نند کنوار
کے مقدمے اور سزا سے کچھ تعلق نہ تھا +

کلکتے میں جو سُپریم کورٹ یعنی عدالت عالیہ مقرر

---

[1] جب کسی شخص پر کوئی جرم فوجداری لگایا جاتا ہے - تو
انگریزی قانون کے بموجب مقدمے کی تجویز چند اشخاص منتخب
کے سامنے ہوتی ہے - اور یہ شخص کل شہادت وغیرہ کو سنکر
آخر میں اپنی رائے دیا کرتے ہیں - کہ آیا جرم ثابت ہے
یا نہیں - اس جماعت اشخاص کو جیوری کہتے ہیں +

ہوئی تھی - اُس کے جج اس امر میں بڑے ساعی و سرگرم تھے - کہ یہاں کے لوگوں کو ظلم سے بچائیں - اور ہند کو قانون انگلستان سے مستفید کریں - مگر اُنھوں نے اس کام میں کئی بڑی غلطیاں کھائیں - چنانچہ اُنھوں نے مالکان اراضی اور اُن کی اسامیوں کے معاملات میں مداخلت کی - اور عدالت کے وکیلوں نے جہاں تہاں جھگڑے قضیئے کھڑے کیئے - اس پر وارن ہیسٹنگز نے زمینداروں کو اس قبیح مداخلت سے مخلصی دینے کے لئے آپ دخل دیا - اور انتظام موجودہ کی ترمیم کے لئے پارلیمنٹ سے درخواست کی - مگر گورنر جنرل کو اتنے ہی میں ایک اور ترکیب سوجھ گئی - جس سے اُس کا بہت سہل علاج ہوگیا + وہ یہ تھی - کہ سپریم کورٹ کے علاوہ کلکتے میں ایک اور عدالت عالیہ بھی تھی - جس کا نام صدر عدالت دیوانی تھا - اس عدالت کے حاکم گورنر جنرل اور اُس کی کونسل کے ممبر تھے - مگر اُن کو اتنی فرصت نہ تھی - کہ اس کام کو انجام دیں - اس لئے وارن ہیسٹنگز نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو صدر عدالت دیوانی کا بھی اعلےٰ جج کر دیا + اس انتظام سے سب خوش ہو گئے - اور اب چیف جسٹس کی توجہ اس طرف مائل ہوئی - کہ جیسے اہل ہند کے اوضاع و اطوار سیدھے سادے ہیں - ویسی ہی اُن کی عدالت بھی سیدھے سادے طور پر عمل میں آئے + اس

بندوبست کو کمپنی نے اس وقت تو منظور نہ کیا۔ مگر اُس کے بعد جب ہر احاطے میں سُپریم کورٹ اور صدر عدالت دیوانی کی عدالتیں مل کر ایک عدالت بن گئی۔ اُس وقت سے یہی قاعدہ جاری ہے +

۸- ہیسٹنگز کو روپیہ کی حاجت اور اس کی بدنامی

وارن ہیسٹنگز اپنے عہد کے اخیر زمانے میں کئی بڑی بڑی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ جن کا حال آگے بیان کیا جائیگا + چونکہ ان لڑائیوں کے واسطے بہت سے روپے کی ضرورت تھی۔ اس لئے گورنر جنرل کو روپے کے فراہم کرنے میں بڑی کوشش کرنی پڑی۔ مگر اس کام میں وہ بعض سخت تدبیریں عمل میں لایا۔ اور خاص کر چیت سنگھ راجۂ بنارس اور بیگمات اودھ کے ساتھ بڑی سختی کی۔ اسی سبب سے اور نیز بعض اور وجوہ سے اہل انگلستان نے اس پر بیچھے بڑے الزام لگائے +

۹- وارن ہیسٹنگز اور راجہ چیت سنگھ کا معاملہ

بنارس پہلے نواب وزیر والئے اودھ کے علاقے میں تھا۔ مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتے کے اکثر ممبروں نے جو گورنر جنرل کے مخالف تھے۔ اُس کی مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودھ سے چھین کر سرکار انگریزی کی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے بعد یہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ روپے سالانہ خراج پر وہاں کے ہندو زمیندار کے سپرد کرکے اُس کو سرکار

انگریزی کے سایۂ حمایت میں لے لیا۔ اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تھا۔ اب ۱۷۸۰ء میں جو سرکار کو سلطان میسور اور مرہٹوں سے لڑائیاں پیش آئیں۔ اور مصارف جنگ کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہوئی۔ تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگھ کو لکھا۔ کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج دینا ہوگا۔ اور سرکار کی کمک کے لئے کچھ سپاہ بھی بھیجنی پڑے گی + راجہ نے اُس کی بجا آوری سے پہلو تہی کرنی چاہی۔ اس لئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس چلا آیا۔ اور آخر اُس کو چیت سنگھ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا۔ کہ اُس کو گرفتار کر لینے کا حکم دے دیا۔ مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگھ کی اس قدر عزت و عظمت کرتے تھے۔ کہ جونہی انہوں نے گورنر جنرل کا یہ حکم سنا۔ فوراً ہتھیار باندھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جو سپاہی راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے۔ اُن کو مار ڈالا۔ پھر گورنر جنرل کے مکان کو آکر گھیر لیا۔ اب راجہ تو شہر سے نکل کر بھاگ گیا۔ اور گورنر جنرل نرغے میں پھنسا + اُس کے پاس اگرچہ اُس وقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے۔ مگر پھر بھی اُس کے اوسان بجا رہے۔ اور وہاں سے نکل کر جوں توں کرکے چنار گڑھ جا پہنچا۔ پھر چاروں طرف سے فوج سمیٹ کر راجہ کی جمعیت سے۔ جو بیس ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ تھی

خوب جنگ کی - اور اُس کو شکست دیکر قلعہ بجے گڑھ جس میں راجہ چھپ گیا تھا - فتح کر لیا + راجہ یہاں سے بھاگ کر گوالیار چلا گیا - اور قلعے میں راجہ کا جس قدر خزانہ تھا - وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا - غرض گورنر جنرل کے ہاتھ نہ راجہ آیا - اور نہ خزانہ + اس کے بعد گورنر جنرل چیت سنگھ کے بھتیجے کو راجۂ بنارس مقرر کرکے کلکتے کو واپس چلا گیا +

۷ - معاملہ بیگمات اودھ

اس کے ایک برس بعد بیگمات اودھ سے گورنر جنرل کو زر کثیر وصول ہوا + اس کی کیفیت یہ ہے - کہ جب نواب وزیر اودھ نے ۱۷۷۵ء میں انتقال کیا - تو بیگمات یعنی اُس کی بیوی اور والدہ نے یہ کہا - کہ نواب متوفی وصیت کر مرا ہے - کہ اودھ کا سارا خزانہ ہم کو دیا جائے + وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا یقین نہ آیا - مگر کونسل کے ممبروں نے اس دعوے کو تسلیم کرکے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا دیا - اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا + اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ خزانہ خالی ہو گیا - اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی + اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے آن کر کہا - کہ کمپنی کا جو روپیہ مجھ کو دینا ہے - اُس کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں - مگر ان بیگمات کے پاس جو خزانہ

ہے - وہ میرے ہاتھ لگ جائے - تو ادا کر سکتا ہوں +
بیگمات پر اُس وقت یہ الزام بھی لگایا گیا تھا - کہ
اُنھوں نے مال اور سپاہ دونو سے چیت سنگھہ کو
مدد دی ہے - حاصل کلام یہ ہے - کہ گورنر جنرل
نے نواب اودھہ کو اجازت دے دی - کہ بیگمات سے
۷۶ لاکھہ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے +
اگرچہ یہ تحقیق نہیں - کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ
اپنے تحت میں کر لیا تھا - اُس کا اُن کو کس قدر
حق تھا - مگر وارن ہیسٹنگز کا یہ فعل انصاف پر
مبنی نہیں معلوم ہوتا + گورنر جنرل نے یہ کام خواہ
بُرا کیا خواہ بھلا - مگر کمپنی کی طرف سے اُس کو
چیت سنگھہ اور بیگمات دونو کے مقدموں میں سخت
سرزنش ہوئی - اس وجہ سے وارن ہیسٹنگز نے اپنے
عہدے سے استعفا دے دیا - اور ۱۷۸۵ء میں ہند
سے رخصت ہو کر ولایت چلا گیا - وہاں اُس کے
دشمنوں نے ہند کے معاملات کی بابت اُس پر مقدمہ
کھڑا کیا + دیوان وکلا کے رکن مستغیث بنے - اور
دیوان امرا میں اُس کی خوب تحقیقات اور چھان بین
ہوئی + یہ مقدمہ سات برس یعنی ۱۳ - فروری ۱۷۸۸ء
سے ۲۳ - اپریل ۱۷۹۵ء تک زیر تجویز رہا + اور
ایک بڑے نامی مقرر نے جس کا نام برک تھا - بڑے
زور شور سے ہیسٹنگز پر الزام لگائے - لیکن آخر
وارن ہیسٹنگز جرم سے بری ہو کر سرخرو ہوا +

اس مقدمے میں اُس کا دس لاکھ روپیہ صرف ہُوا۔ اس سبب سے وہ کسی قدر تنگدست تو ہو گیا۔ مگر باقی عمر ڈیلس فورڈ میں ۱۸۱۹ء تک امن چین سے بسر کی۔ اور ایک دفعہ پھر جو اُس کو پارلیمنٹ میں ہند کے معاملات کی نسبت ۱۸۱۳ء میں اظہار دینے جانا پڑا۔ تو دیوان وکلا کے سارے ممبر اُس کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے +

پٹ کا قانون بابت انتظام ہند ۱۷۸۴ء

۱۷۸۴ء میں پارلیمنٹ نے گورمنٹ ہند کے انتظام میں جو انگلستان اور ہند دونو جگہ جاری تھا۔ بعض بڑے بڑے تغیّر و تبدّل کئے + ان میں سب سے بڑی بات یہ تھی۔ کہ ہند کی سلطنت انگریزی کے کل بڑے بڑے امور کی نگرانی بادشاہ انگلستان کے ایک وزیر کے سپرد ہوئی + یہ حاکم بورڈ آو کنٹرول (کمیٹی اہتمام)[1] کا صدر نشین ہوتا تھا۔ اور ہند کا گورنر جنرل مقرر

[1] ہند کے انتظام کی اصلاح کے لئے جو قانون پٹ نے جاری کیا تھا۔ اُس میں ایک تجویز یہ بھی تھی۔ کہ بادشاہ انگلستان کی پریوی کونسل (مجلس مشیران شاہی) کے چھ ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر ہو۔ جس کا نام بورڈ آو کنٹرول رکھا جائے۔ اور ہند کے کل معاملات ملکی و مالی و جنگی کا اہتمام و نگرانی اُسی کے سپرد ہو۔ اور کورٹ آو ڈائرکٹرز (یعنی انتظامی کمیٹی) جو کمپنی اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی۔ اُس کے ماتحت ہُوا کرے +

کرنا اُسی کے اختیار میں تھا + پارلیمنٹ کے جس قانون کے بموجب یہ تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ اُس کا نام پٹس انڈیا بل ہے۔ یعنی ہند کا قانون مجوزۂ پٹ جو انگلستان کا ایک بڑا نامی گرامی وزیر اعظم گزرا ہے۔ پارلیمنٹ میں اس وزیر کبیر کا ایک بڑا مشہور ہمسر تھا۔ جس کا نام فاکس تھا۔ اس سے پیشتر اس نے بھی انتظام سلطنت ہند کی بابت پارلیمنٹ میں قانون کا مسودہ پیش کیا تھا۔ مگر وہ منظور نہیں ہوا۔ اگر وہ منظور ہو جاتا۔ تو اُسی وقت سے ہند کی سلطنتِ انگریزی کی عنان حکومت خاص بادشاہ انگلستان کے ہاتھ میں آ جاتی۔ اور وہی انتظام جاری ہو جاتا جو آج کل ہے +

وارن ہیسٹنگز نے چیت سنگھ راجۂ بنارس اور بیگماتِ اودھ پر جو سختیاں کیں۔ اُن کی وجہ یہ تھی۔ کہ اُس وقت کئی بڑی لڑائیوں کے سبب روپے کی اشد ضرورت تھی۔ یعنی مرہٹوں اور سلطان میسور اور فرانسیسوں اور ولندیزوں سے ایک دفعہ ہی لڑائی آ پڑی تھی + مرہٹوں کی یہ پہلی لڑائی تھی۔ اور اس کا مختصر حال چوتھے باب کی دوسری فصل میں بیان ہو چکا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انگریزوں نے رگھو ناتھ راؤ کی اوّل بار جو مدد کی۔ اُس سے مطلب بر آری نہیں ہوئی۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی۔ کہ انگریز اُس وقت کئی لڑائیوں میں

پھنس رہے تھے ۔ جن میں سب سے بڑا معرکہ سلطان میسور سے تھا +

ریاست میسور میں جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے ۔ حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا ۔ جس کی لیاقت کے باعث اُس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی ۔ حیدر علی ابتدا میں راجہ میسور کے ہاں فوج کا ایک کپتان تھا ۔ ۱۷۶۱ء میں راجہ اور اُس کے وزیر کو ریاست سے خارج کرکے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا ۔ اور ایک فوج کثیر اور خزانہ عمیق فراہم کرکے قلعہ بید نور پر جس میں بیشمار خزانہ جمع تھا ۔ قبضہ کر لیا + یہ خزانہ آئندہ لڑائیوں میں اُس کے بڑے کام آیا +

۱۷۶۵ء میں مادھو راؤ پیشواے چہارم نے حیدر علی کے علاقے پر یورش کی ۔ اور اُس کو شکست فاش دی ۔ اس وجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا تھا ۔ مرہٹوں کو واپس دے دیا ۔ اور ۳۲ لاکھ روپیہ ادا کیا ۔ مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی ۔ کیونکہ وہ مالابار کے زرخیز ملک پر جو اُس کی ریاست کے مغرب میں تھا ۔ فوج لے کر چڑھ گیا ۔ اور اُس کا اکثر حصّہ فتح کر لیا + اس موقع پر حیدر علی نے ایک نہایت قبیح دغا بازی کی ۔ یعنی جب اُس نے زمورن یعنی راجۂ تلی کوٹ پر یورش کی ۔ تو اُس نے قلعے سے نکل کر اُس کی اطاعت

منظور کر لی - مگر پھر بھی حیدر علی نے اُس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اُس کو لوٹ لیا + اس پر راجہ نے اس اندیشے سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھ کر کوئی بد سلوکی کرے - اپنے محل میں آگ لگاکر وہیں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا +

میسور کی پہلی لڑائی

کلائیو کو ہند سے رخصت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا - کہ گورنمنٹ مدراس اور حیدر علی کے باہم ۱۷۶۶ء میں پہلی لڑائی شروع ہوئی + اس جنگ میں اوّل تو مادھو راؤ پیشوا اور نظام حیدر آباد انگریزوں کے ساتھ تھے - مگر پیچھے حیدر علی نے دونو کو روپے کا لالچ دیکر توڑ لیا - یہاں تک کہ نظام تو آخر میں حیدر علی کی طرف ہوکر انگریزوں سے لڑنے بھی لگا + اُس وقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل سمتھ تھا - اُس کے پاس صرف سات ہزار آدمی کی جمعیّت تھی - اور حیدر علی اور نظام کی فوج ستر ہزار تھی - اس لئے سمتھ کو ایک دفعہ بڑی دقّت پیش آئی - مگر اُس نے انجام کار ساری فوج مخالف کو مقام چانگم پر پس پا کر دیا - اور پھر چند روز بعد میدان ترینوملی پر اپنے سامنے دشمنوں کو شکست دی - یہ دونو مقام جنوبی ارکاٹ میں ہیں - یہ لڑائی دو برس تک اور ہوتی رہی - اور اس عرصے میں کبھی ایک کا پاسا زبر ہو جاتا تھا - اور کبھی دوسرے کا - اسی اثنا میں حیدر علی ایک بار

ایسا تنگ ہوا۔ کہ اُس کو صلح کے لئے درخواست کرنی پڑی۔ مگر آخر میں وہ ایک ایسی چال کھیلا۔ کہ سواروں کی ایک جمعیت کثیر ساتھ لے کر کرنیل سمتھ کی فوج سے بالا بالا جھٹ پٹ کوچ کرکے شہر مدراس کے قریب آ کھڑا ہوا + اس سے مدراس کی کونسل پر اس قدر ہیبت چھائی۔ کہ انہوں نے حیدر علی سے فوراً صلح کر لی۔ اور شرط یہ قرار پائی۔ کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی۔ وہی بحال ہو جائے۔ اس طرح اس عہد نامے سے میسور کی اوّل لڑائی کا خاتمہ ہوا +

اُسی سال یعنی ۱۷۶۹ء میں مرہٹوں اور مادھو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر پھر چڑھائی کی۔ اور متواتر شکستوں سے قریب تھا۔ کہ حیدر علی کا کام تمام ہو جائے۔ مگر اُس نے اُس وقت مرہٹوں کو اپنا سالا شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا۔ لیکن چونکہ اُس کے بعد مادھو راؤ کا انتقال ہو گیا۔ اور مرہٹوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس وجہ سے حیدر علی نے جس قدر ملک و مال اُس وقت مرہٹوں کی نذر کیا تھا۔ اُس سے بھی زیادہ آئندہ چھ سال کے عرصے میں پھر حاصل کر لیا +

۱۷۸۰ء میں پھر حیدر علی اور انگریزوں کے باہم لڑائی ہوئی۔ یہ میسور کی دوسری لڑائی کہلاتی ہے + اس کی کیفیت یہ ہے۔ کہ انگریز

[illegible]

اُس وقت مرہٹوں کی اوّل لڑائی کے تخصوں میں پھنس رہے تھے۔ حیدر علی نے اس موقع کو غنیمت جان کر نظام اور مرہٹوں کو گانٹھا۔ کہ میرے ساتھ ہو کر انگریزوں کو کرناٹک سے نکال دو۔ اس طرح حیدر علی ایک بڑا لاؤ لشکر ساتھ لے کر کرناٹک پر چڑھ گیا۔ اور اوّل اوّل کئی معرکوں میں ظفر مند ہوُا۔ چنانچہ اُس نے بہت سے انگریزی قلعے فتح کر لئے۔ اور انگریزی فوج جو کرنیل بیلی کے ساتھ تھی۔ اُس کو شکست دے کر کرنیل بیلی اور کوئی دو سو جوانوں کو قید کر لیا۔ اور انگریزی فوج کے سپہ سالار منزو کو بھی مدراس کی طرف ہٹ آنا پڑا + یہاں سے اُس نے وارن ہیسٹنگز کو کمک کے لئے کلکتہ لکھا۔ اور اُس نے فوراً آئر کوٹ کے ہمراہ سمندر کی راہ سے فوج روانہ کی + اس فوج کے پہنچتے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ چنانچہ سر آئر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر اور کاردان جرنیل تھا۔ پورٹو نوو۔ پالی لور۔ اور سولن گڑھ پر تین بڑے میدان مارے۔ اور حیدر علی کو شکست پر شکست دی + اگلے سال یہ جوانمرد جرنیل بیمار ہو کر چلا گیا۔ مگر لڑائی برابر جاری رہی۔ اس میں کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے۔ اور کبھی سلطان میسور غالب ہو جاتا تھا۔ آخر ۱۷۸۲ء میں حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا۔ اور اُس کا بیٹا ٹیپو اُس کی جگہ سلطان میسور مقرر ہوُا + اُس کو انگریزوں سے بڑی سخت عداوت تھی۔ اور باپ کی

طرح بڑا بے رحم اور تند مزاج تھا۔ معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی میں تو وہ حیدر علی کے برابر تھا۔ اور علمیت عامہ میں اُس سے کہیں بڑھ کر + غرض یہ میسور کے تخت پر بیٹھ کر ایک سال سے زیادہ انگریزوں سے لڑتا رہا۔ اور آخر جب انگریزی فوج کرنیل فلرٹن کے ہمراہ اُس کے پایۂ تخت سرینگ پٹم کی طرف بڑھنے لگی۔ تو اُس نے فوراً گورنر مدراس سے صلح کر لی + اس صلح پر گورنر جنرل راضی نہ تھا۔ مگر گورنر مدراس نے عہد نامہ منظور کر لیا۔ جس میں یہ قرار پایا۔ کہ طرفین اپنے مفتوحات سے ہاتھ اُٹھائیں۔ اس میں گورنمنٹ مدراس کا بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ٹیپو کی نسبت انگریزوں نے بہت سا ملک فتح کر لیا تھا + یہ عہد نامہ جس سے میسور کی دوسری لڑائی ختم ہوئی۔ منگلور کا عہد نامہ کہلاتا ہے۔ جو ۱۷۸۴ء میں مرتب ہوا + سلطان میسور سے انگریزوں کی دو لڑائیاں اور ہوئیں۔ جو میسور کی تیسری اور چوتھی لڑائیاں کہلاتی ہیں + تیسری لڑائی ۱۷۹۰ء میں لارڈ کارنوالس گورنر جنرل کے زمانے میں ہوئی۔ اس لئے اس کا ذکر وہاں کیا جائیگا۔ اور چوتھی لڑائی ۱۷۹۹ء میں لارڈ ولزلی کے عہد میں ہوئی۔ جس میں میسور کی ریاست انگریزوں نے بالکل فتح کر لی +

دوسری فصل ۔ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل میسور کی تیسری لڑائی اور بنگالے کا دوامی بندوبست

۱- انتظام حکومت میں اصلاحیں

جب ۱۷۸۵ء میں وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل اپنے عہدے سے مستعفی ہؤا - تو اُس کی جگہ اُس وقت کوئی اور شخص مقرر نہیں ہؤا - مگر ہاں دوسرے گورنر جنرل کے آنے تک سر جان میکفرسن جو کونسل کا رکن اعلےٰ تھا - عارضی طور پر کام انجام دیتا رہا - آخر لارڈ کارنوالس ۱۷۸۶ء میں ہند کا گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا - جو عمائدِ انگریزی میں سے ایک بڑا مستقل مزاج اور چست و چالاک سردار تھا - کلائیو اور وارن ہیسٹنگز نے انتظام سلطنت کی اصلاح میں ہر چند کوشش کی - مگر پھر بھی حاکموں کی طمع و بد نیتی کے سبب اب تک اُس میں فتور پڑ رہا تھا - لارڈ کارنوالس نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی انتظام مملکت میں بڑے استقلال کے ساتھ اصلاحیں کرنی شروع کیں * کمپنی کے افسروں اور عہدہ داروں کو تنخواہیں تو بہت تھوڑی ملتی تھیں - اور رشوت ستانی اور اور ناجائز طریقوں سے روپیہ کمانے کے موقعے بہت

سے حاصل تھے - پس وہ اکثر لالچ میں آ جاتے تھے + لارڈ کارنوالس نے یہ حکم جاری کیا - کہ اب سے ہر ایک سرکاری ملازم کو تنخواہ معقول ملا کرے - تاکہ اُس کو تجارت یا کسی اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لئے کچھ عذر باقی نہ رہے - پھر اس خیر اندیشی کے ساتھ ہی یہ قاعدہ بھی جاری کر دیا - کہ جہاں کسی افسر نے کوئی خطا کی - وہیں بے دھڑک اُس کو قرار واقعی سزا دی - ان دونو تدبیروں سے خاطر خواہ انتظام ہو گیا +

میسور کی دوسری لڑائی کے اختتام کے بعد ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت آناً فاناً بڑھتی گئی - اور چھ برس کے اندر یعنی ۱۷۸۴ء سے ۱۷۹۰ء تک اُس نے ایک تو یہ کام کیا - کہ جب مرہٹوں اور نظام حیدر آباد نے متفق ہو کر بڑی جرار فوج سے اُس کے ملک پر یورش کی - تو اُس نے خوب مقابلہ کیا - اور اُن کا داؤ چلنے نہ دیا + دوسرے یہ کہ کانڑا - کورگ اور مالابار کے ضلعے فتح کر لئے - مگر وہاں بڑے بڑے ظلم اور بیرحمیاں کیں - چنانچہ ہندوؤں کے مندر مسمار کر دئے - اور جہاں تک ہو سکا - لوگوں کو زبردستی مسلمان کیا - پھر اخیر میں اُس نے ٹراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب میں ہے - حملہ کیا - یہاں اُس نے بڑی زک کھائی + جب وہ ٹراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے

کھینچ لی تھی - حملہ آور ہوُا - تو راجہ کی فوج نے اُس کو شکست دے کر ہٹا دیا - اور اُس میں ٹیپو کا بڑا بھاری نقصان ہوُا - اور وہ خود بھی بمشکل اپنی جان بچاکر وہاں سے بھاگا + اس زک سے ٹیپو کو ایسا غصّہ آیا - کہ اُس نے اُس کا بدلہ لینے پر کمر باندھی - اور ٹراونکور کی چھوٹی سی ریاست جس نے بڑا دل کرکے اُس کا سامنا کیا - اور اُس کو ہرا دیا تھا - اُس کو مغلوب کرنے کے لئے بڑی تیّاریاں شروع کیں - چونکہ راجہ ٹراونکور انگریزوں کا دوست تھا - اس لئے گورنر جنرل نے اُس کو ٹیپو کے ہاتھ سے بچانے کا ارادہ کر لیا +

ٹیپو سے دوسری لڑائی

نظام حیدر آباد نے ۸۹-۱۷۸۸ء میں ایک وعدۂ سابقہ کے بموجب ضلع گنٹور جو دریاے کرشنا کے جنوب میں واقع ہے - انگریزوں کے سپرد کرکے یہ اقرار کیا - کہ میں ٹیپو کے مقابلے میں سرکار انگریزی کو مدد دونگا - اور انگریزوں کی طرف سے یہ اقرار ہوُا - کہ ہم ٹیپو سے جو ملک فتح کرینگے اُس میں سے تم کو بھی حصّہ دینگے - اسی طرح جب نظام انگریزوں کا ساتھ دینے کو تیار ہوگیا - تو گورنر جنرل نے سرکار پونا کو بھی لکھ کر اسی اقرار پر اپنے ساتھ شریک کر لیا - اور جس وقت نانا فرنویس کی معرفت یہ بندو بست ہو چکی - تو لارڈ کارنوالس ۱۷۹۰ء میں فوج کی سپہ سالاری کے لئے خود کلکتے

سے مدراس آ پہنچا - اور بنگلور کو جو ٹیپو سلطان کی عملداری میں دوسرے درجے کا مضبوط اور بڑا شہر تھا - ۱۷۹۱ء میں فتح کر لیا - پھر دو مہینے بعد ٹیپو اور اُس کی ساری فوج کو مقام اری کیڑا پر کامل شکست دی + اس کے بعد میسور کے پایۂ تخت سری رنگا پٹم کا فتح ہونا بھی کچھ دشوار نہ تھا - مگر مرہٹے اپنے قول کے موافق مدد کو نہ آئے + معلوم ہوتا ہے - کہ اُن کا سردار ہری پنت لڑنا نہیں چاہتا تھا - صرف لوٹنا چاہتا تھا - اُس نے اس قدر دیر لگائی - کہ لڑائی کے وقت پر نہ پہنچا - آخر جب لارڈ کارنوالس کے پاس سامان رسد ہو چکا - تو اُس کو مدراس کی جانب اُلٹا ہٹنا پڑا + یہاں آکر اُس نے سال کے اخیر تک آئندہ لڑائی کے لئے خوب تیاریاں بھی کیں - اور کئی قلعے بھی فتح کر لئے + پھر نیا سال شروع ہوتے ہی سریرنگ پٹم پر چڑھ گیا + اور قریب تھا کہ اُس کو فتح کر لے - کیونکہ اُس کی بیرونی فصیل پر قبضہ کر چکا تھا - مگر ٹیپو نے اُس کی شرطیں منظور کر کے صلح کر لی - اور وہ شرطیں یہ تھیں - کہ ٹیپو اپنا آدھا ملک اور تین کروڑ روپیہ تو انگریزوں کو دے - اور تیس لاکھ روپیہ مرہٹوں کے حوالے کرے - ور اپنے دو بیٹے برغمال میں دے + اگرچہ نظام اور مرہٹوں کی سپاہ نے اس لڑائی میں کچھ کام نہیں دیا تھا - بلکہ اُنہوں نے دغا بازی کر کے

ٹیپو سے خط و کتابت جاری رکھی تھی - تو بھی لارڈ کارنوالس نے جو ملک مفتوحہ میں سے حصہ دینے کا اقرار کیا تھا - اُس کا بخوبی ایفا کیا + اس لڑائی میں دندیگل - بڑا محال اور مالابار کے ضلعے انگریزوں کے ہاتھ آئے اور کورگ کا علاقہ اُنہوں نے اُس کے راجہ کو دے دیا - اس طرح میسور کی تیسری لڑائی ۱۷۹۲ء میں ختم ہو گئی +

جب انگریز اس جنگ میں اوّل سے آخر تک کامیاب رہے - تو اُس سے لارڈ کارنوالس کی بڑی نیکنامی ہوئی - اور گو کمپنی نے اس امر کو ناپسند کیا - کہ اُس نے ایک نیا ملک فتح کر کے سلطنت انگریزی میں شامل کر لیا - لیکن بادشاہ انگلستان اُس سے خوش ہؤا - اور اُس کو مارکوئیس خطاب دیا - مگر حقیقت یہ ہے - کہ لارڈ کارنوالس کی نیکنامی فتوحات ملکی کے باعث اس قدر نہیں ہے - جس قدر اس وجہ سے ہے - کہ اُس نے ۱۷۹۳ء میں بنگالے کی مالگذاری کا بندوبست دوامی کر دیا +

۲۔ بندوبست دوامی

ہند کے ہر خاندان شاہی کے عہد میں سرکاری آمدنی کا دار و مدار اکثر محاصل زمین ہی پر رہا ہے - چنانچہ شاہان مغلیہ کے خزانے زر مال گذاری ہی سے مالا مال رہتے تھے - مگر جو اہل کار اُن کے عہد میں اراضیات بنگالہ کی سرکاری جمع تحصیل کرتے تھے - وہ رفتہ رفتہ اپنے علاقوں کی زمینوں کے مالک

بن بیٹھے تھے - اور وہاں کی عدالت اور انتظام فوج بھی اُنہیں کے ہاتھ تھا - اور اکثر اُن میں سے وہیں کے امرائے قدیم کی اولاد تھے + سرکار انگریزی نے اوّل اوّل تو اُن لوگوں کے منصب اور دعوے تسلیم نہ کئے - مگر پیچھے کمپنی نے یہ حکم بھیجا - کہ مصلحت ملکی اس امر کی مقتضی ہے - کہ مالگذاری کے سارے معاہدے زمینداروں ہی سے کئے جائیں - پس اُس وقت یہ تجویز ٹھیری - کہ اوّل دس سال کے لئے بندوبست کیا جائے - پھر اگر وہ خاطر خواہ معلوم ہو - تو اُسی کو دوامی کر دیا جائے - چنانچہ لارڈ کارنوالس نے اپنے آئین مصدرہٗ ۱۷۹۳ء کے بموجب بنگالے کے زمینداروں کو مالکِ مطلق تسلیم کیا - اور کاشتکار اُن کی رعیّت قرار پائے + یہ انتظام اور تو سب طرح عمدہ تھا - مگر صرف ایک یہ نقص تھا - کہ اس سے زمینداروں کو کاشتکاروں پر حد سے زیادہ اختیار حاصل ہو گیا تھا - مسٹر شور اس بندوبست کے دوامی ہونے کے برخلاف تھا - مگر لارڈ کارنوالس اور کمپنی کے اُن افسروں نے جو انگلستان میں تھے - یہ تصفیہ کر دیا - کہ اس کو دوامی کیا جائے +

۲- عدالتوں کی اصلاحیں

جب لارڈ کارنوالس دوامی بندوبست کے کام سے فارغ ہؤا - تو عدالت ہائے دیوانی و فوجداری میں اصلاح کرنے پر متوجہ ہو گیا - چنانچہ دیوانی کی عدالتیں قائم کرکے اُن کے لئے علحدہ جج مقرر کئے - اور کلکٹروں سے اختیارات دیوانی لے لئے -

اسی طرح فوجداری کی عدالتوں کے انتظام میں بھی اصلاح کی۔ اور بڑی بڑی جگہ انگریز جج مقرر کئے۔ قانون عدالت کی یہ صورت ہوئی۔ کہ پہلے کلکتے کی عدالت عالیہ کے جج سر ایلیا امپے نے کچھ سیدھے سادے قاعدے باندھ دئے تھے۔ اور کئی برس سے عدالتوں میں یہی جاری تھے۔ اب لارڈ کارنوالس کے حکم سے سر جارج بارلو نے ان قواعد کو بدل کر اور کچھ وسعت دے کر ایک مجموعۂ قوانین تیار کر دیا ۔ عدالتہاے دیوانی اور اُن کے ضوابط کا انتظام جو اب جاری ہے۔ اگرچہ اُس میں کچھ تغیّر و تبدل ہوتے رہے ہیں۔ مگر بحیثیت مجموعی اب تک وہی چلا آتا ہے۔ جو اُس وقت قرار پایا تھا ۔ اس انتظام میں بڑا عیب یہ تھا۔ کہ پولیس کو رعایا پر ظلم کرنے کا اختیار مل گیا تھا۔ اور اہل ہند کو معدلت گستری میں کچھ دخل نہ تھا۔ یہاں تک کہ اُن کو چھوٹے چھوٹے ماتحت علاقوں کے سوا کوئی سرکاری خدمت نہیں ملتی تھی۔ مگر یہ عیب پیچھے رفع ہو گیا ۔

عہد سرجان شور

جب لارڈ کارنوالس اپنے عہدے سے علٰحدہ ہو کر ولایت چلا گیا۔ تو سر جان شور جو ایک بڑا لائق ملکی حاکم تھا۔ اُس کی جگہ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اور پانچ سال یعنی ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۸ء تک اس عہدے پر ممتاز رہا۔ مگر اُس کے عہد میں کچھ بہت سے مشہور واقعات

ظہور میں نہیں آئے - جس طرح لارڈ کارنوالس کمپنی کی ہدایت کے موافق ہند کے راجاؤں اور نوابوں کے باہمی تنازعات میں اپنا قدم ڈالنے سے پرہیز کرتا تھا - اُسی طرح سر جان شور نے بھی کیا - اس وجہ سے ان دونو کے عہد کا حال ایک ہی فصل میں بیان کرنا مناسب ہے - غرض اس عدم مداخلت کے طریق سے ٹیپو سلطان اور مرہٹوں کو اپنے اپنے دل کی ہوس نکالنے کا خوب موقع ملا - چنانچہ مرہٹوں نے شیر ہو کر نظام حیدر آباد پر وار کیا - اور کُردِلا کے میدان جنگ میں شکست دے کر اُس کو خاطر خواہ پست کر دیا + اس وقت مرہٹوں میں پیشوا کے وزیرِ اعظم نانا فرنویس کا خوب طوطی بول رہا تھا +

۴- سعادت علی کا نواب اودھ مقرر ہونا

اگرچہ سر جان شور ہندوستانی رئیسوں کے جھگڑوں میں دخل دینا نہ چاہتا تھا - مگر پھر بھی ایک بار اُس کو مداخلت کرنی پڑی - اور اُس کی کیفیت یہ ہے - کہ آصف الدّولہ نوّاب اودھ بڑا بیوقوف اور ناعاقبت اندیش تھا - ساری عمر عیاشی میں غرق رہا - اور کبھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہُوا + سرکار انگریزی کی طرف سے اُس کو ہر چند ہدایت ہوئی - کہ اپنی ریاست کی بہبود کی طرف متوجّہ ہو - مگر اُس نے ایک نہ سُنی - آخر ۱۷۹۷ء میں اُس نے انتقال کیا - اور وزیر علی جو اُس کا بیٹا کہلاتا تھا - اُس کا جانشین ہُوا - مگر جب سر جان شور کو ثابت

ہؤا - کہ وہ آصف الدولہ کی منکوحہ بیوی سے نہیں ہے - اور اُس کا چال چلن بھی بُرا ہے - تو اُس نے اُس کو معزول کرکے آصف الدولہ کے بھائی سعادت علی کو نواب اودھ مقرر کرنے کی تجویز کی ٭ سعادت علی اُس وقت بنارس میں رہتا تھا - اس لئے اُس کی مسند نشینی کی بابت جو عہد و پیمان ہؤا - وہ بنارس کے رزیڈنٹ کی معرفت عمل میں آیا - پھر چند روز بعد سعادت علی لکھنؤ روانہ ہؤا - اُس وقت گورنر جنرل بھی وہاں مقیم تھا - اُس سے وزیر علی کی بے لگام سپاہ آمادۂ پرخاش ہو گئی - اور اُسے اپنی جان بچانی مشکل پڑی - مگر پھر بھی اُس نے نہایت استقلال اور دلجمعی کے ساتھ وہیں اپنا قدم جمائے رکھا - اور سعادت علی کو مسند پر بٹھا کر وزیر علی کو بنارس بھیج دیا - اُس نے یہاں کچھ عرصے بعد رزیڈنٹ کو مار ڈالا - اور چند روز تک فساد برپا رکھا - مگر آخر شکست کھا کر قید ہو گیا ٭ سر جان شور لارڈ ٹین مث خطاب پا کر ۱۷۹۸ء میں ولایت چلا گیا ٭

تیسری فصل۔ لارڈ ولزلی گورنر جنرل سلطنت میسور کی فتح اور حکومت مرہٹہ کا مغلوب ہونا۔ ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۵ء تک

۱- سبسڈی ایری سسٹم (انتظام امدادی)

سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستوں کے باہم ایک رابطہ قائم ہے۔ جو سب سڈی ایری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے۔ اس موقع پر اُس کی کچھ تشریح کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اوّل تو یہ ڈھنگ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اودھ کے ساتھ برتتا تھا۔ پھر لارڈ ولزلی نے کل ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ اسی قاعدے پر رابطہ قائم کیا + اس قاعدے کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رو سے منظور کرتی تھی۔ تو وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند میں ساری حکومتوں پر غالب مانتی تھی۔ اور سرکار اُس کی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ وار ہو جاتی تھی۔ پھر اُس ریاست کی طرف سے یہ بھی اقرار ہُوا کرتا تھا۔ کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے۔ اور نہ صلح۔ اور اپنے ہاں کنٹنجنٹ فوج

رکھینگے - اور اس سے ضرورت کے وقت سرکار کی مدد کرینگے + اس انتظام کی یہ بڑی شرطیں تھیں - مگر جیسا موقع و محل ہوتا تھا - اُس کے موافق تغیّر و تبدّل بھی ہو جاتا تھا + لارڈ کارنوالس اور سرجان شور کے عہد میں سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ جس طرح کا رابطہ تھا - اُس کی علّت غائیٔ یہ تھی - کہ ہندوستانی ریاستوں کی قوّت آپس میں ایسی تلی رہے - کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہ ہو جائے - مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تھا - اور اب جا بجا اسی کے مطابق عملدر آمد ہوُا +

۲-ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کا ڈر

اُس وقت نپولین بونا پارٹ بڑے زور میں تھا - اور لارڈ ولزلی کو بڑا فکر تھا - کہ کہیں وہ ہند پر حملہ آور نہ ہو - فرانس کی اُس وقت وہ حالت تھی - جو چند سال بعد روس کی رہی - یعنی ہر وقت اُس کی آمد آمد کی خبر گرم رہتی تھی - نیز فرانسیسی پلٹنیں نظام حیدر آباد کو ڈرایا کرتی تھیں - سیندھیا کے سپاہیوں کا سردار فرانسیسی تھا - ٹیپو سلطان بیسدر فرانسیسی ایلچی سے خفیہ طور پر خط و کتابت کر رہا تھا - اور اُس نے اپنے علاقے میں آزادی کی بُو بھی پھیلا دی تھی - ان سب پر طرّہ یہ کہ نپولین بذات خود اُس وقت مصر میں تھا - اور اُسے سکندر اعظم کی فتوحات کے خواب آرہے تھے - اور کسی کو معلوم نہ تھا - کہ وہ کس طرف حملہ آور ہوگا +

(۱)

لارڈ ولزلی نے ہندوستان سے فرانسیسی حکومت ہمیشہ کے لئے دور کرنے کی تدبیر سوچ لی تھی۔ بنگالے میں کلائیو کی تلوار اور وارن ہیسٹنگز کی تدابیر نے انگریزوں کو سب طاقتوں سے بڑا تسلیم کرا دیا تھا۔ اس صدی کے ختم ہونے سے پہلے ہی انگریزوں کی طاقت بحری لحاظ سے بھی تسلیم ہو چکی تھی۔ نواب وزیر والئے اودھ نے انگریزی فوج کے لئے بھی خراج ادا کرنا منظور کر لیا تھا۔ نواب پوری طرح سے روپیہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ اور وہ مقروض ہوگیا تھا۔ اس لئے اُسے اپنا علاقہ انگریزوں کی نذر کرنا پڑا۔ ۱۸۰۱ء کے عہد نامۂ لکھنؤ سے انگریزوں کو گنگا اور جمنا کے سرسبز قطعات اور روہیلکھنڈ بھی مل گیا۔ لارڈ ولزلی کے عہد سے پہلے جنوبی ہندوستان میں انگریزی مقبوضات صرف ساحل پر کے شہر مدراس اور بمبئی ہی تھے۔ لارڈ ولزلی نے یہ ارادہ کیا۔ کہ انگریزی حکومت دہلی تک پھیلائے۔ اور جنوبی ریاستوں کو سب سڈی اے ری سسٹم پر لے آئے۔ دیسی ریاستوں کی باہمی سازشوں سے اُس کو اپنی تدابیر پوری کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اب وہ وقت آ پہنچا۔ کہ انگریز ہندوستان کے مالک بن جائیں۔ یا وہ ہندوستان سے چلے جائیں۔ مغلیہ سلطنت بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ اور حکومت یا تو مسلمان سرداروں یا ہندو راجاؤں (جن میں سے بڑے مرہٹے تھے) اور یا انگریزوں کے ہاتھ میں چلی

گئی تھی - لارڈ ولزلی نے مصمم ارادہ کیا - کہ کسی نہ کسی طرح انگریز ہی سارے ہند کے مالک بن جائیں +

۳ - ٹیپو سے دوسری لڑائی

جب لارڈ ولزلی ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا - تو کئی ہندوستانی ریاستوں نے سرکار کی مخالفت پر ایکا کر رکھا تھا - اور اُن کے اتفاق کی دو وجہیں تھیں + ایک تو یہ کہ پچھلے دو گورنر جنرلوں نے ہندوستانی ریاستوں کے معاملات میں مداخلت کرنے سے ہاتھ اُٹھا لیا تھا - اور اُن کے لڑائی جھگڑوں میں شریک نہ ہوتے تھے - اس لئے اُن کو انگریزوں کے مقابلے کی جرأت ہو گئی تھی - دوسرے یہ کہ فرانسیس جن سے سرکار انگریزی کی مدت سے لڑائی چھِڑ رہی تھی - اُنہوں نے سپاہ اور روپے دونو سے اُن ریاستوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا + ان وجوہات سے ٹیپو سلطان اور نظام حیدرآباد اور سیندھیا جو تمام مرہٹوں میں نہایت زبردست تھا - یہ سب سرکار انگریزی کی مخالفت پر آمادہ تھے - اور فرانسیسیوں کے کہنے پر چلتے اور اپنی اپنی فوج کو اکثر فرانسیس افسروں کے ماتحت رکھتے تھے - ان کے علاوہ زمان شاہ دُرّانی جو کابل و پنجاب کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن مہیب احمد شاہ ابدالی کا پوتا تھا - اُس نے بھی ٹیپو کی حمایت کے لئے شمالی ہند پر یورش کرنے کا قصد کیا - مگر لارڈ ولزلی اپنے دشمنوں پر غالب آیا - اور سارے خوف و خطر مٹ گئے +

حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ خود بھی بڑا صاحب ہمت اور لیئق حاکم تھا۔ اور فوج کے سپہ سالار جو اُس کے ماتحت تھے۔ وہ بھی حسن اتفاق سے بڑے کار دان اور بہادر سپاہی تھے۔ اور اُن میں خاص کر اُس کا بھائی کرنیل ولزلی بڑا ہی عمدہ سپہ سالار تھا۔ اُس نے آئندہ اپنی شمشیر کے زور سے کمال ناموری حاصل کی۔ اور ڈیوک او ولنگٹن خطاب پایا +

لارڈ ولزلی نے اوّل تو نظام حیدر آباد کو گانٹھ کر سب سڈی ایری قاعدے پر اُس سے عہد نامہ کیا۔ چنانچہ نظام نے ٹیپو کے مقابلے پر انگریزوں کے لئے ایک بڑی فوج بھیجی۔ جس کا حاکم کرنیل ولزلی مقرر ہؤا + اس کے بعد گورنر جنرل جنگ میسور کے اہتمام کے لئے بذاتِ خود مدراس چلا آیا + اس لڑائی میں گورنر جنرل کے اس قدر ہمہ تن مصروف ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔ کہ فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اُس وقت مصر یہ جنگ کر رہا تھا۔ اور ٹیپو نے انگریزوں کو ہند سے نکال دینے کے لئے برملا اُس کی مدد مانگی تھی۔ اور یہ کہا تھا۔ کہ میں فرانس کی سلطنت جمہور میں دل و جان سے شریک و متفق ہوں۔ غرض ان وجوہات سے لارڈ ولزلی بھی اس لڑائی کی تیاری میں کمال سرگرم تھا۔ بس اُس نے حکم دیا۔ کہ دو فوجیں دو طرف سے

میسور پر حملہ کریں + اس میں سے ایک فوج کا نام کرناٹک کا کمپو تھا - جس کا سپہ سالار جرنیل ہیرس مقرر ہؤا - اور یہ فوج مدراس کی طرف سے ٹیپو کے ملک پر حملہ آور ہوئی - دوسرا کمپو بمبئی احاطے کی فوج کا تھا - جس کا سپہ سالار جرنیل سٹوارٹ تھا - اور یہ فوج ساحل مالابار کی طرف سے اُتری + غرض ان دونو کمپوؤں نے ٹیپو کی خوب خبر لی - اور اُس کو پے در پے شکست دی + بمبئی احاطے کے کمپو کا بڑا معرکہ سیدا سیر پر ہؤا - اور کرناٹک کے کمپو کا ملاویلی پر - اور ان دونو میدانوں میں ٹیپو کو شکست ہوئی - آخر دونو کمپو بڑھتے بڑھتے میسور کے پایۂ تخت سرینگ پٹم پر جا پہنچے - اور اُس کا محاصرہ کر لیا +

اب ٹیپو کے اوسان خطا ہوئے - اور خوف و ہراس دل پر چھایا - چنانچہ کہیں تو وہ فال کھلواتا اور پنڈتوں نجومیوں سے پوچھتا تھا - اور کہیں مسجدوں میں دعائیں منگواتا اور مندروں میں پوجا کرواتا تھا - اور وہ دن بھول گیا تھا - کہ ہندوؤں کو کیسی کیسی تکلیفیں دی تھیں - اور ان کے مندروں کو مسمار کرایا تھا + آخر جب کسی طرح کام بنتا نظر نہ آیا - تو صلح کا پیغام بھیجا - مگر جرنیل ہیرس نے جو شرطیں پیش کیں - اُن کے منظور کرنے میں لیت و لعل کیا + ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ وہ اُس وقت سارے فنون سپہ گری اور عہد و پیمان کے ڈھنگ بھول گیا تھا - بلکہ اس

میں اوسط درجے کی عقل و دانش بھی باقی نہیں رہی تھی۔ ادھر فوج انگریزی برابر اپنا کام کیئے جاتی تھی۔ یعنی سرینگاپٹم کی لوہا لاٹ فصیلوں اور گرگجوں پر برابر گولا برسا رہی تھی۔ آخر ۳۔ مئی ۱۷۹۹ء کو فصیل میں شگاف ہو گیا۔ اور جرنیل بے اڈ جو وہاں چار برس تک قید رہ چکا تھا۔ اگلے روز علے الصباح فوج لے کر فصیل پر چڑھ گیا۔ اور بات کی بات میں انگریزی جھنڈا شگاف فصیل کے اوپر جا گاڑا + فوج کے دو پروں نے دو طرف سے دھاوا کیا۔ اور رستے میں جو کچھ سدِ راہ ہوا۔ اُس پر فتح پا کر اور فوج میسور کے ایک بہادر دستے کو مغلوب کرکے شہر کے مشرقی دروازے پر آ ملے۔ اور تمام شہر سر ہو گیا +

اس معرکے میں سلطان بھی کام آیا۔ اور اُس کی لاش ایک چھتے کے نیچے مقتولوں کے ڈھیر تلے پالکی میں پڑی ہوئی ملی + انگریزوں نے اُس کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے میں فوج کی رسوم تعظیم و تکریم کے ساتھ دفن کرا دیا + پیچھے معلوم ہوا۔ کہ اُس نے جتنے انگریز محاصرے کے وقت قید کیئے تھے۔ اُن سب کو مروا ڈالا تھا۔ پس ٹیپو پر اگر کچھ ترس آتا بھی۔ تو اس ظلم کے باعث اب نہیں آتا +

جب لارڈ ولزلی میسور کی لڑائی اس طرح فتح کر چکا۔ تو اُس نے ملک مفتوحہ میں سے جو ضلعے حیدر آباد کے قریب تھے۔ وہ نظام کو دے دئے۔ اور اضلاع کا بڑا۔

کوام بٹور اور وینا ڈ انگریزی عملداری میں شامل کر لئے + اب رہی ریاست میسور کی حکومت - اس کے لئے گورنر جنرل نے یہ تجویز کی - کہ وہاں کے قدیم راجہ کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو جو گدی کا وارث تھا - مسند نشین کر دیا - اور ملک میسور کا انتظام اپنے بھائی جرنیل ولزلی کے سپرد کیا + حقیقت یہ ہے - کہ سلطنت میسور کی فتح سے انگریزوں کی حکومت کو دکن میں قطعی غلبہ ہو گیا +

۵- کرناٹک اور ممالک مغربی و شمالی کا الحاق

دو برس بعد یعنی ۱۸۰۱ء میں محمد علی کے بیٹے نواب کرناٹک نے اپنا ملک خود سرکار انگریزی کے حوالے کر دیا - اور اُس کی عوض ایک بیش قرار پنشن یعنی منظور کر لی + اس ملک کے مل جانے ہی سے مدراس احاطے کا علاقہ اس قدر وسیع ہو گیا - جس قدر کہ اب ہے +

اسی سال گورنر جنرل نے اودھ کے معاملات میں دخل دیا - اُس کی وجہ یہ تھی کہ سعادت علی خاں نواب اودھ اور اُس کے وزیر نے اودھ میں سخت بد انتظامی اور ظلم کر رکھا تھا - اور اُس کے علاوہ سب سڈی ایری قاعدے کے عہدنامے کے مطابق کنٹنجنٹ فوج جیسی شائستہ اور قواعد داں ہونی چاہئے تھی - ویسی نہ تھی - پس گورنر جنرل نے نواب کو تاکید کرکے ان خرابیوں کو رفع کرایا - اور فوج کے خرچ کے واسطے چند ضلعے اُس

سے لے لئے - اور اب صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کا
ایک بڑا حصہ یہی ضلعے ہیں +

۶- مرہٹوں کا مغلوب ہونا

لارڈ ولزلی اور کمپنی کے باہم کئی بار نا چاقی
ہوئی - جس کے دو سبب تھے + اوّل تو یہ - کہ
کمپنی کو گورنر جنرل کا بہت سا ملک فتح کر لینا
پسند نہ آیا + دوسرے یہ - کہ اب تک انگلستان اور
ہندوستان کے باہم جو سوداگری ہوتی تھی - وہ کمپنی
کے سوا اور کوئی نہ کر سکتا تھا - مگر لارڈ ولزلی یہ
چاہتا تھا - کہ اس اجارے کو توڑ کر عام اجازت دے -
کہ جو انگریز چاہے - ہند کی تجارت سے فائدہ اُٹھائے +
غرض ان باتوں سے لارڈ ولزلی اور کمپنی کے باہم
ناچاقی ہوئی - اور گورنر جنرل ۱۸۰۲ء میں اپنے عہدے
سے استعفا دینے پر آمادہ ہو گیا - مگر پیچھے کچھ سمجھانے
سے اُس نے ایک برس اور ہند میں رہنا قبول کیا +
یہ امر سلطنت انگلشیہ ہند کے لئے ایک بڑی خوش نصیبی
کا باعث ہؤا - کیونکہ اسی اثنا میں عہد نامۂ بسین مرتب
ہؤا - اور اس کے ساتھ ہی سیندھیا اور والئے برار
سے سرکار انگریزی کی لڑائی ہوئی - جو مرہٹوں کی
دوسری لڑائی کہلاتی ہے + اس لڑائی کے بعد ہلکر
اور راجہ بھرتپور سے جنگ ہوئی - جو مرہٹوں کی
تیسری لڑائی کے نام سے مشہور ہے + اس سے مرہٹوں
کا زور بالکل ٹوٹ گیا - اور سرکار انگریزی کی حکومت
ہند کی ساری حکومتوں پر غالب ہو گئی + ان لڑائیوں

اور ان کے نتیجوں کا مختصر حال چوتھے باب کی دوسری فصل میں بیان ہو چکا ہے + اسی زمانے میں ملک اوڑیسہ بھی انگریزوں نے مرہٹوں سے چھین لیا +

آخر لارڈ ولزلی نہایت شان و شوکت اور کامرانی کے ساتھ ہند کی سلطنت انگریزی پر حکمران رہ کر ۱۸۰۵ء میں یہاں سے رخصت ہؤا۔ جب اُس نے عنان حکومت ہاتھ میں لی تھی۔ اُس وقت ہند میں سرکار انگریزی کا علاقہ بہت دور تک نہ تھا۔ مگر اُس نے اپنے عہد حکومت میں اپنی حسن لیاقت سے اُس کو دو چند سے بھی زیادہ کر دیا۔ اور پھر اتنی بڑی وسیع سلطنت کو استحکام بھی خاطر خواہ بخشا +

چوتھی فصل۔ لارڈ کارنوالس کا دوبارہ گورنر جنرل مقرر ہونا۔ سر جارج بارلو اور لارڈ منٹو گورنر جنرل۔ ۱۸۰۵ء سے ۱۸۱۳ء تک

۱- مرہٹوں سے صلح

لارڈ ولزلی کے بعد لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہو کر ہند میں آیا۔ مگر چند مہینے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔ پھر سر جارج بارلو گورنر جنرل مقرر ہؤا + ان دونو کا مصمم ارادہ تھا۔ کہ جن جن

ریاستوں سے لارڈ ولزلی لڑتا رہا ہے - ہم اُن سے فوراً صلح کر لیں - اس لئے اس گورنر جنرل نے ہلکر سے بہت ہی نرم شرطوں پر جلدی سے صلح کر لی - اور اس میں ایک بڑی ندامت کی بات یہ ہوئی - کہ راجپوت جنہوں نے اس لڑائی میں انگریزوں کا ساتھ دیا تھا - اُن سے اب مرہٹے خاصی طرح انتقام لے سکتے تھے - کیونکہ گورنر جنرل نے صاف کہ دیا تھا - کہ آئندہ ہم ہندوستانی رئیسوں کے جھگڑے قضیوں میں مداخلت نہ کرینگے +

[illegible]

سر جارج بارلو کے عہد حکومت کا ایک واقعہ یہ بھی ہے - کہ مدراس احاطے کے کچھ سپاہی جو مقام ویلور میں متعین تھے - اُنہوں نے بغاوت کی - اور اُس کی وجہ یہ ہوئی - کہ گورنمنٹ نے اُن کی ٹوپیوں کی قطع کسی قدر بدل دی تھی - اس سے سپاہی ناحق بد ظن ہو گئے - کہ سرکار ہماری ذات بگاڑتی ہے - اور ہم کو عیسائی کرنا چاہتی ہے - یہ خیال خام دل میں پکا کر بغاوت پر کمر باندھ بیچارے سوتے ہوئے گوروں پر آ پڑے - اور بہت سے جوانوں کو مار ڈالا - مگر کچھ فوج انگریزی جھٹ پٹ پہنچ گئی - اُس نے اُن پر حملہ کرکے بہت سے باغیوں کو تو بھگا دیا - اور جو بچے اُن کو بغاوت کے جرم میں قتل کر ڈالا + اس کے بعد سر جارج بارلو عہدۂ گورنر جنرلی سے بدل کر مدراس کا گورنر مقرر ہوا - اور لارڈ منٹو

۱۸۰۷ء میں ہند کا گورنر جنرل ہو کر آیا +

لارڈ منٹو کے عہد حکومت کے واقعات

انگریزوں اور فرانسیسوں کے باہم جو جنگ یورپ میں بہت عرصے سے ہو رہی تھی - وہ اب لارڈ منٹو کے عہد میں اور بھی زیادہ زور شور سے ہونے لگی - اور ہند کی انگریزی فوج نے فرانسیسوں اور اُن کے دوست ولندیزوں کی ساری بستیاں جو ایشیا میں تھیں - فتح کر لیں - ان سب میں ولندیزوں کا جزیرۂ جاوا ایک بڑا زر ریز علاقہ تھا - سرکار انگریزی کو روسیوں اور فرانسیسوں کی طرف سے اُس وقت ایک یہ دغدغہ پیدا ہو گیا تھا - کہ وہ والیان پنجاب و سندھ و افغانستان و ایران کو سرکار انگریزی کے برخلاف سازش کرنے پر برانگیختہ کر کے عملداریٔ انگریزی میں رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں - اس وجہ سے گورنر جنرل نے والیٔ کابل و شاہ ایران و امیران سندھ کو اپنے ڈھب پر لا کر اُن سے یہ عہد نامے لکھوا لئے - کہ ہم یورپ کی کسی اور سلطنت سے سروکار نہ رکھینگے + ان کے علاوہ سکھوں کے بڑے نامور حاکم مہاراجہ رنجیت سنگھ والیٔ پنجاب کو سمجھا کر اُس سے بھی ایک ایسا ہی عہد نامہ لکھوا لیا - اس مقام پر سکھوں کی حکومت کا کچھ حال بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے +

[illegible]

تیسرے باب کی اخیر فصل میں بیان ہو چکا ہے - کہ سکھوں کا فرقہ ایک مذہبی

فرقہ تھا - اور اوّل اوّل یہ لوگ کسی کو اذیت نہ پہنچاتے تھے - مگر چونکہ دلی کے شاہان اسلام نے ان پر سختیاں کیں - اس لئے وہ نرا مذہبی فرقہ نہ رہا - بلکہ ایک جنگی گروہ بن گیا - فرّخ سیر بادشاہ نے تو اُن کو اس قدر قتل کیا تھا - کہ اُن کا نام و نشان مٹا دینے میں کچھ باقی نہ رکھا تھا - مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد وہ پھر سرسبز ہونے لگے - اور پنجاب میں اُن کی جمعیّت و طاقت ویسی ہی ہو گئی + پنجاب کی یہ صورت تھی - کہ اوّل نادر شاہ والئے ایران نے ۱۷۳۸ء میں اُس کو فتح کرکے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنایا - پھر اُس کے بعد احمد شاہ دُرّانی والئے افغانستان نے کئی بار حملے کئے - اور اس ملک میں اپنا عمل بٹھا لیا + غرض ۱۷۵۱ء کے بعد پنجاب سلطنت مغلیہ سے علیٰحدہ ہو کر کابل کے دُرّانی بادشاہوں سے متعلق ہو گیا تھا +

۵- رنجیت سنگھ

دوسری نومبر ۱۷۸۰ء کو رنجیت سنگھ گوجرانوالے میں پیدا ہؤا - اور اُس کی عمر اٹھارہ برس کی تھی - کہ احمد شاہ ابدالی کا پوتا زمان شاہ یہاں آیا - اور اتفاقاً اُس کی چند توپیں دریائے جہلم میں ڈوب گئیں + رنجیت سنگھ نے اُنہیں نکلوا کر اُس کے حضور میں پیش کیا - اس سے زمان شاہ بہت خوش ہؤا - اور رنجیت سنگھ کو اُس نے حاکم لاہور مقرّر کر دیا + اُس وقت سے رنجیت سنگھ نے اپنی

ساری لیاقت اپنی فوج کے بنانے اور عملداری کے بڑھانے میں صرف کرنی شروع کی +

سنہ ۱۸۰۹ء میں پٹیالہ اور جیند کے سکھ سرداروں نے رنجیت سنگھ کی دست درازیوں سے تنگ آکر لارڈ منٹو کی پناہ میں آنا چاہا۔ اس وجہ سے مٹکاف جو آئندہ اپنی بڑی لیاقت اور کارگزاری کے باعث پہلے سر چارلس مٹکاف اور بعد ازاں لارڈ مٹکاف کے خطاب سے ممتاز ہؤا۔ سرکار انگریزی کی طرف سے سفیر ہو کر لاہور آیا۔ یہاں آکر اُس نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ایک عہدنامہ لکھوایا۔ جس کے بموجب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ اقرار کیا۔ کہ میں ستلج کے اُس پار کی ریاستوں میں مداخلت نہ کرونگا۔ اور سرکار انگریزی سے رابطۂ اتحاد بڑھاؤنگا۔ مٹکاف کی عمر تو اُس وقت پورے اکیس برس کی بھی نہ تھی۔ مگر اُس نے سفارت کا کام اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ رنجیت سنگھ اُس سے بہت خوش ہؤا۔ اور انگریزوں کی خوبیاں اُس وقت اُس کے دل میں ایسی کھب گئیں۔ کہ پھر کوئی اُس کو سکھا پڑھا کر اُس عہد نامے کے توڑنے پر آمادہ نہ کر سکا +

پانچویں فصل ۔ مارکوئس آو ہیسٹنگز گورنر جنرل ۔ نیپال اور پنڈاروں کی لڑائیاں ۔ سنہ ۱۸۱۳ء سے سنہ ۱۸۲۳ء تک

لارڈ منٹو کے بعد ارل موآئرا جس کو پیچھے مارکوئس آو ہیسٹنگز خطاب ملا ۔ سنہ ۱۸۱۳ء میں ہند کا گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا ۔ یہاں آکر اُس نے دیکھا ۔ کہ سرکار کی آمدنی قلیل ہے ۔ اور خرچ کثیر ۔ اور ہندوستانی رئیسوں سے بہت سے جھگڑے قضئے درپیش ہیں ۔ مگر پھر بھی اُس نے ۹ برس تک بڑے استقلال اور کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی ۔ اور جب وہ ہند سے رخصت ہوا ۔ تو سلطنت کو خوب رونق حاصل ہو گئی تھی ۔ یہ گورنر جنرل میدان جنگ میں بڑا بہادر سپاہی اور انتظام ملکی میں بڑا تجربہ کار حاکم اور نہایت خلیق اور خوش مزاج امیر تھا ۔

جنگ نیپال

گورکھوں کی زبردست اور جنگجو قوم نے چند سال سے ملک نیپال میں اپنا قدم جما کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا تھا ۔ چنانچہ جب وہ کوہ ہمالیہ کی زیرین گھاٹیوں کو بالکل اپنے قبضے میں لا چکے ۔ تو ہندوستان کے میدانوں میں جو ملک اُن کے قریب تھے ۔ اُن میں قدم بڑھانے

لگے - چنانچہ والئے نیپال نے زمیندار بھوٹوال کو قید کرکے اُس کا ملک چھین لیا - اور سرکار انگریزی کے اٹھارہ ملازمان پولیس کو جو وہاں تھے - مار ڈالا + یہ دیکھ کر گورنر جنرل نے گورکھوں کو قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ کیا - چنانچہ ۱۸۱۴ء میں انگریزی فوج کو حکم ہُوا - کہ چار دستے ہو کر علٰحدہ علٰحدہ رستوں سے نیپال پر چڑھ جائے + اس فوج کے سپہ سالار جرنیل اختر لونی اور جنرل گلسپی مقرر ہوئے - اور گورکھوں کا سردار امر سنگھ اُن کے مقابلے پر آیا + جنرل گلسپی نے قلعہ کلنگا پر بڑی بہادری سے حملہ کیا - مگر قلعہ سر نہ ہُوا - اور وہ خود وہاں مارا گیا + پھر اُس فوج نے اور بھی کئی زکیں کھائیں - مگر جرنیل اختر لونی نے امر سنگھ کو قلعہ رام گڑھ سے جو نہایت مستحکم تھا - مار کر بھگا دیا - اور راجۂ بلاس پور نے والئے نیپال کا ساتھ چھوڑ دیا - اور صوبۂ کماؤں پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا + انجام کار امر سنگھ قلعۂ مالون میں گھر گیا - وہاں اُس نے عاجز آ کر جرنیل اختر لونی سے صلح کر لی - اور ستلج و جمنا کے مابین جس قدر ضلعے تھے - وہ سب انگریزوں کے حوالے کر دئے - اور علاقۂ گڑھوال خالی کر دیا + جب والئے نیپال کو اپنی فوج کی شکستوں کا حال معلوم ہُوا - تو وہ بہت گھبرایا - اور صلح کا پیغام ڈالا - مگر چونکہ ترائی کے بعض ضلعوں کو سرکار کے حوالے کر دینے میں عذر کیا - اس لئے معاملہ طے نہ ہُوا - اس پر جرنیل اختر لونی

پھر فوج لے کر آگے بڑھا - اور کئی لڑائیاں فتح کیں - آخر سرکار نیپال کو خوب یقین ہو گیا - کہ میں فوج انگریزی سے کسی طرح عہدہ بر آ نہ ہو سکونگا - اس لئے اب اُس نے چار و ناچار سارے اضلاع مفتوحہ کو انگریزوں کے حوالے کرنا منظور کر لیا - اور ۱۸۱۶ء میں باہم صلح ہو گئی +

۱۸۱۷ پنڈاری

پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی - اور اُن کی بڑی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹوں کی فوج کے پیچھے پیچھے گیدڑوں کی طرح رہا کرتی تھیں - اور اُن غارت گروں کو دریائے نربدا کے متصل کچھ زمینیں بھی مل گئی تھیں + یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لئے گویا ایک وبائے عالمگیر بن رہے تھے - اس لئے اب سرکار انگریزی اُن دشمنان خلق خدا کا قرار واقعی تدارک کرنے اور مرہٹے سردار جو نیپال کی لڑائی سے سرکار کے برخلاف سازش کرنے لگے تھے - ساتھ ہی اُن کو بھی تنبیہ کرنے اور اپنی حکومت عالیہ کے زور و قوّت کا سکّہ سب کے دلوں پر بٹھانے پر آمادہ ہوئی + باجی راؤ پیشوا جو پونا میں رہتا تھا - مرہٹوں کی اس سازش کا سرغنہ تھا - اور آپا صاحب راجۂ ناگپور بھی اس میں شریک ہو گیا تھا +

۱۸۱۸ نتیجہ

انجام یہ ہُوا - کہ سیندھیا نے سرکار کی اطاعت قبول کر لی - جس کی وجہ سے اُس کی اولاد آج

تک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خاں جو پنڈاروں کا سب سے بڑا سردار تھا۔ اُس نے بھی ہتھیار ڈال دئے۔ اور اسی سبب سے اُس کی اولاد بھی اب تک ٹونک میں حکمراں ہے۔ مگر باجی راؤ برسر مقابلہ ہُوا۔ اور پونا میں رزیڈنٹی کی کوٹھی پر حملہ کرکے اُس کو لوٹ لیا۔ لیکن کچھ بہت دم خم نہ رکھتا تھا۔ اس لئے تھوڑے ہی عرصے میں میدان سے بھاگ نکلا۔ اور ہر چند کئی مقاموں پر فوج سرکاری کے مقابلے میں آیا۔ مگر اُس سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر گدی سے اُتارا گیا۔ اور اُس کی ریاست سرکاری عملداری میں شامل ہو گئی۔ صرف ستارا کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجۂ ستارا کو جو سیوا جی کی نسل میں سے تھا۔ دے دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۸۱۸ء کا ہے +

[illegible]

باجی راؤ کے مغلوب ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد آپا صاحب نے ناگپور میں جو انگریز تھے۔ اُن پر حملہ کیا۔ مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا + پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ اور یہاں سکھوں میں کچھ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مرگیا + جب امیر خاں نے جو پنڈاروں کا بڑا سرگروہ تھا۔ انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی۔ تو پھر اَور پنڈارے سردار بھی ایک ایک کرکے مغلوب و مطیع ہو گئے۔ ان سرداروں میں چیتو سب

۴- چیتو پنڈارا اور مہدپور کی لڑائی

سے آخر مغلوب ہؤا تھا - اُس نے ایک بار ہلکر کی فوج میں پناہ لی - اور اُس فوج نے راجۂ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزوں کی طرف دار ہے - قتل کرکے انگریزوں کے مقابلے کا ارادہ کیا - اس وجہ سے ۱۸۱۷ء میں مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی ٭ اُس میں انگریزی فوج فتحیاب ہوئی ٭ اور ہلکر کی فوج کے مرہٹوں اور پنڈاروں نے کامل شکست کھائی - اس کے بعد ملہار راؤ ہلکر نے تو انگریزوں سے سب سڈی اے ری قاعدے پر عہدنامہ کر لیا - اور چیتو بھاگ کر آوارہ پھرتا رہا - اور اُسی کا جتھا ٹوٹتا گیا - انجام یہ ہؤا - کہ ملک خاندیس میں اسیر گڑھ کے پاس جنگل میں اُسے ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا ٭

اس لڑائی کے بعد مرہٹوں کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند میں سرکار انگریزی کا تسلط ہو کر امن چین ہو گیا - اور ۱۸۲۳ء میں مار کوئس آو ہیسٹنگز ولایت کو رخصت ہؤا - اور سب لوگ اُس کے مداح رہے ٭

چھٹی فصل - لارڈ ایمہرسٹ گورنر جنرل برما کی اوّل لڑائی اور قلعۂ بھرت پور کا فتح ہونا - سنہ ۱۸۲۳ع سے سنہ ۱۸۲۸ع تک

لارڈ ہیسٹنگز کے ہند سے رخصت ہونے کے چند مہینے بعد لارڈ ایمہرسٹ ہند کا گورنر جنرل ہو کر آیا - اور تھوڑی ہی مدّت بعد اُس کو یہ ثابت ہوا - کہ شاہ برما جو اپنی نادانی و حماقت سے سرکار انگریزی کی تحقیر و توہین پر آمادہ ہے - اُس کا تدارک ضروری ہے = واضح ہو - کہ برما وہ ملک ہے - جو خلیج بنگالہ کے مشرق کی طرف اور صوبۂ بنگالہ کے مشرقی اضلاع اور چاٹگاؤں کے پرے واقع ہے - اور وہاں کے لوگ ہندوؤں سے مشابہت نہیں رکھتے - مگر کسی قدر چینیوں کی مانند ہیں + اُس وقت تک برما اور ہندوستان کے لوگوں میں کوئی راہ و رابط نہ تھا - گو قدیم زمانے میں بودھ مذہب ہندوستان ہی سے اُس ملک میں گیا - اور اب تک وہاں کے لوگ بودھ مذہب کے پیرو ہیں - سنہ ۱۸۲۳ع میں شاہ برما کی دست درازیوں سے اُس ملک کا بہت سا حصّہ انگریزی عملداری میں شامل ہو گیا ہے +

جو ملک خلیج بنگالہ کے شمال مشرقی ساحل پر واقع

۱- برما کی پہلی لڑائی

ہے۔ اُس میں شاہ برما بہت سا علاقہ فتح کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ اُس نے ملک اراکان اور آسام کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اور اب اُس کے علاقے کی مغربی سرحد ملک بنگالہ کے انگریزی ضلعوں سے آملی تھی۔ مگر اُس نے اس پر قناعت نہ کی۔ اور دوسرے اُس کو یہ بخوبی معلوم نہ تھا۔ کہ انگریزوں کے سامنے کوئی تاب مقابلہ نہیں لا سکتا + غرض اُس نے لارڈ ہیسٹنگز کے زمانے میں جب انگریزی فوج پنڈاروں کی تنبیہ و تادیب میں مصروف تھی۔ موقع وقت غنیمت جان کر یہ ارادہ کیا۔ کہ بنگالے کے بعض اضلاع پر تسلط کرلے۔ چنانچہ اُس نے گورنر جنرل کو بیباکانہ لکھ بھیجا۔ کہ بنگالے کے فلاں اضلاع جو اراکان کی سلطنت قدیم سے متعلق ہیں۔ ہمارے سپرد کردو + مگر ادھر تو گورنر جنرل نے اُس خط کو جعلی سمجھ کر اس پر کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور اُدھر شاہ برما بھی یہ سن کر کہ انگریز اہل نیپال اور ہند میں اپنے اور سب مخالفوں کو زیر کر چکے ہیں۔ خوف کے مارے چُپ ہو گیا۔ اور اُس خط کو اپنی طرف منسوب نہ کیا۔ اس لئے اُس وقت تو یہ معاملہ یونہی رفع دفع ہو گیا۔ مگر پھر سنہ ۱۸۲۳ء میں شاہ برما ملک کچھار پر جس کا راجہ سرکار انگریزی کا دوست تھا۔ یورش کرنے کو آمادہ ہوا۔ اور بعض اور بھی ایسی باتیں کیں جن سے ثابت ہوا۔ کہ وہ انگریزوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا + اس پر

لارڈ ایمہرسٹ نے شاہ برما کی تنبیہ کے لئے جرنیل کیمپل کے زیر کمان انگریزی فوج روانہ کی - جس نے کئی لڑائیاں ایسی ماریں - کہ شاہ برما کا سارا بل نکل گیا + اخیر لڑائی جو سب سے بھاری تھی - مقام پگھن پر ہوئی - اس معرکے میں سرکار انگریزی کے دو ہزار جوانوں نے دشمن کے اٹھارہ ہزار سپاہیوں کو شکست دی - اور انگریزی فوج بڑھتے بڑھتے برما کے پایۂ تخت امر پور کے قریب جا پہنچی - یہاں تک کہ محل شاہی تھوڑی ہی دور رہ گیا + اب بادشاہ کو اس کے سوا کچھ بن نہ آئی - کہ اطاعت قبول کرکے عہد نامے پر دستخط کر دے + اس کا نام عہد نامۂ یندبو ہے - اور اس سے یہ قرار پایا - کہ شاہ برما ضلع اراکان اور کئی اور زر ریز ضلع انگریزوں کی نذر کرے - اور ایک کروڑ روپیہ نقد دے - اور آئندہ کبھی آسام اور کچھار کا دعوے نہ کرے +

۲- فتح بھرت پور ۱۸۲۶ع

چوتھے باب کی تیسری فصل میں بیان ہو چکا ہے - کہ انگریزی فوج نے لارڈ لیک کے ماتحت بھرت پور کے بڑے مضبوط قلعے پر ہلا کیا - مگر وہ فتح نہ ہؤا + اس سے سرکار انگریزی کے بعض دشمن یہ سمجھنے لگے تھے - کہ بھرت پور کا قلعہ اس قدر مستحکم ہے - کہ انگریز بھی اس کو کبھی سر نہیں کر سکتے - مگر ۱۸۲۶ع میں لارڈ کامبرمئر کی فوج نے اس مشہور قلعے کو ہلا کرکے فتح کر لیا - اور

اب لوگوں کے وہ خیالات خام رفع ہو گئے +

۴- ایمہرسٹ گورنر جنرل کا اعلان

اس واقعہ کے ایک برس بعد گورنر جنرل دلی آیا - یہاں کے تخت پر خاندان مغلیہ میں سے جو بادشاہ متمکن تھا - وہ اگرچہ بے اختیار محض اور انگریزوں کا پنشن خوار تھا - اور ہند کی حکومت سرکار انگریزی کے قبضے میں آ گئی تھی - تو بھی ہند کا بادشاہ اب تک برائے نام وُہی سمجھا جاتا تھا + اس وقت گورنر جنرل نے بادشاہ کو لکھ بھیجا - کہ اب انگریز سارے ہند کے بادشاہ ہیں - اور تمام فرمانروایان ہند اُن کے ماتحت اور مطیع ہیں +

ان معاملات کے بعد لارڈ ایم ہرسٹ ۱۸۲۸ء میں ولایت چلا گیا - یہ گورنر جنرل کوئی نامی گرامی گورنر جنرل نہیں تھا - اس کے بعد دوسرے گورنر جنرل کے آنے تک بٹرورث بیلی گورنر جنرل کا کام انجام دیتا رہا - یہ شخص اُن مدبّروں کے مشہور جرگے میں سے تھا - جو لارڈ ولزلی کی صحبت سے مستفیض ہوئے تھے +

ساتویں فصل - لارڈ وِلیَم بنٹنک گورنر جنرل - امن و اصلاحات ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

لارڈ ولیَم بنٹنک بیشتر مدراس احاطے کا گورنر تھا - مگر ۱۸۰۶ء میں کمپنی نے سپاہ ولور کی بغاوت کے باعث اُس کو معزول کرکے ولایت بلا لیا تھا - اس وجہ سے اُس کو بڑی آرزو تھی - کہ میں کسی طرح ہند کا گورنر جنرل ہو جاؤں - تاکہ سرخروئی اور نیکنامی حاصل کرکے پہلی بدنامی کی تلافی کروں + اب اس کی آرزو بر آئی - اور وہ اپنے ارادے میں بخوبی کامیاب ہوا - کیونکہ اس کا عہدِ حکومت ہند میں بڑی ترقی اور امن و آسائش کا زمانہ گزرا ہے - یہ عہد کسی بڑی جنگی مہم کے سبب مشہور نہیں ہے - بلکہ اس لئے مشہور ہے - کہ اس میں انتظام مصارف اور عدالت اور معاشرت کے باب میں بہت سے عمدہ عمدہ قاعدے جاری ہوئے - اور اُن سے ملک کو اس قدر فائدہ پہنچا - کہ کسی بڑی فتح سے بھی کبھی نہ پہنچا +

کورگ کی جنگ

اس کے عہد میں صرف ایک لڑائی پیش آئی - جس کی کیفیت یہ ہے - کہ

جنوبی ہند میں میسور کے متصل جو کورگ کی چھوٹی سی ایک ریاست واقع ہے۔ وہاں کا راجہ عقل سے خارج اور سخت ظالم تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے خاندان کے لوگوں میں سے بھی ایک ایک کو چن کر قتل کر ڈالا تھا۔ اور اپنی رعایا پر بھی نہایت ظلم و ستم کر رکھا تھا۔ یہ دیکھ کر سرکار انگریزی نے اُس کو منع کیا اور سمجھایا۔ کہ ان ناشائستہ حرکتوں سے باز آ۔ مگر نصیحت ماننی اور راہ پر آنا تو درکنار۔ وہ اُلٹا مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوگیا۔ اس پر گورنر جنرل نے یہ تجویز کی۔ کہ وہ گدی سے اُتار دیا جائے۔ اس تجویز کی تعمیل میں کوئی بڑی لڑائی پیش نہیں آئی۔ صرف دس روز کی جنگ میں سب فیصلہ ہوگیا۔ راجہ تو قید ہوکر بنارس بھیجا گیا۔ اور ۱۸۳۴ء میں سرکار انگریزی نے اس ملک پر اپنا تسلط کرلیا +

ریاست میسور کا انتظام

اس سے ایک سال پہلے ۱۸۳۲ء میں میسور کے ارکان ریاست کی سخت بد انتظامی کے باعث وہاں کی حکومت بھی ایک افسر انگریزی کے سپرد کر دی گئی تھی۔ اور اُس وقت سے اس ملک میں بڑی رونق اور آسودگی ہوگئی ہے + کچھ عرصہ ہؤا۔ کہ وہاں کے راجہ کا انتقال ہوگیا۔ مگر جس لڑکے کو اُس نے متبنٰے کرکے وارث مقرر کیا تھا۔ اُس کو گورنمنٹ نے اُس کا جانشین تسلیم کرلیا تھا۔ اور سلطنت کے تمام اختیارات اُس کے

سپرد کر دئے +

۳- انتظام مصارف و مصارف کی اصلاحیں

لارڈ ولیم بنٹنک نے ملکی اور جنگی مصارف میں کئی بڑی اصلاحیں کیں + ہندوستان میں آتے ہی آمدنی اور خرچ کو درست کیا- برما کی لڑائی کے سبب خزانے کی بُری حالت ہو گئی تھی- اس کے لئے وہ تین تجاویز عمل میں لایا- اوّل مقررہ خرچ میں کمی کی - اور سال میں بہت سا روپیہ بچت میں دکھایا- زمین کا وہ معاملہ جو وصول نہ ہوتا تھا- انتظام سے وصول کیا- اور مالوہ کی افیون پر محصول چنگی لگایا+ اور دوسری تجویز تو ایسی تھی- کہ بعض لوگ جن کا اس سے نقصان ہؤا- گورنر جنرل کے سخت مخالف ہو گئے تھے- یہ تجویز ڈبل بھتے کی موقوفی کی بابت تھی- اس کی اصل حقیقت یہ ہے- کہ جب فوج نوکری پر ہوتی تھی- تو اس کو معمولی تنخواہ کے علاوہ ڈبل بھتا ملا کرتا تھا- اب گورنر جنرل نے اُس کو موقوف کر دیا - پھر اُس نے سررشتۂ عدالت میں جو اصلاحیں کیں - وہ بھی بڑی مفید تھیں- اور خاص کر اہل ہند کا معزز عہدوں پر معدلت گستری کے لئے مقرر کیا جانا ایک بڑی عمدہ تجویز تھی +

۴- [illegible]

اگرچہ ان تجویزوں سے ہند کو بڑا فائدہ پہنچا ہے- مگر لارڈ ولیم بنٹنک نے یک ان سے بھی بڑا مفید حکم جاری کیا تھا - جس

سے اس کی بڑی شہرت اور ناموری ہوئی - یعنی اُس نے یہ حکم نافذ کیا - کہ آئندہ کوئی عورت ستی نہ ہونے پائے + ہندوؤں میں یہ وحشیانہ رسم مدت سے جاری تھی - کہ بیوہ عورتیں اپنے خاوندوں کی چتا پر اپنے تئیں جلا کر ہلاک کر ڈالا کرتی تھیں - اگرچہ سنسکرت کے کئی عالم و فاضل یہ کہتے تھے - کہ اس قبیح رسم کے لئے شاستروں میں کچھ حکم نہیں ہے - پھر بھی لوگ اس سے باز نہیں آتے تھے - مگر لارڈ ولیم بنٹنک نے اپنے دو بڑے مصاحبوں بٹر ورتھ بیلی اور سر چارلس مٹکاف کے صلاح مشورے سے ۱۸۲۹ء میں یہ قانون جاری کر دیا - کہ جو شخص کسی عورت کے ستی ہونے میں اعانت کریگا - اُس کو عدالت سے سخت سزا دی جائیگی + اس قانون کے سبب یہ وحشیانہ رسم اب ہند سے تقریباً بالکل اُٹھ گئی ہے +

حال ٹھگی

اسی سال گورنر جنرل نے ایک اور عمدہ انتظام بھی کیا - وہ یہ تھا - کہ میجر سلیمن کو ٹھگوں کی بیخ کنی کے لئے مامور کیا - ہند میں ٹھگوں کا بھی ایک فرقہ تھا - اور اُن کمبختوں کے گروہ کے گروہ ہوتے تھے - جنہوں نے ٹھگی کو اپنا پیشہ ہی کر رکھا تھا - یہ لوگ ناشائستہ فعل محض اسی خیال سے نہیں کرتے تھے - کہ بیچارے لوگوں کو جان سے مار کر اُن کا مال و اسباب لوٹ لیں - بلکہ اس کام کو اپنے زعم فاسد میں مذہبی دستور تصور کرتے تھے + ان موذیوں

کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ وسطِ ہند میں جو راہگیر مسافر اُن کو اکیلے دُکیلے نہتے مل جاتے تھے۔ اُنہیں بہکا کر موقع کی جگہ لے جاتے اور مار ڈالتے تھے۔ مگر میجر سلیمن نے ان کی خوب ہی خبر لی۔ اور اس ہیبت ناک جرم کا اچھی طرح انسداد کر دیا ✣

لارڈ ولیم بینٹنک کا عہد حکومت دو تاریخی واقعات کے لئے یاد رہیگا۔ اوّل ایسٹ انڈیا کمپنی کو بیس سال کے لئے اَور اختیارات منظور ہوئے۔ لیکن اس شرط پر کہ ہندوستان اور چین میں تجارت نہ ہوسکے۔ اور اہل یورپ کو بے روک ٹوک ہندوستان میں بود و باش اختیار کرنے کی اجازت دی جائے۔ دوسرے گورنر جنرل کی کونسل میں ایک چوتھا قانونی ممبر زیادہ کیا گیا۔ اور اس ممبر کے لئے کمپنی کا نوکر ہونا بھی ضرور نہ تھا۔ قانون درست کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی گئی۔ مکالے کونسل کا پہلا ممبر مقرر ہوا۔ اور وہی افسر قانونی کمیشن کا میر مجلس تھا ✣

راجہ رام موہن رائے

اسی زمانے میں رام موہن رائے نام ایک مشہور بنگالی نے مذہب ہنود میں اصلاح کرنی چاہی۔ یہ شخص عالم اور نیک نہاد تھا۔ اور اس نے اپنے ہموطنوں کی حالت کی اصلاح و تہذیب میں جہاں تک ہو سکا۔ کوشش کی ✣ اُسی وقت بادشاہ دہلی لارڈ ایمہرسٹ گورنر جنرل سابق کے اس اعلان سے کہ آئندہ سرکار انگریزی سارے ہند کی

بادشاہ سمجھی جائیگی - سخت حیران و پریشان تھا - کیونکہ اُس سے بادشاہ کی وقعت جاتی رہی تھی - اس لئے اُس نے رام موہن رائے کو اپنا مختار کرکے ولایت بھیجا - تاکہ وہ کوئی ایسی تجویز کرے - جس سے بادشاہ کی عزت و عظمت میں فرق نہ آئے - بلکہ اس کی پنشن میں کچھ اضافہ ہو جائے + غرض رام موہن رائے بادشاہ دہلی کی طرف سے وکیل ہوکر انگلستان گیا - اور وہاں شہر برسٹل میں ۱۸۳۳ء میں اس کا انتقال ہوگیا +

۸- آزادیٔ مطابع

مئی ۱۸۳۵ء میں لارڈ ولیم بنٹنک اپنے عہدے سے کنارہ کش ہوکر ولایت چلاگیا - اور مارچ ۱۸۳۶ء میں دوسرے گورنر جنرل کے آنے تک سر چارلس مٹکاف قائم مقام گورنر جنرل رہا - اُس نے مکالے کے صلاح اور مشورے سے اخباروں کو ساری قیود سے بری کرکے آزاد کر دیا +

آٹھویں فصل - لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل - کابل کی لڑائی

۱- افغانستان

۱۸۳۶ء میں لارڈ آک لینڈ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا - اس کے عہد کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ سرکار انگریزی کی افغانوں سے جنگ ہوئی + افغانستان ایک بڑا کوہستانی ملک ہے - اور ہند کی شمال مغربی

سرحد پر شمال مغربی سرحدی صوبے کے متصل واقع ہے
ان دونو کی حدِ فاصل اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ اور پنجاب
سے کابل جانے کا رستہ انہی پہاڑوں کے درمیان بڑے
بڑے دشوار گذار اور خطرناک دروں میں سے ہوکر ہے +
غیر ملکوں کے بادشاہ مثلاً محمود غزنوی - محمد غوری -
امیر تیمور - سلطان بابر اور نادر شاہ جو وقتاً فوقتاً ہند
پر حملہ آور ہوئے۔ وہ سب انہی دروں کی راہ پہاڑوں
سے گزر کر یہاں آئے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو بادشاہ
ہند پر فوج کشی کرنی چاہے۔ وہ اس جانب کے سوا
اور کسی طرف سے ہند میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مگر
ہاں دوسرا سمندر کا رستہ ہے۔ جہاں سے غنیم جہازوں
کے ذریعے سے آسکتا ہے +

یہی وجہ ہے۔ کہ جب سے ہند کی سلطنت سرکار
انگریزی کے قبضۂ اقتدار میں آئی ہے۔ اُس کی ہمیشہ
یہ آرزو رہی ہے۔ کہ افغانستان کا جو بادشاہ ہو۔ وہ
سرکار انگریزی کا دوست اور خیر خواہ ہو۔ تاکہ اگر کوئی
غیر ملک کا بادشاہ ہند پر فوج کشی کرکے یہاں کے
امن و آسائش میں خلل انداز ہونا چاہے۔ تو افغان
اُس کے سدِّ راہ اور مزاحم ہوں +

لارڈ آک لینڈ کے زمانے سے ذرا پہلے تک احمد شاہ
ابدالی کا خاندانِ دُرّانیہ افغانستان میں حکمراں تھا۔ اور
۱۸۰۹ء میں لارڈ منٹو گورنر جنرل ہند نے احمد شاہ ابدالی
کے پوتے شاہ شجاع سے عہد و پیمان کرکے رابطۂ

دوستی قائم کر لیا تھا۔ مگر اس کے بعد لارڈ ولیم بنٹنک گورنر جنرل کے عہد میں شاہ شجاع کو اس کے بھائی محمود نے افغانستان سے نکال دیا۔ پھر محمود کو بارک زئی پٹھانوں نے قتل کر ڈالا۔ اور جب لارڈ آک لینڈ ہند میں گورنر جنرل ہوکر آیا۔ تو بارک زئی افغانوں کا سردار دوست محمد خاں ملک کابل کے اکثر حصے کا حاکم تھا۔ گورنر جنرل نے اوّل اوّل تو دوست محمد خاں سے راہ و رسم پیدا کرنی چاہی ۔ مگر جب دیکھا ۔ کہ وہ سرکار انگریزی سے اتحاد رکھنے کا خواہاں نہیں ہے۔ تو شاہ شجاع کو مدد دے کر اس کو افغانستان کے تخت پر پھر بٹھانا چاہا + یہ ہمیشہ سے سرکار انگریزی کا دوست و وفادار اور اب تک اپنے ملک سے خارج ہوکر ہند میں پناہ گزیں اور سرکار انگریزی کا وظیفہ خوار تھا +

[illegible]

جب لارڈ آک لینڈ نے شاہ شجاع کو مدد دیکر کابل کے تخت پر پھر متمکن کرنا چاہا ۔ تو اُس کو یہ گمان تھا ۔ کہ اہل کابل دوست محمد خاں کی نسبت شاہ شجاع کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اُس نے جو فوج انگریزی شاہ شجاع کے ہمراہ کابل بھیجی ۔ وہ کچھ بہت زبردست نہ تھی + مہاراجہ رنجیت سنگھ شیر نیستان پنجاب نے بھی اپنی سکھوں کی فوج کو شاہ شجاع کی مدد کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر قضائے کردگار تھوڑے ہی دن بعد اُس کا

انتقال ہوگیا - اور سکھوں کی سلطنت میں بد انتظامی پھیل گئی +

جو انگریزی فوج افغانستان پر چڑھائی کرنے کے لئے تجویز کی گئی - اُس کا سپہ سالار سرجان کین مقرر ہؤا - اور میکناٹن جو پیچھے سر ولیم میکناٹن کے خطاب سے ممتاز ہؤا - اُس کا مددگار و معاون قرار پایا - غرض یہ فوج ہند سے روانہ ہوکر اوّل تو قندھار پہنچی - جو افغانستان کا ایک دارالسلطنت ہے - اور وہاں شاہ شجاع کو بڑی دھوم دھام سے پھر تخت پر بٹھایا - اس کے بعد وہاں سے غزنی آئی - اور قلعۂ غزنی کو بہت مضبوط و مستحکم پایا - مگر آخر انگریزوں نے اس قلعے کا ایک بڑا دروازہ بارود سے اُڑا دیا - اور فوج نے ہلا کرکے ۱۸۳۹ء میں قلعے کو سر کرلیا + جب غزنی فتح ہوگیا - تو انگریز آگے بڑھے - اور شہر کابل پر آن پہنچے - جو سلطنت افغانستان کا اصل پایۂ تخت ہے - اُس پر بھی انگریزوں کا تسلط ہوگیا - اور دوست محمد خاں بھاگ کر شمال کی طرف جنگل میں جا چھپا + حاصل کلام یہ کہ جس مقصد کے لئے انگریزوں نے کابل پر چڑھائی کی تھی - وہ اب پورا ہوگیا - کیونکہ شاہ شجاع تخت کابل پر پھر متمکن ہوگیا - اور اُس کا حریف دوست محمد خاں کابل سے بھاگ کر جنگلوں میں چلا گیا - پس اب انگریزی فوج کا اکثر حصہ تو کابل سے واپس چلا آیا - اور تھوڑی سی سپاہ ملک کے بندوبست

کے لئے افغانستان میں رہ گئی۔ دوسرے سال یعنی ۱۸۴۰ء کے اخیر میں دوست محمد خاں نے اپنے تئیں سر ولیم میک ناٹن کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد کوئی ایک برس تو ظاہراً ہر طرح سے امن و امان رہا۔ مگر پھر دسمبر ۱۸۴۱ء میں سارا افغانستان کابل کی اس تھوڑی سی انگریزی فوج کے مقابلے پر اُٹھ کھڑا ہؤا۔ اور دشمنوں کے ایک بے شمار اور جری گروہ نے ان کو گھیر کر ایسا تنگ کیا۔ کہ ان کو اپنے خونخوار دشمنوں سے چار و ناچار منّت و سماجت کے ساتھ معاملہ کرکے ہند کی راہ لینی پڑی۔ اُس وقت دوست محمد خاں کا بیٹا اکبر خاں افغانوں کا اعلےٰ سردار تھا۔ اُس نے دغا بازی سے ایک جلسے میں میک ناٹن کو مار ڈالا۔ اور پھر جب انگریزی فوج قول و قرار کے بعد ہند کی طرف روانہ ہوئی۔ تو تھوڑے ہی عرصے بعد افغان اپنے سارے عہد و پیمان پر خاک ڈال کر اس پر حملہ آور ہوئے۔ اس حالت میں انگریزی فوج کے گورے اور ہندوستانی سپاہی حتے الامکان لڑتے بھڑتے اور ہر طرح کی تکلیفیں جھیلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آئے۔ اوّل تو پہاڑ کے برفانی دروں کی سخت سردی۔ دوسرے راستہ نہایت دشوار گذار۔ تیسرے کھانے کپڑے کا سامان موجود نہ ہونا۔ پھر ان سب آفتوں پر طرّہ یہ۔ کہ دغا باز و خونخوار افغانوں کے دَل کے دَل پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے ان بیچارے سپاہیوں پر جو نیچے درے میں جا رہے تھے۔ برابر گولی

برسا رہے تھے۔ غرض ان مصیبتوں سے چند عیال دار افسروں اور ہیموں کے سوا جنہوں نے اپنے تئیں اکبر خاں کے حوالے کر دیا تھا۔ ساری فوج رستے ہیں ہلاک ہو گئی۔ صرف ایک شخص جیتا بچا تھا۔ جس کی زبانی اس ہول ناک واقعہ کی خبر جلال آباد میں پہنچی +

اس حادثے سے انگریزی عملداری میں ہر ایک شخص کو بڑا رنج و صدمہ ہوا۔ اور جب تک کہ دوسرے گورنر جنرل کے عہد میں جرنیل پالک نے افغانوں پر بڑی بڑی نمایاں فتوحات حاصل کر کے کابل فتح نہ کر لیا۔ اور فوج انگریزی خوب طرح سرخ رو نہ ہو گئی۔ اُس وقت تک لوگوں کے دل خوش نہ ہوئے + لارڈ آک لینڈ کے نام پر بھی اس حادثے سے بڑا حرف آیا۔ اور اگر یہ واقعہ نہ ہوتا۔ تو وہ ہند سے بہت نیک نام جاتا۔ کیونکہ وہ بڑا لائق حاکم تھا۔ اور کابل کی لڑائی شروع ہونے سے پہلے اس نے اپنے حسن انتظام سے سلطنت کی آمدنی کو بڑی ترقی دی تھی۔ غرض ۱۸۴۲ء میں یہ گورنر جنرل ہند سے رخصت ہوا +

نویں فصل - لارڈ اِلن برا گورنر جنرل کابل کی فتح اور ملک سندھ کا انگریزی عملداری میں شامل کیا جانا سنہ ۱۸۴۲ء سے سنہ ۱۸۴۴ء تک

لارڈ آک لینڈ کی جگہ لارڈ اِلن برا ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوُا - اور مارچ سنہ ۱۸۴۲ء میں کلکتے پہنچا - اوپر لکھا گیا ہے - کہ لارڈ آک لینڈ نے یہ خیال کیا تھا - کہ افغانستان کے لوگ دوست محمد خاں کی نسبت شاہ شجاع کو زیادہ پسند کرتے ہیں - مگر اُس کا یہ گمان غلط تھا - اور اسی غلطی سے کابل کا حادثہ ظہور میں آیا - اب بخوبی کھل گیا - کہ افغان دوست محمد خاں کے زیادہ طرفدار ہیں - کیونکہ چند روز بعد افغانوں نے شاہ شجاع کو کابل میں قتل کرکے اُس کی لاش خندق میں پھینک دی - مگر چونکہ افغانوں نے کابل میں فوج انگریزی سے بڑی مخالفت اور دغا کی تھی - اور اُس کی سزا دینی ضرور تھی - اس لئے سرکار انگریزی نے اب مصمم ارادہ کیا - کہ افغانوں سے اُن کی دغا بازی اور کینہ وری کا قرار واقعی انتقام لے کر پھر اُن کے معاملات میں دخل نہ دے - وہ

جس کو چاہیں - اپنا بادشاہ مقرر کریں +

جب انگریزوں کی وہ مصیبت زدہ فوج جس کا اوپر کی فصل میں ذکر ہؤا ہے - کابل سے مرتی کھپتی واپس چلی آ رہی تھی - اُس وقت سے لے کر اب تک برابر فوج انگریزی کا ایک بہادر دستہ جس کا سردار بھی سیل نامی بڑا شجاع و جوانمرد جرنیل تھا - جلال آباد کے بودے قلعے میں سے اُسی خونی اکبر خاں کے بے تعداد لشکر افغانیہ کا مقابلہ کر رہا تھا + جلال آباد کی اس انگریزی فوج کو اس اثنا میں بہت سی مشکلیں پیش آئیں - کیونکہ جب وہ قلعے کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکی - تو ایک ایسا بھونچال آیا - کہ وہ گر پڑی - مگر اس بہادر سپاہ نے جی نہ چھوڑا - پھر جھٹ پٹ جمٹ گئی - اور فصیل کے سارے شگاف بھر دئے - اور جب اس کام سے فارغ ہوئی - تو یہی نہیں - کہ صرف قلعے کے اندر بیٹھی بیٹھی دشمنوں سے لڑتی رہی ہو - بلکہ باہر میدان میں نکل کر اکبر خاں اور اُس کے ہزارہا افغانوں سے خوب لڑی - اور اُن کا مُنہ پھیر پھیر دیا - اور کیمپ میں آگ لگا دی - جس طرح یہ فوج اپنی شجاعت سے جلال آباد کے قلعے پر قبضہ کئے رہی - اُسی طرح ایک اور چھوٹا سا دستہ جرنیل ناٹ کے ماتحت قندھار میں جاڑے بھر اور گرمی کے شروع میں بھی دشمن کے مقابلے پر برابر ڈٹا رہا + ہند سے اُن کی کمک کو اور انگریزی فوج کے نہ جانے

کا سبب یہ تھا - کہ پہاڑ کے درے برف سے اٹ رہے تھے - اور ان سے گزرنا محال تھا - چنانچہ جب گرمی پڑنے لگی - اور برف پگھلی - تو جرنیل پالک انگریزی فوج لے کر ان کی مدد کے لئے ہند سے روانہ ہؤا - اور وہ درۂ خیبر جو شہر پشاور اور قلعۂ جلال آباد کے مابین پہاڑوں کے درمیان ایک بڑا دشوار گوار اور خطرناک رستہ ہے - اُس سے بزور شمشیر گزر کر چند ہی روز میں قلعۂ جلال آباد کی بہادر و نامور انگریزی فوج کو دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لیا - اور پھر کابل کی طرف بڑھا چلا گیا - اس فوج کے علاوہ انگریزی فوج کا ایک اور دستہ بھی ہند سے روانہ ہؤا تھا - اور وہ درۂ بولان کی راہ جو افغانستان کے عین جنوب اور بلوچستان کے شمال میں واقع ہے - جرنیل ناٹ اور اُس کے سپاہیوں کی کمک کے لئے قندھار پہنچا - پھر وہاں سے یہ دونو فوجیں جرنیل ناٹ کے ہمراہ آگے بڑھیں - اور غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا - اور وہاں سے کابل کی طرف روانہ ہوکر جرنیل پالک کے پاس آ پہنچیں - اُس کے بعد افغانوں کی دغا بازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا - اور جب افغانوں کو جا بجا سزا مل چکی اور افغانستان کے سارے بڑے بڑے قلعے سر ہو چکے - اور جتنے انگریز افغانوں کے پاس قید تھے - وہ سب چھڑا لئے

گئے - تو سرکاری فوج اطمینان کے ساتھ کابل سے اُلٹی پھری - اور سکھوں کی عملداری میں سے ہوکر فیروزپور میں آن پہنچی - اب دوست محمد خاں اور اور افغان جو ہند میں قید تھے - وہ سب رہا ہو گئے - اور اس مہم سے سپاہِ انگریزی کو سرخروئی بھی حاصل ہوئی - اور سرکار انگریزی کی عظمت و وقعت بھی اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ⁜

فتح سندھ

جب کابل میں لڑائی ہو رہی تھی - اُس وقت امیران سندھ سے کئی امور میں سرکارِ انگریزی کی مخالفت ظہور میں آئی - اس وجہ سے لارڈ اِلن برا نے جنگ افغانستان کے اختتام کے بعد یہ ارادہ کیا - کہ سندھ کے امیروں کو ان کی نالائق حرکتوں کے سبب سے تنبیہ کرے +

سندھ ہندوستان کا وہ حصّہ ہے - جو درۂ بولان اور بلوچستان کے متصل ہے - یہ ملک اس وقت کئی بلوچی حاکموں کے ماتحت تھا - جو امیرانِ سندھ کہلاتے تھے + ١٧٨٦ء میں بلوچستان کے پہاڑوں کی ایک تند خو بلوچی قوم نے ملک سندھ کو فتح کرکے اُس میں اپنا تسلط کرلیا تھا - یہ امیر انہی فتح کرنے والوں کی اولاد تھے - اور مضبوط قلعوں میں رہتے - اور اپنی رعایا پر اکثر بڑا ظلم و ستم کیا کرتے تھے - یہ لوگ انگریزوں کی طرف سے ہمیشہ بدگمان رہتے تھے - یہاں تک کہ اپنے علاقے اور سرکاری عملداری کے

درمیان تجارت کے قائم ہونے کے بھی روا دار نہ تھے +
جب لارڈ اِلن برا نے اِن لوگوں کی گوشمالی پر کمر باندھی - تو سر چارلس نے پیئر کو سپہ سالار مقرر کرکے سندھ بھیجا - اور یہ حکم دیا - کہ وہ صاف صاف دریافت کرے - کہ آیا امیرانِ سندھ سرکار انگریزی کے ساتھ رابطۂ اتحاد رکھنا چاہتے ہیں - یا اُس کے ساتھ مخالفت کرنے پر آمادہ ہیں - مگر اس کے چند روز بعد سندھ کی ایک فوج کثیر نے میجر آؤٹریم کی کوٹھی پر حملہ کیا - اور یہ سندھ کی لڑائی کی ابتدا تھی + اس کے بعد سر چارلس نے پیئر نے امیرانِ سندھ اور اُن کی ساری فوج کو دو بڑے میدانوں میں شکست کامل دی - اوّل لڑائی تو میانی پر ہوئی - اور دوسری حیدر آباد سندھ پر - اس کے بعد یہ تجویز ہوئی - کہ ملک سندھ قلمرو سرکار انگریزی میں شامل کر لیا جائے - اور امیرانِ سندھ کو بطور امیران سلطانی بنارس بھیج دیا جائے + یہ تجویز بڑی سخت تھی - اور اکثر لوگ اس کو بعید از انصاف سمجھتے تھے - اور یہ کہتے تھے - کہ گورنر جنرل کو مناسب تھا - کہ امیران سندھ کو اُن کی دغا بازی کی سزا دے کر پھر بحال کر دیتا - مگر اس سے قطع نظر کی جائے - تو ملک سندھ کا انگریزی حکومت میں آ جانا وہاں کی رعایا کے حق میں بے شک بڑا ہی مفید ہوا - چنانچہ اُس وقت سے اس ملک میں دولت و آسودگی بہت

بڑھ گئی +

جنگ گوالیار ۱۸۴۳

جب کابل اور سندھ کی لڑائیاں در پیش تھیں۔ گوالیار کے مرہٹے بھی آمادۂ فساد ہوتے جاتے تھے۔ اُس وقت وہاں فوج تو بے شمار اور بڑی جرّار تھی۔ اور سیندھیا یعنی مہاراجہ گوالیار خرد سال تھا۔ اور جھگڑا اس بات پر تھا۔ کہ مہاراجۂ نابالغ کا سرپرست اور نائب السلطنت کون شخص ہو۔ یہ فساد ایسا بے ڈھب تھا۔ کہ اس سے مرہٹوں کے باہم خانہ جنگی ہونے سے سارے وسط ہند پر آفت آنے کا اندیشہ تھا۔ اس وجہ سے لارڈ النبرا نے اس میں دخل دینا چاہا۔ اور انگریزی فوج کے دو دستوں کو گوالیار کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا + اس تدبیر سے گورنر جنرل کو امید تھی۔ کہ سارے مرہٹے دم بخود رہ جائینگے۔ اور فوراً امن چین ہو جائیگا۔ مگر گوالیار کی فوج جس کے دو گروہ تھے۔ اپنی جمعیّت کثیر اور عمدہ توپ خانے کے بل پر سرکاری فوج کے مقابلے کو آ موجود ہوئی۔ اور ۱۸۴۳ء میں ایک ہی روز دو بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں۔ ایک مہاراج پور پر اور دوسری پنیار پر + ان دونو معرکوں میں انگریز بالکل فتحیاب ہوئے۔ اور مرہٹوں کی ساری توپیں اور گولا بارود اور خزانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ آیا + اُس وقت سے مہاراجۂ گوالیار برابر سرکار انگریزی کا وفادار اور خیر خواہ باجگزار رہا ہے +

لارڈ اِلن برا اور کمپنی کے باہم کئی باتوں میں اختلاف رائے ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے ۱۸۴۴ء میں یکایک گورنر جنرل کے نام حکم آیا۔ کہ ولایت واپس چلا آئے۔

دسویں فصل۔ لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل سکھوں سے سرکار انگریزی کی اوّل لڑائی۔ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء تک

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عروج کے زمانے سے پہلے ہی کئی چھوٹے چھوٹے سرداروں نے ریاستیں بنالی تھیں۔ اور وہ زیادہ تر دریاے ستلج کے کنارے پر تھیں۔ ان میں سے بعض آج تک موجود ہیں۔ پہلے ذکر آچکا ہے۔ کہ رنجیت سنگھ کو ایک افغان سردار نے لاہور کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس نے خالصہ کا ایک باقاعدہ لشکر تیار کیا۔ اور اپنا دار الخلافہ لاہور بنایا۔ ملتان تک سب علاقہ فتح کر لیا۔ مغرب کی طرف پشاور تک اور شمال کی طرف کشمیر تک سلطنت بڑھالی۔ دائیں طرف ستلج تھا۔ اور اس سے پار سرکار انگریزی کا علاقہ تھا۔

جب سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۹ء میں

۱- سکھوں سے سرکار انگریزی کی پہلی لڑائی

انتقال کیا تھا - پنجاب میں سخت بے انتظامی اور ابتری ہو رہی تھی - چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد اور دربار لاہور کے ارکان ریاست میں سے بہت سے شخص باہمی نزاع و نفاق کے سبب قتل ہو چکے تھے - اور بہت سے انقلاب اور عزل و نصب عمل میں آ چکے تھے - آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی محبوبہ رانی چنداں کے بطن سے اُس کا بیٹا تھا - گدی پر بیٹھا - اور انتظام سلطنت کے لئے بڑے بڑے سکھ سرداروں کی ایک کونسل مقرر ہوئی - اور سلطنت کا نام خالصہ قرار پایا - یہ سب کچھ تو ہؤا - مگر پھر بھی انتظام نہ ہؤا - اور ۱۸۴۵ء تک سلطنت میں ویسا ہی فتور پڑا رہا - رانی چنداں اور سکھ سردار تو سب یہ جوڑ توڑ کر رہے تھے - کہ کسی طرح ساری حکومت ہمارے ہی ہاتھ میں آ جائے - اور فوج خالصہ جو بڑی زبردست اور جرار تھی - اس میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہو رہا تھا - اور لڑائی کے لئے بپھر رہی تھی +

جب پنجاب کی یہ کیفیت تھی - کہ لارڈ ہارڈنگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا + یہ گورنر جنرل بڑا جنگ آزمودہ اور بہادر شخص تھا - انگریزوں اور فرانسیسوں میں نپولین بونا پارٹ کی بوالہوسی کے باعث جو جنگ و جدل اوّل جزیرہ نمائے ہسپانیہ و پرتگال

ہیں اور اُس کے بعد واٹرلو کے میدان پر ہوئی تھی۔ اس میں لارڈ ہارڈنگ نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ اور اسی لڑائی میں اُس کا ایک ہاتھ بھی اُڑ گیا تھا + یہ گورنر جنرل حتے الامکان سکھوں کے معاملات سے علٰحدہ رہا۔ اور ان میں مطلق دخل نہ دیا + بلکہ دل سے یہی چاہتا رہا۔ کہ صلح اور امن رہے۔ مگر باوجود اس کے ۱۸۴۵ء میں سکھوں کی فوج دریائے ستلج سے جو علاقۂ انگریزی اور عملدارئے خالصہ کی حد فاصل تھی۔ یکایک عبور کرکے سرکاری علاقے پہ خود بخود حملہ آور ہوئی + بات یہ تھی۔ کہ جب فوجِ خالصہ سکھ سرداروں کے قابو کی نہ رہی۔ تو انھوں نے اس خیال سے اُسے انگریزی علاقے کی طرف جھونک دیا۔ کہ وہ انگریزی فوج کے ساتھ لڑائی بھڑائی میں مصروف ہو جائیگی۔ تو ہمارے سر سے بلا ٹل جائیگی +

جب سکھوں کے حملے کی خبر پہنچی۔ تو سرہیو گاف انگریزی سپہ سالار فوراً اُن کے مقابلے کو روانہ ہؤا۔ اور گورنر جنرل خود بھی اُس کے بعد وہاں آگیا۔ ہرچند انگریزوں کی جمعیت بہت کم تھی۔ پھر بھی اُنھوں نے فیروزپور کے قریب مُدکی اور فیروزشہر[1] (پھیرو شہر) کے میدانوں پر دو بڑے کشت و خون

[1] تاریخ کی بہت سی کتابوں میں اس جگہ کا نام فیروزشاہ لکھا ہے +

کے معرکے کر کے دو ہفتے کے اندر سکھوں کو پھر ستلج
کے پار ہٹا دیا۔ مگر چونکہ انگریزوں کے پاس گولہ
باروت اور ہر طرح کا سامان ہو چکا تھا۔ اس لئے
کمانڈر انچیف پھیروشہر کی فتح کے بعد سکھوں کا
خاطر خواہ پیچھا نہ کر سکا۔ اور سکھ بہت سی فوج
اور ستر توپیں لے کر پھر ستلج سے اتر آئے + اس
پر سر ہیری سمتھ تھوڑی سی فوج لے کر ان کے
مقابلے پر آیا۔ اور بدیوال پر گلاب سنگھ کی جمعیت
کثیر سے اس کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ مگر وہ سکھوں پر
حملہ نہ کر سکا۔ بلکہ سکھوں کی گولہ باری سے اس کی
فوج کا کچھ نقصان بھی ہوا۔ جس کو سکھوں نے
اپنی فتح سمجھا۔ لیکن اسی اثنا میں سر ہیری سمتھ کے
پاس کمک آ پہنچی۔ اور اس نے بڑھ کر علی وال کے
قریب ۲۸۔ جنوری ۱۸۴۶ء کو دشمن پر حملہ کیا۔ اور
انگریزی فوج بہادری کے ساتھ قدم بڑھائے چلی گئی۔
یہاں تک کہ سکھوں کو مار کر ستلج میں گرا دیا۔ اور
ان کی چھپن توپیں اور بے تعداد گولہ باروت اور
ہر طرح کا سامان انگریزوں کے ہاتھ آیا + گلاب سنگھ کو
یہ یقین تھا۔ کہ انجام کو فتح سکھوں ہی کے نام رہیگی۔
مگر اب اس کی آس ٹوٹ گئی۔ چنانچہ اس نے سردارانِ
انگریزی سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کی۔
اور جو ہندوستانی ریاستیں ایں روئے ستلج تھیں۔
وہ بھی فوراً انگریزوں کی طرف ہو گئیں +

اس کے بعد جب سر ہیری سمتھ اور سر ہیو گاف کمانڈر انچیف کی فوجیں متفق ہوگئیں - تو کمانڈر انچیف نے یہ ارادہ کیا - کہ بزور شمشیر دریائے ستلج سے عبور کرکے پنجاب پر تسلط کرے - مگر فوج خالصہ فیروز پور سے اوپر کی طرف سوبراؤں کے قریب ستلج کے دونو طرف مورچے باندھے پڑی تھی - اس لئے اول اس سے لڑنا ضرور تھا + انگریزوں کے پاس اس وقت گولہ باروت اور اور سامان افراط سے آگیا تھا - اور دلی سے قلعہ شکن توپ خانہ بھی آ پہنچا تھا - پس کمانڈر انچیف نے اپنی سپاہ کو سکھوں کے مقابلے پر بشکل ہلال صف بستہ کیا - اور ۱۰ - فروری ۱۸۴۶ء کو طلوع آفتاب سے پیشتر فوج خالصہ پر حملہ کر دیا - تین گھنٹے تک دونو طرف سے سخت گولہ چلتا رہا - اس کے بعد سر ہیو گاف نے انگریزی فوج کو دشمن کے مورچے پر ہلا کرنے کا حکم دیا + اُس وقت سردار تیج سنگھ تو میدان سے بھاگ گیا - مگر بوڑھے سردار شام سنگھ اٹاری والے نے سفید لباس پہن کر اپنے تئیں گورو کے لئے لڑائی کی بھینٹ کیا - اور تلوار پکڑ کر رن میں گھس گیا - اور وہاں اپنے مقتول سپاہیوں کے ڈھیر پر آپ بھی ڈھیر ہو رہا + اس لڑائی میں ہزاروں سکھ بڑی جوانمردی سے لڑ کر مرے - مگر منہ نہ پھیرا - آخر جب دو گھنٹے کامل سینہ بسینہ خوب زور شور کی لڑائی ہو چکی - تو فوج خالصہ میں سے جو خستہ حال سپاہی

بچ رہے تھے۔ وہ بالکل گھبرا کر انگریزی توپ خانے کی آتش فشانی سے مرتے کھپتے دریائے ستلج کے پار بھاگ گئے*

اس کے تین روز بعد ساری انگریزی فوج ستلج سے اُتر کر پنجاب میں داخل ہوئی۔ اور دوسرے دن ۱۴- فروری کو گورنر جنرل نے ایک اشتہار جاری کرکے سرکار انگریزی کا منشا جو بڑے اعتدال پر مبنی تھا۔ مشتہر کیا+ پھر مقام قصور پر دربار خالصہ کے وکیل سردار گلاب سنگھ اور بڑے بڑے سکھ سرداروں کی ملاقات گورنر جنرل سے ہوئی۔ اور آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ نے بذاتِ خود گورنر جنرل کے پاس آکر اطاعت قبول کی+ اس کے بعد لاہور کے قلعے پر فوج انگریزی کا دخل ہوگیا۔ اور دربار خالصہ نے گورنر جنرل کی ساری شرطیں منظور کرکے صلح کر لی+ چونکہ لڑائی کا سارا خرچ ادا کرنے کے لئے سکھوں کا خزانہ کافی نہ تھا۔ اس لئے کشمیر اور ہزارہ سرکار انگریزی نے اپنے قبضے میں رکھا۔ اور آخر کشمیر کا علاقہ راجہ گلاب سنگھ والئے جموں کو عطا ہؤا۔ اور اُس نے مصارفِ جنگ کی بابت ایک کروڑ روپیہ ادا کر دیا۔ اور اب کشمیر ایک خود مختار ریاست بن گئی+

[illegible]

جب ان بڑی بڑی اور خونریز لڑائیوں کے بعد ستلج سے گوایا۔ اور پنجاب کی فوجیں ایک دوسرے کے بعد مغلوب اور تباہ

ہوگئیں۔ تو ہند میں قریب دو سال تک امن وامان رہا۔ اور لارڈ ہارڈنگ کو فرصت ملی۔ کہ ہند میں جو بے رحمی کے دستور جاری تھے۔ اُن کو موقوف کرکے عزت و ناموری حاصل کرے+ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ اگلے حاکموں نے اپنی سی بہت کوشش کی تھی۔ مگر پھر بھی ٹھگی۔ بچہ کُشی۔ انسان کی قربانی اور ستی ہونے کے ہولناک دستور ہند کے کئی مقاموں میں اب تک جاری تھے+ انسان کی قربانی کی رسم خاص کر گومسر میں اور کھونڈ قوم کے وحشی لوگوں اور اوڑیسہ۔گونڈوانہ اور نیز وسط ہند کے پہاڑوں اور جنگلوں کے اور اصلی باشندوں میں بہت تھی+ یہ لوگ لڑکوں اور جوان عورتوں اور مردوں کو پکڑ کر یا مول لے کر اپنے دیوتاؤں کے لئے قربانی چڑھایا کرتے تھے۔ اور اس قربانی کو اپنی زبان میں میریاہ کہتے تھے۔ مگر سرکار انگریزی کے حسن انتظام سے یہ وحشیانہ باتیں اب موقوف ہوگئیں+ ان کے علاوہ لارڈ ہارڈنگ نے محصول چُنگی جو ہند کے بعض بڑے قصبوں میں کھانے پینے کی چیزوں اور اور دساوری مال پر مقرر تھا۔موقوف کرکے تجارت کو بھی بڑی ترقی دی+

۱۸۴۸ء میں لارڈ ہارڈنگ عنانِ حکومتِ ہند ہاتھ سے چھوڑ کر کلکتے سے انگلستان کی طرف روانہ ہوگیا+ اس گورنر جنرل نے اپنی لیاقت اور خوبی سے اپنے اس مختصر عہد میں ہر قسم کے لوگوں کے دل اپنی طرف

کھینچ لئے تھے + حق یہ ہے - کہ لارڈ ہارڈنگ بڑا تجربہ کار۔ اور بہادر سپاہی اور لائق اور نیک نہاد حاکم تھا - اور ان صفات کے ساتھ ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا +

گیارھویں فصل - لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل - سکھوں کی دوسری لڑائی سنہ ۱۸۴۸ء سے سنہ ۱۸۵۶ء تک

لارڈ ہارڈنگ کے بعد لارڈ ڈلہوزی ہند کا گورنر جنرل مقرر ہؤا - اس گورنر جنرل کے ۸ سال کے عہد سلطنت میں وہ باتیں ظہور میں آئیں - جو لارڈ ولزلی یا کلائو کے زمانے سے لے کر اب تک نہیں دیکھی گئی تھیں - یہ بڑا تجربہ کار - مدبر اور امن کا خواہشمند گورنر جنرل تھا - اس کو دو سال تک بڑی مشکل سے اپنی مرضی کے برخلاف جنگ کرنی پڑی - اور علاقہ بڑھانے کی تدبیر پر عمل کرنا پڑا - پنجاب اور برما کی لڑائی سے علاقہ بہت وسیع ہوگیا - ناگپور اور اودھ بھی حقیقی وارث نہ ہونے کے سبب قلمرو انگریزی میں شامل ہوگئے - ملک کی حالت بہت بہتر ہوگئی - دونو بھائی لارنس پنجاب میں ایسی

اچھی حکومت کرنے لگے۔ کہ کبھی کسی انگریز نے نہیں کی۔ اب یہ امید تھی۔ کہ چونکہ پنجاب کی بڑی خونریز جنگ سے فتنہ و فساد رفع ہوگیا ہے۔ اس لئے آئندہ ہند میں امن و امان قائم رہیگا۔ مگر اس کے برعکس ظہور میں آیا + اس گورنر جنرل کے عہد کا بڑا مشہور واقعہ یہ ہے۔ کہ ہند کے بڑے بڑے وسیع علاقے یعنی پنجاب ۔ پیگو۔ اودھ ۔ تانجور۔ ناگپور۔ ستارا اور جھانسی انگریزی عملداری میں داخل ہو گئے۔ سلطنت انگریزی میں ہندوستانی ریاستوں کو شامل کرکے اُسے اس طرح وسعت دینے کا قاعدہ اگرچہ اس گورنر جنرل نے جاری تو نہیں کیا تھا۔ مگر یہ سچ ہے ۔ کہ اس کے عہد میں اس پر عمل بہت ہی ہوا۔ اور اس کی وجہ عموماً یہ تھی ۔ کہ گورنر جنرل نے رعایا کی مصیبت اور ظلم پر ترس کھا کر ایسا کیا تھا۔ لیکن اب مدت ہوئی ۔ کہ سرکار انگریزی نے اس قاعدے کو بالکل ترک کر دیا ہے +

سکھوں کی دوسری لڑائی

اس نئے گورنر جنرل کو تھوڑے ہی عرصے میں سکھوں کی شورش سے دریافت ہوا۔ کہ ان سے ضرور ایک اور لڑائی ہوگی ۔ اس لئے اس نے یہ ارادہ کیا۔ کہ اب کی دفعہ بڑے استقلال کے ساتھ جنگ کی جائے ۔ اور پنجاب پر سرکار انگریزی کا قبضہ ہو جائے۔ تا کہ فوج خالصہ کو ہند کے امن و امان میں خلل انداز ہونے کا

پھر کوئی موقع نہ رہے + کہتے ہیں - کہ جب گورنر جنرل یہ تجویز ٹھیرا چکا - تو اُس وقت اُس نے ایک بڑی عمدہ تقریر کی - جس کا خلاصہ یہ ہے - کہ میں امن چاہتا تھا - بلکہ میری بڑی آرزو تھی - کہ ہر جگہ امن و چین رہے - چنانچہ میں نے اس میں اپنی طرف سے بہت کوشش کی - مگر کیا کروں - ہند کے دشمن یہ نہیں چاہتے - کہ یہاں امن و عافیت رہے - اگر اُن کی مرضی یہی ہے - کہ جنگ ہو - تو جنگ ہی سہی - ہم بھی لڑنے کو موجود ہیں - مگر یہ یاد رکھیں - کہ پھر اُن سے بخوبی انتقام لیا جائیگا +

سکھوں نے اوّل ملتان میں فساد مچایا - اور وہاں دو انگریز افسروں کو قتل کرکے قلعے میں لڑائی کی تیاریاں کر لیں - پھر چند روز بعد اس فساد کی آگ سارے پنجاب میں بھڑک اُٹھی - اس وقت لفٹنٹ اڈورڈز جو پیچھے سر ہربرٹ اِڈورڈز کے خطاب سے ممتاز ہؤا - ملتان کے قریب مامور تھا + پہلے تو اُس نے اس فساد کی خبر سنتے ہی کچھ تھوڑی سی فوج جمع کر ملتان پر حملہ کرنے کی تیاری کی - پھر چند روز بعد انگریزی فوج کا کمانڈر انچیف لارڈ گاف بھی بہت سی فوج لے کر میدان میں آ موجود ہؤا - غرض انگریزوں نے ملتان پر ہلّا کرکے اُس کو فتح کر لیا - اور پھر چلیانوالے پر انگریزوں اور سکھوں میں ایک بڑی خونریز لڑائی ہوئی - جس میں کچھ فیصلہ نہ ہؤا - اُس کے بعد

۲۱- فروری ۱۸۴۹ء کو گجرات پر جو دریائے چناب اور جہلم کے مابین ایک چھوٹا سا قصبہ ہے- ایک اور لڑائی ہوئی- اور اُس میں سکھوں کی فوج نے بالکل شکست کھائی + انگریزوں کے پُرانے دشمن دوست محمد خاں نے بھی اس جنگ میں افغانی سواروں کا ایک زبردست دستہ سکھوں کی کمک پر بھیجا تھا + گجرات کی لڑائی اس باعث سے عجیب و غریب سمجھی جاتی ہے- کہ اس میں صرف انگریزی توپ خانے کی سخت گولہ باری ہی سے فتح حاصل ہوئی تھی + اس لڑائی میں انگریزوں نے سکھوں کی فوج پر دو روز تک اس غضب کا گولہ برسایا- کہ اُن کا مار کر کھلیان کر دیا- اور اُن کے بہادر سپاہی ہزاروں گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالے- آخر یہ ہؤا- کہ سکھوں کی ساری فوج سپاہ انگریزی کے مقابلے سے بھاگ گئی- اور اُس نے پنجاب میں جا بجا انگریزوں کے آگے ہتھیار ڈال دئے- شیر سنگھ جو سکھوں کا بڑا سردار تھا- اُس نے بھی اپنے تئیں انگریزوں کے حوالے کر دیا- اور جرنیل رگل برٹ نے جو لارڈ گاف کے ماتحت ایک نہایت عمدہ افسر تھا- دوست محمد خاں کے سواروں کا تعاقب کر کے اُن کو دریائے سندھ کے پار درۂ خیبر تک بھگا دیا +

جب سکھ بالکل ہار گئے- تو لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو انگریزی عملداری میں شامل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا- کیونکہ وہ جانتا تھا- کہ جب تک پنجاب

میں غیر منتظم حکومت رہیگی - سکھوں کی دلاور قوم نہ اپنے ملک کو چین لینے دیگی - اور نہ ہندوستان کو + آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ نے دربار عام میں عہد نامے پر دستخط کرکے پنجاب کی حکومت انگریزوں کو دے دی - اور اپنے لئے ایک بیش قرار پنشن قبول کی - اُس وقت سے مہاراجہ دلیپ سنگھ امن و آرام کے ساتھ انگلستان میں جا رہے - اور اپنی اوقات فائدہ مند کاموں میں بسر کرنے لگے - اور انگلستان کے ایک امیر صاحب جائداد سمجھے جانے لگے + جب پنجاب انگریزی عملداری میں شامل ہوگیا - تو وہاں کی حکومت ایک بورڈ کے سپرد ہوئی - جس کے رکن اعلےٰ سر ہنری لارنس اور رکن دوم اُن کے بھائی جان لارنس تھے - جو پیچھے ہند کے گورنر جنرل مقرر ہوکر لارڈ لارنس کے خطاب سے ممتاز ہوئے - غرض کہ اُس وقت سے آج تک پنجاب میں ہر طرح امن و امان قائم ہے - اور پورا پورا عدل و انصاف ہوتا ہے - اور دولت و عظمت دونو میں بڑی سرعت سے ترقی ہو رہی ہے - اور سکھ اب سرکار انگریزی کی بڑی خیر خواہ رعایا ہیں +

برما سے انگریزوں کی دوسری لڑائی ۱۸۵۲ء

پنجاب کے بعد بعض اور علاقے بھی انگریزی سلطنت میں داخل ہوئے - منجملہ ان کے ایک پیگو علاقۂ برما ہے - اور اس کی وجہ یہ ہوئی - کہ شاہ برما نے ۱۸۵۲ء

ہیں ایک بار اور لڑائی ہوئی - جو برما کی دوسری لڑائی کہلاتی ہے - اس دفعہ شاہ برما کی رعونت و نخوت باعثِ جنگ ہوئی - یعنی اُس نے از راہِ غرور و تکبر رعایاے انگریزی پر دست تعدی دراز کیا - اور نادانی سے یہ سمجھا - کہ مجھ سے اس کی باز پرس کوئی نہ کریگا - اس کی اس حرکت پر سرکار انگریزی کو اُس پر فوج کشی کرنی ضرور ہوئی - جس کا انجام یہ ہُوا - کہ برما کے وہ سارے اضلاع جو ساحل بحر پر واقع اور علاقۂ پیگو کے نام سے مشہور ہیں - مفتوح ہوکر برما کے اُس علاقے میں شامل ہوگئے - جو پہلی لڑائی میں انگریزوں کے سپرد ہوا تھا + یہ سارا علاقہ برٹش برما کی چیف کمشنری میں داخل ہے - اور اب یہاں خوب رونق اور لہر بہر ہے + اس کے ایک سال بعد ۱۸۵۳ء میں ناگپور کا علاقہ بھی انگریزی عملداری میں شامل ہوگیا - کیونکہ وہاں کا راجہ جو قوم کا مرہٹہ تھا - لا ولد مر گیا - اور اُس نے کسی کو متبنیٰ بھی نہیں کیا تھا +

دورۂ لارڈ ڈلہوزی ۱-۲
[illegible]

اس کے بعد ۱۸۵۶ء میں سلطنت اودھ جو ایک وسیع اور آباد و سرسبز علاقہ ہے - وہ بھی قلمرو انگریزی میں شامل ہوگیا + ۱۸۰۱ء کے عہدنامے کے بموجب یہ ملک سرکار انگریزی کی حمایت و حفاظت میں تھا - اور اگر شاہ اودھ اچھی طرح حکمرانی کرتا اور ملک

میں امن و امان قائم رکھتا۔ تو سرکار انگریزی عہد و پیمان کے موافق اُس کی حامی اور مددگار رہتی۔ اور اُس کو کسی کا خوف و خطر نہ ہوتا۔ مگر اودھ کی حکومت کا حال سنورنا تو درکنار روز بروز بگڑتا اور بدتر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہاں کی بدنظمی اور خرابی سے عملدارئے انگریزی کے اضلاع ملحقہ کی عافیت میں بھی خلل پڑنے کا اندیشہ ہوگیا۔ اور رعایا کی مصیبت کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر شاہ اودھ سرکار انگریزی کی حمایت میں نہ ہوتا۔ تو اس کی رعایا ضرور بگڑ جاتی۔ مگر وہ سلطنت انگریزی کی قوت جانتی تھی۔ اس لئے اُس کو سرکشی کرکے سرسبز ہونے کی توقع نہ تھی۔ غرض سلطنت اودھ کا حال ایسا خراب ہو رہا تھا۔ کہ رحم اور عاقبت اندیشی دونو اس امر کی مقتضی تھیں۔ کہ سرکار انگریزی اس کو اپنی عملداری میں داخل کرے۔ اس لئے گورنر جنرل نے اپنی کونسل کے سارے ارکان کی اتفاق رائے سے ملک اودھ پر قبضہ کر لینا مناسب سمجھا۔ اور کمپنی نے بھی اُس کو منظور کر لیا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اودھ قلمرو انگریزی میں ملا لیا گیا۔ اور شاہ اودھ کے لئے پنشن تجویز ہوئی۔ اور کلکتے اُس کا رہنا قرار پایا۔

دستور متبنیٰ کی منسوخی ۱۸۴۸ء

جب کسی دیسی ریاست کا حاکم مر جاتا تھا۔ تو سرکار انگریزی اُس کے بیٹے کو جائداد اور گدی کا وارث تسلیم کر لیتی تھی۔

مگر لڑکا نہ ہونے کی حالت میں اگر کسی کو متبنٰے کیا جاتا تھا۔ تو گورنر جنرل اُس کو خانگی جائداد کا ہی وارث ٹھیراتا تھا۔ اور اُس کا خیال تھا۔ کہ اُس کا گدی پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔ گدی کو ایک ایسی چیز تصوّر کرتا تھا۔ جس کا وارث نہ ہونے کی صورت میں وہ سرکار انگریزی کا مال ہونا چاہئے۔ سرکار ہی آخر کسی کو مسند نشینی کے لئے تجویز کیا کرتی تھی۔ اور اس تجویز میں راجہ یا نواب مرحوم کے کنبے کا کچھ خیال نہ ہوتا تھا۔ بلکہ لوگوں کے فائدے کا۔ اور اس بات کا خیال ہوتا تھا۔ کہ لوگوں کی بہتری اسی میں ہے کہ ریاست سرکار انگریزی کے قبضے میں آجائے۔

ستارہ کی سلطنت لارڈ ہیسٹنگز نے دوبارہ بنائی تھی۔ راجۂ ستارہ لاولد مرگیا۔ اور اُس نے مرتے وقت ایک لڑکے کو متبنٰے کر لیا تھا۔ سرکار انگریزی نے اُس کو جائز متبنٰے تسلیم نہ کیا۔ ۱۸۵۳ء میں جھانسی بھی ستارہ کی طرح قلمرو انگریزی میں شامل ہوگیا۔

نظام حیدرآباد پوری طرح خراج ادا نہ کرتا تھا۔ اس لئے برار اس سے لے لیا گیا۔ جنوب میں نواب کرناٹک اور راجہ تنجور لاولد مرگئے۔ اور ملک سرکاری علاقہ میں شامل ہوگیا اور اُن کے خاندان کو معقول پنشن دی گئی۔ شمالی ہند میں باجی راؤ پیشوا کو ۱۸۵۳ء تک برابر پنشن ملتی رہی۔ اُس کے متبنٰے کئے ہوئے لڑکے کو پنشن تو نہ ملی۔ مگر اُس کی جائدادیں

سے حصہ ملا +

۵- ہند کی ترقی باعتبار امور معاشرت

لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں شائستگی اور آسودگی دونو کے اعتبار سے ہند میں بہت بڑی ترقی ہوئی - اسی عہد میں ۱۸۵۳ء کے اندر اس ملک میں اوّل اوّل ریل جاری ہوئی - اور پھر ریل اور تار برقی دونو آناً فاناً سارے ملک میں پھیلتے گئے + تعلیم کے باب میں بھی بڑی بڑی عمدہ تجویزیں عمل میں آئیں - یونیورسٹیاں قائم ہونے کا حکم نافذ ہوا - اور ۱۸۵۵ء میں کلکتے کے اندر پریسیڈنسی کالج مقرر ہوا - عمارات مفید عام کے باب میں بھی بڑی بڑی تجویزیں ہوئیں - مثلاً عالی شان عمارتوں اور سڑکوں اور نہروں کے تیار ہونے کا بندوبست ہوا - اور اُن کاموں کے لئے بہت سا روپیہ قرض لیا گیا + پھر ملزموں کو اذیّت دے کر اقبال کرانے کا جو دستور تھا - اُس کا بھی قرار واقعی انسداد کیا گیا - اور صدق نیّت سے اس امر میں سعی و کوشش کی گئی - کہ اس وسیع سلطنت میں ہر درجے اور ہر قسم کی رعایا کا عدل و انصاف قرار واقعی ہوا کرے + حقیقت یہ ہے - کہ لارڈ ڈلہوزی نے آٹھ سال تک ہند کا انتظام بڑی خوبی اور سرگرمی کے ساتھ کیا - اور ہند کی حکمرانی کا یہ منصفانہ اور مستحسن طریق کما حقّہٗ اُسی کے عہد میں جاری ہوا - کہ سلطنت ہند کا انتظام صرف اس

غرض سے کیا جائے - کہ یہاں کی رعایا کو آرام و آسودگی حاصل ہو - اور اُس وقت سے جس قدر گورنر جنرل ہند میں آئے - سب نے تہِ دل سے اسی عمدہ طریق کو مرعی رکھا ہے +

اس عمدہ فرمانروائی کے بعد لارڈ ڈئل ہوزی ۶ - مارچ ۱۸۵۶ء کو ہند سے رخصت ہوکر ولایت چلا گیا - اُس نے مملکت ہند کے انتظام میں اس قدر عرق ریزی اور فکر و خوض کیا تھا - کہ اُس کی صحت میں بالکل فتور آگیا تھا - اسی وجہ سے وہ یہاں سے جاکر چند ہی سال کے اندر رہ گرائے عالم بقا ہوا - مگر اُس کا نام نیک زمانے میں ہمیشہ یادگار رہیگا +

بارھویں فصل - لارڈ کے ننگ گورنر جنرل - دیسی سپاہیوں کی بغاوت ۱۸۵۶ء سے ۱۸۶۲ء تک

لارڈ ڈئل ہوزی کے بعد لارڈ کے ننگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا - اور ۲۹ - فروری ۱۸۵۶ء کو کلکتے پہنچا - اس کے عہد کے اکثر واقعات سپاہ کی بغاوت یعنی ۱۸۵۷ء کے غدر سے متعلق ہیں - اس

فساد کا نتیجہ یہ ہؤا - کہ سرکار کمپنی کی حکومت ہند سے اُٹھ گئی - اور حضور ملکۂ معظمہ وکٹوریا نے عنانِ فرماں روائی اپنے ہاتھ میں لے لی - اس واقعۂ عظیم کے اسباب اور حقیقت جو طلبا کے یاد رکھنے کے قابل ہے - یہ ہے - اوّل یہ فساد سراسر بنگال احاطے کی فوجِ ہندوستانی کے نمک حرام سپاہیوں کی طرف سے ہؤا تھا - اور اُن کے سوا اگر رعایا برایاے ہند میں سے کچھ لوگ کہیں شاذ و نادر شریک ہوئے بھی - تو خوف یا جبر سے ہوئے - اور جہاں غدر برپا ہؤا - وہاں یہی کیفیت ہوئی - سوا اودھ کے کہ وہاں کی رعایا نے بھی شاید کچھ سرکشی کی + کچھ مدت سے ہندوستانی سپاہ کا انتظام ڈھیلا پڑ رہا تھا - اور چند من چلے سپاہی اپنے زعم میں یہی سمجھے بیٹھے تھے - کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے راج کا دار و مدار ہم ہی پر ہے - کئی ایسے بھی چالاک فطرتی آدمی تھے - جن کو یہ امید تھی - کہ انگریزی راج کے چلے جانے سے جو بدانتظامی اور ہل چل مچیگی - اُس سے وہ خوب ہاتھ رنگینگے - اس لئے اُنھوں نے بے وقوف سپاہیوں کو ورغلانا شروع کیا - اور جو اور بھی جاہل تھے - اُن کے دل میں سرکار کے ارادوں اور نیتوں کی نسبت شک پیدا کرکے اُن کے نفرت کو بڑھایا - اور اُن کے تعصبات کو بھڑکایا - جن شریر مفسدوں نے اپنے بیچارے ہموطنوں کو اس طرح دھوکا دیا - اور اُن کو

ذلیل اور برباد کیا۔ اُن میں اکثر ایسے لوگ شامل تھے۔
جو سرکار انگلشیہ کی حکومت جاتے رہنے سے رعایا پر
پہلے کی طرح ظلم و تعدی کرنے کی امید رکھتے تھے۔ اور
اب گورنمنٹ انگلشیہ نے اُن کے اس قسم کے اختیارات
چھین لئے تھے۔ ان میں سب سے شریر اور بے رحم
دوندو پنتھ تھا۔ جس کو نانا صاحب بھی کہتے ہیں۔
یہ شخص مرہٹوں کے اخیر پیشوا کا لے پالک تھا۔
اس بدبخت کا نام تاریخ میں ہمیشہ بد نام رہیگا۔
کیونکہ اسی ظالم کے حکم سے کانپور میں بہت سے
انگریزوں کو جن میں ۱۲۵ عورتیں اور بچے بھی شامل
تھے۔ نہایت بے رحمی سے قتل کرکے اُن کی لاشوں کو
کوئیں میں ڈلوایا گیا۔ اور مکار صلاح کار عظیم اللہ اور
ایک نہایت چالاک سپاہی تانتیا توپی اس کو دلیری
دیتے تھے۔ نانا صاحب کو یہ خیال ہو گیا تھا۔ کہ میں
انگریزوں کی عملداری کو غارت کرکے پیشواؤں کی
حکومت مرہٹوں میں پھر قائم کر لونگا ÷ دلّی کا
کہن سال بادشاہ اور اُس کے شاہزادے اگرچہ مدّت
سے کمپنی کے پنشن خوار چلے آتے تھے۔ مگر وہ بھی
حماقت سے یہی سمجھنے لگے۔ کہ سلطنت مغلیہ پھر
زندہ ہو جائیگی ÷

معزول شدہ نواب اودھ کے خاندان کے چند
آدمیوں اور اودھ کے چند رئیسوں کو یہ دُھن سمائی۔
کہ اودھ میں پھر وہی نادر گردی اور ابتری پھیلائیں۔

اس خاندان کی ایک عورت جس کو عموماً بیگم اودھ کہا کرتے تھے۔ اس بغاوت میں بہت دیر تک جمی رہی +
جھانسی کی رانی بھی اپنے خیال میں سرکار کمپنی سے ناراضگی کی وجہ رکھتی تھی۔ اس لئے ایام غدر میں اُس نے تانتیا توپی کے ساتھ سازش کرکے مہاراجہ سیندھیا کی فوج کو مہاراجہ کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ مہاراجہ صاحب سرکار انگلشیہ کے وفادار حامی اور مددگار بنے رہے تھے +

مذکورۂ بالا اشخاص کے علاوہ بغاوت میں ایسے لوگ بھی شامل ہوگئے۔ جو کسی وجہ سے سرکار کی بہی خواہی کا دم نہیں بھرتے تھے۔ یا لوٹ مار سے مالا مال ہونے کی توقع رکھتے تھے۔ یا ایسے مجرم جو قانونی سزاؤں سے گریز کرنا چاہتے تھے۔ یا ایسے قرضدار جو اپنے قرض خواہوں پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے تھے۔ ایسے لوگ بیہودہ اور لغو خبروں کے اُڑانے سے لوگوں کو قومی اور مذہبی جوش دلانے پر کمر بستہ ہو گئے۔ اُنہوں نے ایک تو یہ جھوٹی خبر مشہور کی۔ کہ سرکار انگریزی نے مصمّم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ یہاں کے سارے راجاؤں اور نوّابوں کو بے دخل کر دے۔ اور سارے ہند کو اپنی عملداری میں شامل کر لے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ طوفان باندھا۔ کہ سرکار انگریزی کا یہ منشا ہے۔ کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔ اور سب کو زبردستی

عیسائی کر لے -- پڑھے لکھے سمجھ دار تو ایسی جھوٹی بیہودہ گپوں کو کب سُنتے تھے - مگر جاہل نادان سپاہی جھٹ اُن کی باتوں میں آ گئے - اتفاق سے ۱۸۵۷ء کے شروع میں ہند کی فوج کو نئی قسم کی رائفل بندوقیں ملی تھیں - اُن کے کارتوسوں کو (جن میں باروت اور گولی ہوتی ہے) بندوقوں میں بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنانا پڑتا تھا - پس شریر مفسدہ پردازوں نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر ہندوستانی سپاہیوں کو یہ پڑھا دیا - کہ ان کارتوسوں میں ایسے جانوروں کی چربی لگی ہے - جس سے ہندو اور مسلمان دونو کا ایمان جاتا رہیگا - ایسی ہی اور واہیات خبریں اُڑانی شروع کیں - چنانچہ یہ مشہور کر دیا - کہ جو آٹا کئی پلٹنوں کو روٹی کے لئے دیا جاتا ہے - اُس میں ہڈیوں کا چُورا ملا ہوتا ہے - چربی والے کارتوسوں کی جھوٹی خبر اوّل اوّل جنوبی بنگالے سے شروع ہوئی - مگر آناً فاناً ہند کی ساری چھاؤنیوں میں پھیل گئی +

۱- غدر کہاں کہاں پھیلا

غدر کا بڑا زور شور صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کی بڑی بڑی چھاؤنیوں اور آس پاس کے اضلاع میں تھا - اگرچہ شروع شروع میں سخت ہنگامے کا مرکز دلی تھا - پھر کچھ دیر تک لکھنؤ اور بعد ازاں وسط ہند - اودھ اور روہیل کھنڈ کے کئی اضلاع میں بھی بہت زور

رہا - پنجاب میں سکھ سردار اور رعایا بالکل نمک حلال رہی - جو نہایت ہی قابل تعریف بات تھی - اُنہوں نے مفسدے کے فرو کرنے میں غایت درجے کی بہادری دکھائی - کئی پٹھانوں اور اور اہالیانِ پنجاب نے بھی ایسا ہی کیا - پنجاب میں اس وقت اور صوبوں کی نسبت فوج بھی زیادہ تھی - مگر یہ ایک بڑی خوش نصیبی کی بات تھی - کہ اس وقت پنجاب کا حاکم سر جان لارنس تھا - جو ایک نہایت بہادر اور لائق افسر گزرا ہے - اور اُس کے ماتحت بھی چند ایسے ہی لائق اور جاں نثار انگریز حاکم تھے - اُن حکام میں سے شاید سب سے بڑا حاکم جرنیل نکلسن تھا - اُنہوں نے نہایت پھرتی سے ایسی پلٹنوں کے ہتھیار ڈلوا لئے - جن کی نسبت اُن کو بدگمانی تھی - اور بہت سی انگریزی پلٹنوں اور وفادار سکھوں اور پنجابیوں کو دلی کی طرف جرنیل نکلسن کے ماتحت روانہ کر دیا +

مدراس اور بمبئی کی فوجیں عموماً نمک حلال رہیں - اور غدر میں شریک نہ ہوئیں - بلکہ جب چند لٹیرے رُہیلوں نے حیدر آباد میں رزیڈنسی کے مکان پر یکایک نہایت تندی سے حملہ کیا - تو مدراس کی چند پلٹنوں نے کسی بیرونی امداد کے بغیر حملہ آوروں کو پس پا کر دیا - یہی نہیں - بلکہ بمبئی کے گورنر لارڈ ایلفنسٹن نے بمبئی احاطے کی شورش فرو کر کے آخرکار

وسط ہند میں امن و امان قائم کرنے کے لئے اپنے ہاں کی فوجیں بھیج دیں +

حیدر آباد کی بڑی ریاست میں سوائے اس خفیف سی بے امنی کے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ بالکل امن و امان رہا۔ جس کی زیادہ تر وجہ نظام کے وزیر اعظم سر سالار جنگ کی لیاقت اور وفاداری تھی +

جنوبی بنگالے میں سپاہیوں نے کئی چھاؤنیوں میں بغاوت کی۔ مگر زمینداروں یا عام رعایائے ہند نے کسی طرح اُن کی مدد نہ کی۔ اور نتیجہ بالعموم یہی رہا۔ کہ بغیر کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے باغی لوگ اکثر تتّر بتّر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے +

۲- رئیسانِ ریاستہائے پنجاب کی وفاداری

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ کل صوبۂ پنجاب میں سکھ اور پنجابی نمک حلال اور وفادار رہے۔ کئی سکھ سرداروں اور راجاؤں نے اپنے آدمیوں کو مُسلّح کرکے انگریزی حکّام کے سپرد کیا۔ اُن میں سب سے زیادہ مشہور راجہ سر رندھیر سنگھ والئے کپور تھلہ اور اُس کا بہادر بھائی سردار بکرم سنگھ تھے۔ انہوں نے تمام دوآبۂ بست جالندھر میں امن قائم رکھا۔ اور پھر اودھ میں کام کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور دو ہزار آدمی لے کر سال بھر وہاں لڑتے بھڑتے رہے۔

اور اس ایک سال کے عرصے میں اُن میں اور باغیوں میں کم از کم چھ مرتبہ معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ مہاراجہ پٹیالہ نے بھی اپنی فوجوں کو دہلی بھیجا۔ جن کی موجودگی سے شارع عام پر بے خوف و خطر آمد و رفت ہوتی رہی۔ اور سکھوں کی کنٹنجنٹ فوجیں گوالیار اور دھول پور بھی پہنچیں +

راجپوتانے میں بھی جہاں سر جان لارنس کا ایک بہادر اور لائق و فائق بھائی جارج لارنس حاکم تھا۔ کئی راجاؤں نے امن کے قائم کرنے میں بہت مدد دی۔ مہاراجہ جے پور تو اپنی وفاداری میں نہایت سرگرم رہا۔ وسطِ ہند میں مہاراجہ سیندھیا والئے گوالیار اپنی نمک حلالی اور سرکار کی خیر خواہی کے باعث بہت مشہور تھا۔ جس کی وجہ سے ایک دفعہ وہ سخت خطرے میں مبتلا ہو گیا۔ کیونکہ اُس کی اپنی فوج نے اُس کے برخلاف ہتھیار اُٹھا لئے تھے +

برعکس اس کے اودھ میں کئی بڑے بڑے سرداروں نے یہ خیال کیا۔ کہ کمپنی کی حکومت نے جو ابھی تھوڑے عرصے سے قائم ہوئی ہے۔ ہمارے ساتھ سخت بد سلوکی کی ہے۔ نیز وہاں معزول شدہ نوّاب کے خاندان کا ابھی بہت رعب داب تھا۔ مگر یہاں بھی کئی بڑے بڑے تعلقہ داروں نے اپنی اسامیوں کو جمع کر کے باغیوں کا مقابلہ کیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور مہاراجہ بلرام پور تھا +

جنگ بہادر کے ماتحت نیپال کے گورکھوں نے بھی سرکار کی بڑی امداد کی - اور اس بہادر قوم کی ایک بڑی بھاری جمعیت نے لکھنؤ کو فتح کرنے اور اودھ میں امن قائم کرنے کے لئے مدد کی - سر سالار جنگ اور حیدر آباد کی ریاست کی وفاداری کا ذکر اوپر آ ہی چکا ہے +

۴- مفسدے کے زمانے کے پانچ حصے

مفسدے کے زمانے کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں +

(۱) میرٹھ میں ۱۰- مئی ۱۸۵۷ء کو غدر مچنا اور دہلی - میرٹھ - کانپور اور شمالی اور وسط ہند کے دیگر مقامات میں فرنگیوں کا دیسی سپاہیوں کے ہاتھ سے قتل ہونا +

(۲) ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور ۱۴- ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزی فوج کا دہلی کے قلعے کو سر کر لینا - اور آخر کار جس کمک کی انگلستان سے آنے کی امید تھی - اُس کے پہنچنے سے پہلے ہی ۲۰- ستمبر ۱۸۵۷ء کو دلّی کے شہر کا بالکل فتح ہو جانا +

(۳) لکھنؤ میں جو انگریز تھے - اُن کا رزیڈنسی کے مکان کو باغیوں کے ہاتھ سے بچانا - اور پھر جرنیل ہیوے لاک اور اوٹرم کے ماتحت ۲۵- ستمبر ۱۸۵۷ء میں فوج انگریزی کا اوّل مرتبہ اُن کی مدد کو آنا +

(۴) سر کالن کیمبل جس کو پیچھے لارڈ کلائیڈ کا خطاب ملا۔ اُس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسری مرتبہ لکھنؤ کے انگریزوں کی مدد کے لئے نومبر ۱۸۵۷ء میں جانا۔ کمک کا پہنچنا اور ۱۸۵۷ء کے اخیر اور ۱۸۵۸ء کے شروع میں اودھ اور آس پاس کے اضلاع میں بغاوت کا بالکل مٹ جانا ✦

(۵) ۱۸۵۸ء میں سر ہیو روز جس کو پیچھے لارڈ سٹرہتھ نیرن کا خطاب ملا۔ اُس کی وسطِ ہند میں معرکہ آرائیاں۔ جھانسی کی رانی کا مرنا۔ تانتیا توپی کا گرفتار ہونا اور اَور باغیوں کا ہلاک ہونا یا بھاگ جانا۔ بچے کھچے باغیوں کو ۱۸۵۹ء کے شروع میں نیپال کے جنگلوں میں بھگا دینا ✦

۲- میرٹھ اور دہلی

میرٹھ میں مفسدہ برپا ہونے کے وقت بنگالے کی تین پلٹنوں نے بغاوت کی۔ اور جو فرنگی اُن کے ہاتھ آیا۔ قتل کر ڈالا۔ بنگلے جلا دیئے۔ اور پھر دہلی کی طرف بڑھے۔ حیرت کا مقام ہے۔ کہ چھاؤنی میرٹھ کے ایک اَور حصے میں فرنگیوں کی ایک بڑی بھاری جمعیت تھی۔ مگر یا تو غلطی سے یا جرنیل کی حماقت سے جس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ اُنھوں نے باغیوں کو روکنے یا سزا دینے کے لئے کوئی کوشش نہ کی۔ جب باغی دہلی میں پہنچے۔ تو اُن کے ساتھ اَور سپاہی بھی شامل ہو گئے۔ یہاں بھی اُنھوں نے ویسی ہی بے رحمیاں کیں۔ اور دہلی کے کہن سال

مغلیہ بادشاہ کو بادشاہ ہند بنایا +

اس علاقے کی اور چھاؤنیوں میں بھی اسی قسم کی ہولناک اور وحشیانہ کارروائیاں ہوئیں۔ یعنی شروع شروع میں سپاہی عموماً وفاداری کا دم بھرتے رہے۔ اور انگریزی حکام کو اُن کی نمک حلالی میں ذرا بھی شک نہ ہؤا۔ مگر آخر اس عالمگیر وبا میں پڑکر سپاہیوں نے دفعتہً سر اُٹھایا۔ فرنگیوں کو تہ تیغ کیا۔ اُن کے گھر بار جلا کر خاک سیاہ کر دئے۔ خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ قید خانے توڑ ڈالے۔ بازاروں میں لُوٹ مچا دی۔ اور پھر دہلی کی طرف رُخ کیا۔ اور راستے میں خوب لُوٹ مار کرتے گئے۔ ہر جگہ اسی قسم کی بے رحمیاں اور زیادتیاں ہوتی تھیں +

جون ۱۸۵۷ء میں دہلی کے مقابل کچھ تھوڑی سی انگریزی فوج آ موجود ہوئی۔ اور برائے نام محاصرہ شروع ہو گیا۔ مگر یہ بچارے کیا کر سکتے تھے۔ شہر کے اندر باغیوں کی بے انتہا فوج جمع ہو گئی تھی۔ اور شہر کے مستحکم گرجوں اور فصیلوں کے سبب اُن کو بہت بڑی پناہ تھی۔ اور گولہ۔ باروت وغیرہ ہر طرح کا سامانِ حرب بھی بے حد و حساب اُن کے ہاتھ آ گیا تھا۔ مگر آخر کار فصیل کے توڑنے کے لئے چند بھاری توپیں پہنچ گئیں۔ اور ماہ اگست میں جنرل نکلسن پنجاب سے کمک لے کر آ پہنچا۔ ۱۴۔ ستمبر کو دھاوا شروع ہؤا۔ جس میں نکلسن کے زخم کاری

آیا - اور وہ مارا گیا - مگر حقیقت میں دہلی اُسی نے فتح کی + جب دہلی فتح ہو گئی - تو وہاں کا کہن سال بادشاہ بھی پکڑا گیا + تجویز مقدمہ کے بعد ہند سے جلا وطن ہو کر رنگون بھیجا گیا - اور آخر وہیں اُس کا انتقال ہؤا - اُس کے دو بیٹے اور ایک پوتا گولی سے مار ڈالے گئے - باغیوں کے اکثر اور سرغنوں کا بھی یہی حال ہؤا - کہ یا تو گولی سے مارے گئے - یا پھانسی پر چڑھائے گئے - یا توپ سے اُڑا دئے گئے +

بغاوت ۵۷ – ۱ – ۵

بغاوت کے نہایت خوفناک اور درد انگیز حادثے یعنی کانپور کے قتل عام کا مختصر ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے - وہاں بہت سے فرنگی رہتے تھے - جن میں ۱۲۵ عورتیں اور بچّے بھی تھے - اُنہوں نے نانا صاحب کے ماتحت باغیوں کی فوج کے آگے اس شرط پر ہتھیار ڈال دئے - کہ نانا صاحب اُن کو کانپور سے الٰہ آباد تک بخیر و عافیت پہنچا دے - لیکن کشتیوں میں مردوں کے سوار ہوتے ہی باغیوں نے گولہ باری شروع کر دی - اور سب کو ہلاک کر دیا - صرف چار مضبوط تیراک دریائے گنگا کے بہاؤ کے ساتھ تیر کر نکل آئے - اور آخر کار مرارمؤ کے نمک حلال اور وفادار راجہ دگ بجے سنگھ نے اُن کو بچا لیا - باغیوں نے عورتوں اور بچّوں کو کچھ دن اور بھی سخت قید میں رکھا - اور جب ہیوے لاک کی فتحیاب فوج ظالم قاتلوں کی سزا دہی کے لئے آ پہنچی - تو اُن قیدیوں کو بھی

ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُن کی لاشوں کو کوئیں میں ڈال دیا +

دلّی کے محاصرے کے شروع ہونے سے تھوڑی دیر بعد اور کانپور کے اس رقت انگیز حادثے سے ذرا پہلے لکھنؤ میں ایک ایسا محاربہ برپا ہؤا۔ جس کو مفسدے کی لڑائیوں میں شاید نہایت عظیم الشّان سمجھنا چاہیئے۔ وہاں کی حقیقت یہ ہے۔ سر جان لارنس اور جارج لارنس کا بھائی سر ہنری لارنس جو ہند میں ایک نہایت عالی ہمّت اور بہادر حاکم گزرا ہے۔ اُس وقت اودھ کا چیف کمشنر تھا۔ اُس نے اس آنے والی مصیبت سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے رزیڈنسی کے مقام کو مضبوط کر لیا۔ اور اُس میں گولے۔ باروت اور اور سامانِ جنگ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ اور وہاں کے رہنے والے فرنگیوں کو مع اُن کی بیویوں اور بچّوں کے جولائی کے شروع میں اپنی پناہ گاہ میں لے آیا۔ فرنگیوں کے علاوہ اُس کے پاس صرف ایک چھوٹی سی جمعیّت وفادار ہندوستانی سپاہیوں کی تھی۔ چاروں طرف مُسلّح باغی ہی باغی دکھائی دیتے تھے۔ لیکن باوجود بہت سی مشکلات اور سخت مصائب کے یہ تھوڑے سے بہادر آدمی تین مہینے تک باغیوں کا بڑی شجاعت سے مقابلہ کرتے رہے۔ افسوس ہے۔ کہ محاصرے کے شروع ہونے کے چند ہی دن بعد سر ہنری لارنس بم کا گولہ پھٹنے سے زخمی ہو کر مر گیا۔ لیکن اُس کے ساتھیوں نے اس پر بھی ہمّت نہ ہاری۔ بلکہ اُسی

طرح شیروں کی مانند نہایت دلیری سے ڈٹے رہے۔ جنرل ہیوے لاک اوّل تو دو بار گنگا سے اتر اتر کر رہ گیا۔ مگر نہ پہنچ سکا۔ لیکن آخر کار تیسری دفعہ گنگا پار اتر کر دشمنوں پر بے شمار فتحیں پاتا اور باغیوں میں سے جو لکھنؤ کو چاروں طرف سے گھیرے پڑے تھے۔ بزور شمشیر گزرتا ہؤا ۲۵۔ستمبر کو شہر کے اندر جا داخل ہؤا۔ سرکار کی طرف سے وہ نہایت بہادر جرنیل جس کا نام آؤٹریم تھا۔ اس فوج کی افسری پر مامور ہؤا تھا۔ مگر وہ بڑی عالی ہمتی کو کام میں لایا۔ کہ جب تک جرنیل ہیوے لاک جس نے اس مہم میں نہایت دلیری اور جانفشانی کی تھی۔ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو لیا۔ اُس وقت تک اُس نے دخل نہ دیا۔ مگر محصور فرنگیوں کو لکھنؤ سے لانے کے لئے جرنیل ہیوے لاک کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اس لئے اُس کو وہیں رہنا پڑا۔ اور آخر سر کالن کیمبل جس کو پیچھے لارڈ کلائڈ کا خطاب ملا۔ نومبر ۱۸۵۷ء کو اُن کی کمک کے لئے گیا۔

[illegible]

۱۸۵۸ء میں بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے فرو ہو گیا۔ اور باغیوں کے جو دو چار گروہ باقی رہ گئے تھے۔ فوج انگریزی نے تعاقب کرتے کرتے اُن کو بھی تباہ و برباد یا تتر بتر کر دیا۔ صرف اودھ اور رُہیل کھنڈ کی رعایا برایا باغیوں کے ساتھ شامل ہوئی تھی۔ وہاں کے

مفسدے کو لارڈ کلائڈ نے نہایت صبر اور استقلال اور لیاقت سے فرو کیا - انہی دنوں میں سر ہیو روز ایک فوج لے کر بمبئی سے روانہ ہوا - یہ فوج سارے وسط ہند میں پھرتی رہی - اور تانتیا توپی کو جو عرصے سے بھاگتا پھرتا تھا - گرفتار کر لیا - اور جھانسی کی رانی کو بھی شکست دی - جو اپنی فوج کے آگے آگے نہایت دلیری سے لڑتی ہوئی جنگ میں کام آئی - وفادار مہاراجہ سیندھیا کو گدی پر بحال کیا - اور بچی کھچی باغی فوجوں کے ساتھ ہی گوالیار کی مفسد کنٹنجنٹ فوج کو فتح کرکے قرار واقعی سزا دی +

۸ - ایران اور چین کی لڑائیاں

۱۸۵۷ء میں ہند کی انگریزی فوج کو دو چھوٹی لڑائیاں اور بھی پیش آئیں - ان میں سے ایک تو ایران کی لڑائی تھی - دوسری چین کی - ان دونو میں بھی انگریزی فوج کو کامل فتح حاصل ہوئی - اگرچہ حقیقت میں یہ دونو لڑائیاں چنداں وقعت نہ رکھتی تھیں - مگر ان سے ایک بڑا کام نکلا - یعنی جنگ ایران کے اختتام پر جو فوج خالی ہوئی - اور نیز جو فوج چین کی فتح کے لئے ہند کے قریب سے گزر رہی تھی - اُن دونو کو گورنر جنرل نے ہند کے شمال مغرب میں جہاں باغیوں نے بڑا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا - انگریزی فوج کی مدد کے لئے جھٹ پٹ بھیج دیا +

سپاہیوں کی بغاوت سے جو خرابیاں اور دقتیں

۵- ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ

پیش آئیں - اُن سے ایک یہ بھی نتیجہ پیدا ہؤا - کہ انگلستان کی پارلیمنٹ نے مصمّم ارادہ کر لیا - کہ آئندہ ہند کی حکومت کمپنی سے متعلق نہ رہے - بلکہ خاص ملکۂ معظمہ وکٹوریا کے قبضۂ اختیار میں آ جائے - اور حضرت ممدوحہ کی طرف سے ایک وائسرائے یعنی نائب السلطنت تو ہند میں اور ایک وزیر انگلستان میں مملکت ہند کا انتظام کرے - اس تبدیلی کی وجہ سے لارڈ کیننگ ہند کی سلطنتِ انگریزی کا اوّل وائسرائے مقرر ہؤا - اور اُس وقت سے ہر ایک گورنر جنرل اس خطاب مستطاب سے ممتاز ہوتا چلا آتا ہے +

۶- حضور ملکۂ معظمہ کا اعلان

لارڈ کیننگ نے ولایت جانے سے پیشتر جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے میں انجام دئے - اُن میں سے ایک یہ بھی تھا - کہ سرکارِ انگریزی کے باجگزار فرمانروایانِ ہند جو بغاوت کے زمانے میں سرکار کی وفاداری اور خیرخواہی میں سرگرم رہے تھے - اُن کو سندیں عطا کیں - جن سے وہ سلطنت انگلشیہ کے رؤسائے ماتحت قرار پائے - اور اُن کی یہ خاطر جمع کی گئی - کہ جو قول و قرار اُنہوں نے سرکار انگریزی کے ساتھ کئے ہیں - اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے - اور اپنی رحم دل اور کریم النفس بادشاہ حضرت ملکۂ معظّمہ وکٹوریا کی اطاعت میں ثابت قدم رہینگے - تو اُن کے

امن و آسائش اور ریاست و حکومت اور عزّت و عظمت میں کچھ خلل نہ آئیگا - اور اُن کو فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت میں اور کسی کو متبنّےٰ کر کے وارث ریاست مقرّر کرنے کا بھی اختیار ہوگا ✦

یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ہند کے سارے شہروں اور ہندوستانی درباروں میں حضرت ملکۂ معظّمہ کی طرف سے ایک اعلان ہند کی ساری مروّج زبانوں میں ترجمہ ہوکر سنایا گیا - جس کے بموجب حضرت ممدوحہ نے ہند کے کروڑہا باشندوں کو خاص اپنے سایۂ مرحمت و عاطفت میں لے لیا - اور ایسے مستحسن طریقوں سے ان پر حکمرانی کرنے کا اقرار فرمایا - جن کے باب میں سلطنت انگلشیہ ہمیشہ مشہور و ممتاز رہی ہے - حضرت ملکۂ معظّمہ کے نہایت مرحمت آمیز و متین کلمات سے بے شک لوگوں کو پھر بہت دلجمعی و اطمینان حاصل ہو گیا - اور اُن کو یہ یقین ہوُا - کہ جس طرح ہمارے فرمان روایانِ انگلشیہ کی قوّت و شجاعت میدانِ جنگ میں سب دشمنوں پر غالب و فائق ثابت ہوئی ہے - اسی طرح یہ بات بھی ہے - کہ اُن کی توجّہ رعایا کی بہبودی اور دادرسی کی طرف مصروف ہے - اس اعلان کے اخیر کی عبارت خاص کر یاد رکھنے کے قابل ہے -

"جب خدا کے فضل سے ہند کے اندر پھر امن و امان ہو جائے - تو ہماری دلی آرزو ہے - کہ جو حرفے زمانۂ امن میں ہوُا کرتے ہیں - اُن کی طرف رعایاۓ ہند

کو شوق دلائیں - اور جن کاموں سے خاص و عام کو فیض پہنچے - اُن کو ترقّی دیں - اور سلطنت ہند کا انتظام اس طرح کریں - کہ ہماری ساری رعایائے ہند کو فائدہ پہنچے - اُن کی مرفّہ حالی ہماری سلطنت کا استحکام - اُن کی رضامندی ہمارا اطمینان - اُن کی احسان مندی ہمارا نہایت عمدہ صلہ ہے - خدائے قادر مطلق ہم کو اور ہمارے ماتحت حکّام کو توفیق دے - کہ رعایا کی فائدہ رسانی کے باب میں جو ہماری نیّت ہے - اُس کو پورا کریں" +

تیرھویں فصل - سلطنت برطانیہ کے ماتحت وائسرایانِ ہند

لارڈ کے ننگ - سنہ ۱۸۵۸ء سے سنہ ۱۸۶۲ء تک

جب سنہ ۱۸۵۹ء میں امن و امان قائم ہو گیا - تو لارڈ کے ننگ نے ملک کی اندرونی اصلاحوں کی طرف عنانِ توجہ پھیری +

فوجی اصلاحیں

غدر کے مفسدے کو فرو کرنے میں ۴ کروڑ پونڈ خرچ ہوئے - بعد میں سرکار نے جنگی افواج میں تغیّر و تبدّل کیا - تاکہ پھر اس قسم کا غدر نہ ہونے پائے - اس سے ایک کروڑ پونڈ سالانہ کا خرچ بڑھ گیا - اس گھاٹے کو پورا کرنے کے لئے

رائٹ آنریبل جیمس ولسن جو ولایت میں ایک مشہور منتظم مال تھا۔ ہندوستان میں کونسل کا ممبر بنا کر بھیجا گیا۔ اس نے بجٹ کا انتظام از سرِ نو کیا۔ انکم ٹیکس اور لائیسنس لگایا۔ اور کرنسی نوٹ جاری کئے۔ ان تجاویز کے باعث کل نقصان تین سال میں پورا ہو گیا۔ اور گورنمنٹ کی سالانہ آمدنی بھی کسی قدر بڑھ گئی +

قانونی اصلاحیں

۱۸۶۰ء میں وہ مشہور تعزیرات ہند جس کا مسودہ شروع میں لارڈ مکالے نے تیار کیا تھا۔ منظور ہوکر قانون بنا۔ اور ضوابط دیوانی و فوجداری ۱۸۶۱ء میں جاری ہوئے۔ ۱۸۵۹ء میں بنگالے کے لئے ایک بڑا ضروری قانون یعنی ایکٹ لگان منظور ہوا۔ جو ۱۸۵۹ء کے ایکٹ نمبر ۱۰ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ مالکان اراضی مزارعان پر لگان بیجا طور پر نہ بڑھا سکیں۔ اس سے بنگالے میں مالکانِ اراضی اور مزارعان کے درمیان بہت سے جھگڑے و تنازعے برپا ہو گئے۔ اور سب لوگوں کا اس امر پر اتّفاق نہیں۔ کہ اس ایکٹ سے ملک کے انتظام میں کوئی اصلاح ہوئی ہو۔ پولیس ایکٹ کا بھی یہی حال تھا۔ جو لارڈ کیننگ نے ۱۸۶۱ء میں جاری کیا۔ لیکن ان سب قوانین کے جاری کرنے میں وائسرائے کی نیّت نہایت نیک تھی۔ ان قوانین کے علاوہ سپریم کورٹ اور صدر عدالت کی بجائے ہائی کورٹ

قائم کی - اور کلکتے - بمبئی اور مدراس میں یونیورسٹیاں قائم کیں +

لارڈ کے ننگ مارچ ۱۸۶۲ء میں ولایت چلا گیا - مگر انگلستان پہنچنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد اُس کا انتقال ہو گیا - اور ویسٹ منسٹر کی خانقاہ میں دفن ہؤا - یہاں مرنے کے بعد دفن ہونا انگریزوں کے لئے نہایت اعلےٰ درجے کا اعزاز سمجھا جاتا ہے +

لارڈ الگن - ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۳ء تک

اس کے بعد لارڈ الگن وائسرائے ہؤا - مگر صرف اٹھارہ مہینے کی حکومت کے بعد ہمالیہ کے پہاڑوں میں بمقام دھرم سالہ اس کا انتقال ہو گیا - اس کے مختصر عہد حکومت کا سب سے بڑا واقعہ یہ ہے - کہ شمال مغربی سرحدی صوبے کے ضلع ہزارہ پر پُرجوش وہابیوں کی گوشمالی کے لئے ایک مہم بھیجی گئی +

لارڈ لارنس - ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء تک

لارڈ الگن کے بعد سر جان لارنس جس نے بغاوت کے زمانے میں پنجاب میں نہایت شہرت اور ناموری حاصل کی تھی - وائسرائے مقرر ہو کر آیا - اس عہدے سے علیحدہ ہونے کے بعد اُس کو لارڈ کا خطاب عطا ہؤا - اور مرنے کے بعد اُس کی بھی وہی تعظیم و تکریم ہوئی - جو لارڈ کے ننگ کی ہوئی تھی - اس کے عہدِ حکومت

ہیں افغانستان میں سخت ہل چل مچی۔ یعنی دوست محمد خاں کے بیٹوں میں تخت کے لئے لڑائی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شیر علی خاں اپنے اور بھائیوں کو شکست دے کر خود افغانستان کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور روس بھی اس ملک کی طرف بہت آگے بڑھ آیا۔ مگر لارڈ لارنس نے افغانستان یا وسط ایشیا کے ملکی معاملات میں کسی قسم کا دخل نہ دیا۔ اس بارے میں اُس کی حکمت عملی کو جو ایک مُدبرانہ سکوت کہلاتی ہے۔ بعض آدمیوں نے سخت ناپسند کیا۔ اور بعض نے اُس کی نہایت تعریف کی۔ مگر بعد میں جو واقعات پیش آئے۔ اُن کی وجہ سے اُس مصلحت پر عمل نہ ہو سکا۔ اور اب افغانستان قطعی طور پر سرکار انگلشیہ کے زیر حمایت ہے۔

سنہ ۱۸۶۴ء میں بھوٹان کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بھوٹان کا علاقۂ دوار سرکاری عملداری میں شامل ہو گیا۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں صوبۂ اوڑیسہ میں سخت قحط پڑا۔ اور چونکہ کوئی ریل یا اور ذریعۂ آمد و رفت نہ تھا۔ جس سے غلّہ آسانی سے پہنچ سکتا۔ اس واسطے بہت سی جانیں تلف ہو گئیں۔ اس کے بعد بندیل کھنڈ اور شمالی ہند میں سنہ ۱۸۶۸-۶۹ء میں جو قحط پڑا۔ اُس میں لارڈ لارنس نے اوّل مرتبہ

یہ اصول قائم کیا۔ کہ افسران سرکاری خود اس بات کا لحاظ رکھتیں۔ کہ حتے المقدور فاقہ کشی سے کوئی موت نہ ہونے پائے ÷ اسی لارڈ کے عہد میں اودھ کے کسانوں کی حالت کی نسبت تحقیقات شروع ہوئی۔ اور ایک ایکٹ اس مضمون کا جاری ہوا۔ کہ اودھ کے کسان اپنے معمولی رسم و رواج کو قائم رکھیں۔ اور اُن میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کی جائے۔ یہ لارڈ ۱۸۶۹ء کے شروع میں ولایت واپس چلا گیا ÷

لارڈ میو۔ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک

اس کے بعد لارڈ میو ہند کا وائسرائے مقرر ہوا۔ یہ لارڈ رعایا کے تمام فرقوں میں نہایت ہر دل عزیز ہو گیا۔ باجگزار دیسی راجا اور نواب تو اس سے خاص کر محبت کرتے تھے۔ اسے ہند میں آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ کہ اُس نے انبالے میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا۔ اور اس میں امیر شیر علی خاں والئے افغانستان کو بھی بلایا۔ اس سے اگلے سال کے موسم سرما میں حضرت ملکۂ معظمہ کے دوسرے بیٹے شہزادۂ والا تبار ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف ایڈنبرا نے تمام ہند کی نہایت کامیابی کے ساتھ سیر فرمائی ÷

اصلاح مال

پچھلے تین برس میں گورنمنٹ ہند کو تقریباً چھ کروڑ روپے کا گھاٹا ہو گیا تھا۔ اور جب کبھی

ان مقاصد کو مدِ نظر رکھ کر اُس نے ایک طریقہ نکالا۔ جس کو صوبے کا انتظام مُعاہدہ کہتے ہیں۔ محاصل زمین اور آمدنی کے اور صیغوں میں سے پانچ برس کے لئے مختلف لوکل گورنمنٹوں کو اُن کے اخراجات کے واسطے کچھ حصّہ دیا جائے۔ اور اس میعاد معدودہ کے اندر ہر ایک لوکل گورنمنٹ جو کچھ بچت دکھائے۔ وہ بچت خاص اُسی کی مالیّت سمجھی جائے۔ اور گورنمنٹ ہند کو ہرگز نہ دی جائے۔ اس انتظام معاہدہ کی رُو سے لوکل گورنمنٹوں کو کفایت شعاری کرنے کی کافی ترغیب ہوئی۔ اور محاصل کے بڑھانے میں بھی اپنا فائدہ سمجھ کر اُن کو سعی کرنی پڑی۔ یہ تجویز صریحاً نہایت معقول تھی۔ جس سال اس پر عملدرآمد ہؤا۔ اُس کے بعد کچھ گھاٹا نہ ہؤا۔ اور دوسرے سال کے اختتام پر در حقیقت کچھ رقم فالتو بھی بچ رہی +

علاوہ ازیں اُس نے اور کئی انتظامی صیغہ جات میں اصلاحیں کیں۔ زراعت کا محکمہ قائم کیا۔ اور ابھی بہت سی اور مفید تجاویز میں مشغول تھا۔ مگر افسوس کہ جب وہ برما سے واپس آ رہا تھا۔ تو ایک قیدی نے جو سزایاب ہو کر جزیرۂ انڈمان میں بھیجا گیا تھا۔ موقع پا کر یکایک اُسے مار ڈالا۔ اس اندوہ ناک واقعہ سے تمام ہندوستان کو نہایت قلق ہؤا +

لارڈ نارتھ بروک ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء تک

لارڈ میو کی اصلاحوں نے انگلستان والوں کی توجہ ہند کے مالی معاملات کی طرف کھینچی - اور لارڈ نارتھ بروک کو وائسرائے مقرر کرنے کی زیادہ تر وجہ یہی تھی - کہ وہ اس معاملے میں بہت مہارت رکھتا تھا - اُس کا عہدِ حکومت اس بات کے سبب خاص کر یاد رہیگا - کہ شہزادۂ عالی نژاد ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز ولی عہد سلطنت ۱۸۷۵و۷۶ء کے موسم سرما میں ہند کی سیر کے لئے تشریف فرما ہوئے - ہند کی تمام رعایا نے نہایت سرگرمی اور خلوص دلی سے اُن کا خیر مقدم کیا - رؤسائے ہند اور تعلیم یافتہ لوگوں نے بالخصوص محبت اور خوشی کا اظہار کیا - چونکہ پرنس آف ویلز کے اطوار نہایت پسندیدہ اور دل کش تھے - اور اُنھوں نے ہند کی رعایا کی بہبود کے متعلق ہر ایک امر میں بہت ہی شوق اور خوشی ظاہر کی - اس واسطے وہ اس ملک کے ہر حصے میں نہایت ہر دل عزیز ہو گئے - اہلِ ہند کی طبیعت میں یہ جوہر ہمیشہ سے قدرتی طور پر موجود ہے - کہ وہ نہایت خلوص دل سے اپنے شہنشاہ وقت کے مطیع و منقاد رہتے ہیں - اس مبارک سیر نے اُس جوہر کو اور جلا دے دی - جس سے ملک کے لئے نہایت ہی مفید نتیجہ پیدا ہوا +

[illegible] ۱۸۷۳ء

انگلستان اور ہند کے لوگوں کو اس بات کا بڑا خوف ہو گیا تھا - کہ روسیوں کی سلطنت وسط ایشیا میں ملکِ افغانستان کی سرحد پر پھیلتی جاتی ہے - اور اکثر یہ سُننے میں آتا تھا - کہ روسی لوگ انگریزوں کے برخلاف امیر کابل سے سازش کرتے رہتے ہیں - لارڈ نارتھ بروک کو اس امر کا تو ذرا بھی خیال نہ تھا - کہ روسی لوگ ہندوستان پر اپنا دانت رکھتے ہیں - لیکن اُس نے یہ مصلحت سمجھی - کہ روسیوں سے کسی طرح کا بگاڑ نہ کیا جائے - بلکہ اُن سے اتفاق یا میل پیدا کیا جائے - اس غرض کے لئے اُس نے اوّل ہی موقع پر گورنمنٹ روس کو یہ ثابت کر دیا - کہ گورنمنٹ ہند وسط ایشیا کے معاملات میں کسی طرح کی دست اندازی نہیں کرنا چاہتی - لارڈ نارتھ بروک کے توسّل سے دونو گورنمنٹوں یعنی گورنمنٹ روس اور گورنمنٹ ہند میں باہمی رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا - اور دونو میں یہ عہد و پیمان ہو گیا - کہ ہم ایک دوسرے کے اقتدار اور مقبوضات کا لحاظ رکھینگے - گو اس وقت اُن کے اقتدار اور مقبوضات کی علیحدہ علیحدہ حد بندی نہیں ہوئی تھی - لیکن پھر بھی اس قسم کا عہد و پیمان کرنے سے دونو ملکوں میں پوری طرح تعلقِ آشتی کی بنیاد پڑ گئی ÷

سنہ ۱۸۷۳ء کی نہایت خشک سالی کی وجہ سے صوبۂ

بنگالہ میں سخت قحط پڑا۔ اور قحط زدوں کو اس مصیبت سے بچانے کے لئے لارڈ نارتھ بروک نے دریا دلی سے سرکاری خزانوں کے مُنہ کھول دئے۔ اور سر رچرڈ ٹمپل نے جو اُس وقت بنگالے کا لفٹنٹ گورنر تھا۔ اس کام میں وائسرائے کی بہت امداد کی +

اس عہد کا ایک اور بڑا مشہور واقعہ یہ ہے۔ کہ مہاراجہ ملہار راؤ گائکواڑ بڑودہ تحقیقات کے بعد گدّی سے اُتارا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اوّل تو یہ مہاراجہ مدّت سے اپنی بڑی ریاست پر نہایت بدنظمی سے حکومت کر رہا تھا۔ دوم اُس پر یہ جرم لگا۔ کہ اُس نے برٹش رزیڈنٹ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔ اور اس کے بعد جو مہاراجہ گدّی پر بیٹھا۔ اُس نے نہایت خیر اندیشی اور کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ یہ امر ریاست بڑودہ کے حق میں نہایت خوش قسمتی کا باعث ہوا + یہ لارڈ سنہ ۱۸۷۶ء میں ولایت چلا گیا +

لارڈ لٹن۔ سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک

اس کے بعد لارڈ لٹن ہند کا وائسرائے مقرّر ہوا۔ یہ شخص نامی گرامی انگریزی مدبّروں میں سے تھا۔ اور مشہور و معروف فسانہ نویس اور مدبّر سلطنت بلور لٹن کا خلف الرشید تھا۔ اُس کے آنے سے پہلے ہند کی برٹش گورنمنٹ سارے ہند میں سب سے اعلےٰ

اور برتر طاقت تسلیم ہو چکی تھی - اور گو اس مسلّم حق کی حیثیت سے سب ملکۂ انگلستان کو ایسی بڑی سلطنت کا حاکمِ اعلےٰ مانتے تھے - جس کی حدود کے اندر بہت بڑی بڑی اور قدیم ریاستیں اور علاقے شامل ہیں - مگر اب تک ظاہری طور پر ہندوستان انگلستان کی صرف ایک بستی یا ماتحت علاقہ سمجھا جاتا تھا - اس انتظام سے کئی قباحتیں پیدا ہوئیں - اوّل تو اس سے جلیل القدر راجاؤں اور نوابوں کی کسرِ شان ہوتی تھی - جن کو حقیقت میں حضرت ملکۂ معظمہ سے وہی تعلق تھا - جو جرمنی کے سرداروں کو قیصر جرمنی سے ہے - مگر ظاہرا اُن کی قدر و منزلت کسی ادنےٰ سی ریاست کے وحشی سردار سے بڑھ کر نہ تھی - دوم دیسی رعایا قدرتی طور پر اس بات کو پسند کرتی تھی - کہ وہ کسی غیر ملک کے بادشاہ کی رعایا کہلانے کی بجائے قیصرۂ ہند کی رعایا کہلائے - پس اب یہ مناسب سمجھا گیا - کہ حاکمِ اعلےٰ کا خطاب اس طرح پر بدلا جائے - کہ وہ اصلی واقعات کے مطابق ہو جائے - اور سرکار کے ساتھ دیسی والیانِ ریاست کے تعلقات بھی ایسے صاف اور پختہ بنیاد پر ہو جائیں - کہ حاکم اور محکوم دونو کے لئے فخر اور عزت کا باعث ہوں - چنانچہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک نہایت ہی عالیشان دربار جسے دربارِ قیصری کہتے ہیں - دلّی میں منعقد ہؤا - اس میں حضرت ملکۂ معظمہ کے قیصرۂ ہند ہونے کا اعلان

کیا گیا۔ دربار کو دلّی میں منعقد کرنے کی یہ وجہ تھی۔ کہ ہندو اور مسلمان بادشاہوں کا قدیم زمانے سے یہ شہر پایۂ تخت چلا آیا ہے۔ دربار مذکور میں ہندوستان کے ہر حصّے سے تمام بڑے بڑے راجا اور نوّاب جو سنِ بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ رونق افروز ہوئے۔ ان کے علاوہ ہر قوم و ملّت کے ذی عزّت اور برگزیدہ اصحاب بھی شامل ہوکر ممتاز و سرافراز ہوئے۔ بہت سے سرداروں کو مزید القاب و خطاب عطا ہوئے۔ اور طرح طرح سے اُن کی عزّت و توقیر۔ انعام و اکرام ۔ میں اضافے ہوئے۔ کئی سرداروں کو مشیر الدولہ بنایا گیا۔ اور بعض کو سرکاری فوج کا جرنیل بنایا گیا۔ اُسی دن بے انتہا خوشی اور نہایت سرگرمی اور نمک حلالی کے اظہار کے ساتھ ہند کے ہر ایک ضلع میں قیصری اعلان پڑھا گیا +

سنہ ۱۸۷۷-۷۸ء میں شمال کی طرف راجپوتانے سے لے کر جنوب میں ٹراونکور تک نہایت سخت قحط پڑا۔ مگر اُس کی شدّت مدراس۔ میسور اور بمبئ کے جنوبی اضلاع میں بہت ہی بڑھ کر تھی۔ اس آفت آسمانی کے دور کرنے کے لئے سرکار نے حد سے بڑھ کر کوشش کی۔ اور لوگوں کے لئے خوراک بہم پہنچانے میں گیارہ کروڑ روپیہ صرف کیا۔ اور لندن کے لارڈ میئر نے اس کار خیر کے لئے انگلینڈ میں ایک فنڈ کھولا۔ اور چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور خود حضرت ملکۂ معظمہ

اور شاہی خاندان کے شاہزادوں اور اہالیانِ انگلستان نے ایک کروڑ سے زیادہ روپیہ فراہم کر کے قحط زدہ ہندوستانیوں کی امداد کے لئے بھیجا۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔کہ سلطنت برطانیہ کے تمام مقبوضات میں لوگوں نے خوب دل کھول کر اس فنڈ کے لئے چندہ دیا۔ دس لاکھ روپے کے قریب تو صرف آسٹریلیا والوں نے جمع کیا۔ ہندوستان کے اُن صوبوں نے بھی جن میں قحط نہیں پڑا تھا۔ مدد دی۔ اَوروں کا تو کیا ذکر۔ بنگالے کے کالجوں کے طالب علموں نے بھی حسب توفیق چندہ جمع کیا۔ لیکن قحط کی شدّت اس قدر تھی۔ اور بہت سا روپیہ خرچ کرنے پر بھی امداد کا پہنچنا اس قدر دشوار تھا۔کہ باوجود اس ساری ہمدردی اور فیاضی کے بہت سی جانیں فاقے سے تلف ہوگئیں۔ اور مدراس اور میسور میں تو از حد نقصان ہؤا۔

لارڈ لٹن کے عہدِ حکومت کے آخری زمانے کا بڑا واقعہ افغانستان کی جنگ عظیم ہے۔جس کا آخر کار یہ نتیجہ ہؤا۔کہ کابل کے تخت پر ایک ایسا حاکم بٹھایا گیا۔جس کو سرکار انگریزی نے پسند کیا تھا۔ اور اُس نے یہ اقرار کر لیا۔کہ میں ممالک غیر کے معاملات میں ہمیشہ سرکار انگریزی کے صلاح اور مشورے پر چلونگا۔ اس جنگ کی ضرورت روسی سازشوں کی وجہ سے پیش آئی۔ اور ۱۸۷۸ء میں لڑائی

شروع ہو گئی - جس کی مختصر کیفیت یہ ہے - کہ امیر شیر علی خاں نے جو لارڈ میو کا بڑا دوست تھا - نادانی سے روسیوں کے ایلچی کو اپنے دربار میں عزت سے بٹھا لیا - مگر انگریزی سفارت کے قبول کرنے سے انکار کیا - پس لڑائی شروع ہو گئی - اور انگریزی فوجوں نے ایک ہی وقت میں مختلف راستوں سے کابل پر چڑھائی کی - یعنی درۂ خیبر - درۂ کرم اور درۂ بولان سے (دیکھو پہلے باب کی پہلی فصل) امیر شیر علی خاں شمال کی طرف اس غرض سے بھاگ گیا - کہ بچ کر روسی علاقے میں چلا جائے - مگر افغانی ترکستان ہی میں مر گیا - لڑائی کا اوّل حصّہ عہد نامۂ گنڈمک پہ ختم ہوا - جو مئی ۱۸۷۹ء میں مرتب ہوا - اس نامے کی رُو سے امیر شیر علی خاں کا بیٹا یعقوب خاں کابل کا امیر مقرر ہوا - اور چند اضلاع سرکار انگریزی کے حوالے ہوئے - ایک انگریزی رزیڈنٹ کیوگناری نامی کابل بھیجا گیا - مگر ۱۸۷۹ء کے موسم خزاں میں چند پٹھان پلٹنوں نے بغاوت کرکے سرکاری رزیڈنٹ اور اُس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا - پس پٹھانوں کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے ایک مرتبہ اور چڑھائی کرنی پڑی - سرکاری فوجیں اُس ملک میں بڑھتی چلی گئیں - اور انھوں نے کابل اور قندھار پر قبضہ کر لیا - یعقوب خاں کو مجبوراً تخت چھوڑنا پڑا - اور اسیر سلطانی ہوکر مسوری بھیجا گیا +

سنہ ۱۸۸۰ء کے شروع میں لارڈ لٹن ولایت واپس چلا گیا۔ اور اعلیٰ خدمات کے صلے میں اُس کو ارل لٹن اور وائی کونٹ نب ورتھ کا خطاب عطا ہُوا +

لارڈ رپن ۔ سنہ ۱۸۸۰ء سے سنہ ۱۸۸۴ء تک

لارڈ لٹن کے بعد لارڈ رپن وائسرائے ہند مقرر ہُوا۔ اس کے ہندوستان میں وارد ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ایک نہایت غیر معمولی بات واقع ہوئی۔ کہ ایوب خاں نے جو یعقوب خاں کے بعد کابل کے تخت کا دعویدار تھا۔ انگریزی فوج کو مقام میوند پر پس پا کر دیا۔ مگر سرکار نے اس شورش کا فوراً ہی انتقام لیا۔ یعنی سر فریڈرک رابرٹس نے جس کو پیچھے لارڈ رابرٹس کا خطاب ملا۔ ایوب خاں کو سزا دینے کے لئے کابل سے قندھار تک وہ مشہور و معروف یلغار کیا۔ جو اُس زمانے کے بہت بڑے بڑے جنگی کارناموں میں شمار ہوتا ہے۔ یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء میں ایوب خاں کو شکست فاش دے کر بھگا دیا۔ اور سرکار دام حشمتہٗ نے یعقوب خاں کے چچا زاد بھائی امیر عبد الرحمٰن خاں کو کابل کی خالی مسند پر بٹھا دیا۔ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء میں انگریز کابل سے واپس آ گئے۔ اور سرکار نے افغانستان کے اندرونی معاملات میں دخل دینے سے کنارہ کشی کی +

لارڈ رپن کا عہدِ حکومت خاص کر کے اس لئے مشہور ہے۔ کہ اس نے بہت کوشش کر کے لوکل سلف گورنمنٹ

کی سکیم کو وسعت دی (دیکھو ضمیمۂ حصّۂ دوم) - سوتی اسباب جو غیر ممالک سے آتا تھا - اُس پر محصول معاف کر دیا - اس کے عہد حکومت میں دیسی اخبارات کو پھر آزادی مل گئی - یعنی وہ خاص قیود (جو لارڈ لٹن نے لگا دی تھیں) - اب اُٹھا دی گئیں - علاوہ ازیں ایک تعلیمی کمیشن مقرر ہوئی - جو اُس وقت کی موجودہ تعلیم کی حالت پر تحقیقات کرکے رپورٹ کرے - تاکہ صیغۂ تعلیم کو زیادہ تر فروغ دیا جائے - اور اُس کی حالت میں ترقی کی جائے + اس کے عہد میں ایک قانونی تجویز کی نسبت لوگوں میں بہت اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا - جس کو گورنمنٹ کے سکرٹری مسٹر البرٹ کے نام سے اکثر البرٹ بل کہتے ہیں - مگر خوش قسمتی سے باہم صفائی ہوگئی - جس سے سارے فریق راضی ہوگئے - اور نہایت افسوس ناک جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا +

بد بخت قحط جو موجودہ ہندوستان کی جان کا وبال ہو رہا ہے - لارڈ رپن نے اس کے دور کرنے کے ضروری اور اہم مسئلے کی طرف بہت توجّہ کی اور اسی غرض سے ہند میں ریلوں کے جاری کرنے کی تجویز کو اُس نے دانائی اور عالی حوصلگی سے ترقی دی +

۱۸۸۲ء میں کچھ دیسی کنٹنجنٹ سپاہ مصر میں روانہ کی گئی - تاکہ وہاں انگریزی فوج کے ساتھ

جنگ میں شریک ہو - وہاں دیسی سپاہیوں نے بڑی ناموری حاصل کی - اور مہم کے ختم ہونے کے بعد فوج کے چند دستے ہندوستان کو واپس آنے سے پیشتر ولایت کی سیر کو چلے گئے - وہاں انگلستان کے لوگوں نے نہایت محبت اور سرگرمی سے اُن کا استقبال کیا +

لارڈ رپن ۱۸۸۴ء میں ہند سے واپس چلا گیا - اور اُس کے جانے پر یہاں کے لوگوں نے بہت افسوس ظاہر کیا - کیونکہ وہ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں خوب گھر کر چکا تھا +

لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک

لارڈ رپن کے بعد لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء کے موسم خزاں میں ہند کا وائسرائے مقرر ہوکر آیا - یہ شخص پہلے ملک کینیڈا کا وائسرائے رہ چکا تھا - اس کے عہد کے مشہور واقعات یہ ہیں - اپر برما قلمرو انگریزی میں شامل ہؤا - اور حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی یعنی پنجاہ سالہ عہد معدلت مہد کے پورا ہونے کے مبارک موقع کی تقریب میں فروری ۱۸۸۷ء کو غیر معمولی دھوم دھام سے دلی جوش کے ساتھ سارے ہند میں خوشیاں منائی گئیں +

۱۸۸۵ء کے شروع میں لارڈ ڈفرن نے پنجاب کے شمال میں بمقام راولپنڈی ایک نہایت عالی شان دربار

میں امیر کابل کو مدعو کیا - اس عہد حکومت میں خود گورنر جنرل اور اُس کا کمانڈر انچیف لارڈ رابرٹس افغانستان کی سرحد کو مستحکم کرنے کے لئے ایسی تجاویز عمل میں لائے - کہ روسیوں نے ہرات پر قبضہ کرنے سے ہاتھ اُٹھا لیا - اور اُن کی طرف سے حملے کا کوئی خوف نہیں رہا - جن دنوں روس سے کشمکش ہوتی نظر آتی تھی - دیسی راجاؤں نے گورنمنٹ ہند کو فوج اور روپے کی امداد دینے میں پیش قدمی کی - اور نظام حیدر آباد نے ایک نہایت دوستانہ اور خلوص اور خیرخواہی سے بھری ہوئی چٹھی گورنر جنرل کو بھیجی - اور اُس میں ظاہر کیا - کہ میں سلطنت کے استحکام کے لئے بہت سا روپیہ دینے کو حاضر ہوں - اور اگر ضرورت پڑے - تو خود میدان جنگ میں جاکر لڑنے کے لئے بھی تیار ہوں +

تھیبا شاہ برما کی بدنظمی سے لوئر برما کے امن اور سرکاری علاقے کی ترقی میں بہت خلل ہونے کا اندیشہ تھا - اس لئے ۱۸۸۵ء میں سرکار نے مصمم ارادہ کر لیا - کہ شاہ تھیبا کو تخت سے اُتار کر اُس کے علاقے کو سرکاری عملداری میں شامل کر لیا جائے - جرنیل پرنڈر گاسٹ نے اپر برما کے پایۂ تخت مانڈلے کو بغیر کسی مزاحمت کے فتح کر لیا - اور شاہ برما کو بے دخل کر کے ہندوستان بھیج دیا - اور یکم جنوری ۱۸۸۶ء میں اپر برما اور لوئر برما کو ملا کر ایک صوبہ

بنا لیا۔ اور بعد میں اُس کا انتظام ایک لفٹنٹ گورنر کے سپرد ہو گیا +

لارڈ ڈفرن کے عہدِ حکومت کا آخری بڑا کام یہ تھا۔ کہ گوالیار کا قلعہ جہاں غدر کے سرغنہ اور باغی لوگ اکٹھے ہوئے تھے۔ اور جو ایام غدر سے سرکارِ انگریزی کے قبضے میں تھا۔ مہاراجہ گوالیار کو واپس دے دیا گیا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند اپنی باج گزار ریاستوں پر پورا پورا بھروسا رکھتی ہے +

جب لارڈ ڈفرن ہند سے رخصت ہؤا۔ تو اُسے مارکوئیس ڈفرن اور آوا کا خطاب عطا ہؤا +

لارڈ لینسڈون ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۴ء تک

لارڈ ڈفرن کے اس عہدے سے سبکدوش ہونے پر مارکوئیس لینسڈون ۱۸۸۸ء میں ہند کا وائسرائے مقرر ہؤا۔ یہ شخص ہند میں آنے سے پیشتر ملک کینیڈا کا وائسرائے رہ چکا تھا۔ اس کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات یہ ہیں۔ اوّل افغانی سرحد کا پورے طور سے مستحکم ہونا۔ دوم ایک مضبوط فوج کا قائم ہونا۔ جس کا نام امپیریل سروس کور (افواج برائے خدماتِ شاہی) ہے۔ یہ فوج ہند کی بڑی بڑی دیسی ریاستوں نے سرحد کی حفاظت کے لئے تیار کی ہے۔ اور اُس کے اخراجات اور ساز و سامان دیسی دیسی

ریاستیں ہی ادا کرتی ہیں - ریاست منی پور میں ایک چھوٹی سی بغاوت برپا ہوئی - اور اُس میں آسام کا چیف کمشنر اور چند اور انگریزی حکّام اور کچھ بہادر گورکھے سپاہی قتل ہوئے - مگر یہ مفسدہ فوراً ہی فرو ہو گیا - اور مفسدہ پردازوں کو سخت سزا دی گئی - منی پور کا سیناپتی (سپہ سالار) جو اس مفسدے کا باعث اور بانی تھا - پھانسی پر چڑھایا گیا ✦

۱۸۹۲ء میں انگلستان کی پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا - جس کی رُو سے کل ہند اور علیٰحدہ علیٰحدہ صوبوں کی کونسل ہائے واضع قوانین کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا - اور بعد ازاں لارڈ لینسڈون نے کونسلوں کے ممبروں کے لئے انتخاب کا طریق امتحاناً جاری کیا - یعنی یونیورسٹیوں اور اور بڑی بڑی انجمنوں کو اُن کونسلوں میں ممبر انتخاب کرکے بھیجنے کا حق عطا فرمایا (دیکھو ضمیمۂ حصّۂ دوم) - ریاست میسور میں بھی منتخب شدہ ممبروں کی ایک کونسل ہر سال ریاست کے معاملات پر غور کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے - اُن ممبروں کو وہاں کی رعایا گورنمنٹ میسور کی زیر حمایت انتخاب کرتی ہے - اور برٹش انڈیا میں گزشتہ دس یا بارہ سال کے عرصے سے ایک غیر سرکاری انجمن جس کا نام نیشنل کانگرس ہے - خاص خاص ملکی اور مجلسی سوالات پر بحث

کرنے کے لئے ہر سال بڑے دن کی تعطیلوں کے قریب منعقد ہوتی ہے۔ اس میں وہ لوگ ڈیلیگیٹوں یعنی وکلا کے طور پر شامل ہوتے ہیں۔ جن کو کل ہند کے صوبوں کے تعلیم یافتہ لوگ منتخب کرکے بھیجتے ہیں +

لارڈ الگن ثانی سنہ ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۹ء تک

چترال۔ طاعون

یہ لارڈ الگن اُس لارڈ الگن کا بیٹا تھا۔ جو لارڈ کے رننگ کے بعد ہند کا وائسرائے ہؤا تھا۔ لارڈ لینسڈون کے بعد سنہ ۱۸۹۴ء میں یہ لارڈ الگن ہند کا وائسرائے مقرر ہؤا۔ اُسے متواتر مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اور کسی وائسرائے کے عہد میں اس قدر لگاتار مصیبتیں ظہور میں نہیں آئیں۔ چترال جو شمال مغربی سرحد سے پرے واقع ہے۔ وہاں پر ایک مفسدہ برپا ہؤا۔ اس لئے سرکار انگریزی نے زر کثیر خرچ کرکے مقام چترال پر چڑھائی کی اور اُس پر قبضہ کر لیا + اس کے بعد مرض طاعون پھیل گیا۔ اس بیماری کی ابتدا پہلے بمبئی میں ہوئی۔ اور بعد میں یہ بیماری بہت جلد بمبئی کے ارد گرد اور دور دراز مقاموں میں پھیل گئی۔ اس بیماری کے روکنے کے لئے سرکار انگریزی نے بہت سی تجویزیں کیں۔ مگر کوئی تجویز پوری پوری کارگر نہ ہوئی۔ صفائی کا

بہت کچھ انتظام کیا گیا۔ اور طاعون کا ٹیکہ جاری ہؤا۔ جس سے اس مرض کے پھیلنے میں کسی قدر کمی ہوئی +

قحط

۱۸۹۶ء کے موسم خزاں میں جبکہ طاعون کا زور شور تھا۔ ایک بڑا عالمگیر قحط پڑا۔ قحط زدوں کے لئے سرکار کی طرف سے بڑے بڑے امدادی کام جاری ہوئے۔ اور ہند کے امرا اور رؤسا نے اپنی دریا دلی سے اس کارِ خیر میں بہت کچھ مدد دی۔ اس قحط کا اثر آگرہ اور اودھ کے صوبجات متحدہ۔ بہار اور وسط ہند میں زیادہ تر معلوم ہؤا۔ لیکن طریق امداد کے قابل تعریف ہونے کی وجہ سے اور سر اینتھنی میکڈونل جیسے منتظم حاکم کی بدولت ممالکِ متحدہ میں خاص قحط کے سبب سے بہت سی اموات نہ ہونے پائیں۔ اور نیز صوبجات متوسط میں۔ جہاں نہایت ہی سخت قحط پڑا تھا۔ تمام امور پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ فاقہ کشی سے بہت کم لوگ مرے +

زلزلہ

مندرجۂ بالا مصیبتوں کے علاوہ ایک نہایت سخت اور دور تک پھیلنے والا زلزلہ شمال مشرقی ہند میں واقع ہؤا۔ ایسا بھاری زلزلہ تاریخ ہند میں پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ حیرت ہے۔ کہ اس سے جانیں تو بہت کم تلف ہوئیں۔ لیکن مال۔ عمارتوں اور صیغۂ تعمیرات کے کام میں خصوصاً لوگوں کو بہت کچھ

نقصان پہنچا +

جنگ شمال مغربی سرحد

۱۸۹۷ء میں بہت کچھ ہل چل مچی - ہندوستان میں اجتماع مصائب - تکالیف رعایا - اور تجاویز برائے دفعیۂ مرض طاعون - ان سب باتوں سے بہت کچھ فضول اور جاہلانہ بدمزگی اور ناراضگی پھیل گئی تھی - شمال مغربی سرحد پر جب جنگ ہو اور متعصب قوموں کو یہ خبر ملی - کہ ترکوں نے یونانیوں کو شکست دی ہے - تو اُن قوموں نے بہت کچھ شورش برپا کی - چنانچہ ۱۸۹۷ء کے موسم خزاں میں تمام سرحدی قوموں نے ایک ایک کرکے سر اُٹھایا - اور سب قومیں مسلح ہوکر جہاد کے لئے آمادہ ہوگئیں - درۂ خیبر کا تجارتی راستہ بند کر لیا - اور سرحدی قوموں نے علاقۂ سرکاری کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا +

مہم تیراہ

ان سرحدی قوموں کی گوشمالی اور سرزنش کے لئے ایک بڑی بھاری فوج سر ولیم لوک ہارٹ کے ماتحت بھیجی گئی - بہت کچھ سخت لڑائی کے بعد یہ قومیں پس پا ہوئیں - اور اُن کا تعاقب پہاڑیوں اور گھاٹیوں تک کیا گیا - یہ تعزیری مہم جو تیراہ کی مہم کے نام سے مشہور ہے - مدت تک رہی - اس میں بہت کچھ تکالیف برداشت کرنی پڑیں - خرچ بھی بہت کچھ آیا - اور بہت سے جوانمرد کام آئے - لیکن اس مہم کا خاتمہ ہونے سے پہلے سرحدی قوموں کی

پوری پوری سرکوبی ہوگئی +

کمیشن افیون

۱۸۹۳ء – ۱۸۹۵ء میں ایک شاہی کمیشن اس امر کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوئی – کہ ہندوستان میں افیون کے استعمال سے کیا نتائج ظہور میں آئے ہیں – اور آیا افیون کا بند کرنا ممکن ہے – انگلستان اور ہندوستان میں بہت سی شہادتوں کے لینے کے بعد نو کمشنروں میں سے آٹھ نے ۱۸۹۵ء میں یہ رپورٹ کی – کہ افیون کے استعمال سے ہند میں بہت کم نقصان وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں – اس کے سبب نہ کوئی مجرم ہند کے جیل خانوں میں آیا – نہ کوئی مریض ہسپتالوں میں اور نہ کوئی دیوانہ پاگل خانوں میں آیا – پس ثابت ہوا – کہ جس قسم کے نقصان مثلاً ارتکاب جرم – بیماری اور موت شراب کے پینے سے برطانیہ کلاں میں پیدا ہوتے ہیں – اُن میں سے کوئی نقصان افیون کے کھانے سے ہندوستان میں پیدا نہیں ہوتا – بلکہ افیون زیادہ تر بخار اور ملیریا کے دور کرنے میں کام آتی ہے – چنانچہ پارلیمنٹ نے کمیشن کی رپورٹ سے اتفاق رائے ظاہر کیا – اور ہندوستان میں افیون کے استعمال کی ممانعت کرنے سے انکار کر دیا +

پانچ برس تک حکومت کرنے کے بعد لارڈ الگن ہند سے روانہ ہوا – اور جس قدر ثابت قدمی سے اُس نے ہر ایک پے در پے مصیبت کا مقابلہ کیا تھا – اور

تمام مشکلات پر غالب آیا تھا - اُس سے اُس کی شہرت دوبالا ہو گئی +

یہ امر قابل یادگار ہے - کہ اس لارڈ کے عہد میں حضرت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی ڈائمنڈ جوبلی یعنی شصت سالہ عہد معدلت مہد کے پورا ہونے کے مبارک موقع کی تقریب پر بڑی جوبلی کے دس سال بعد جون ۱۸۹۷ء میں باوجود ان تمام مصائب کے سارے ہند میں بڑی دھوم دھام سے خوشیاں منائی گئیں - جس سے رعایاے ہند کی وفاداری اور دلی محبّت ظاہر ہوتی ہے +

لارڈ کرزن ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک

لارڈ الگن کے بعد لارڈ کرزن وائسراے ہند مقرر ہوکر آیا - اُس سے پہلے یہ ولایت میں فارن افیئرز یعنی صیغۂ امور خارجیہ کے انڈر سکرٹری آف سٹیٹ کے عہدے پر ممتاز تھا - اب یہ عہدہ اُسے چھوڑنا پڑا - جو قحط لارڈ الگن کے عہد میں ہؤا تھا - اور جس سے ہندوستان کو بہت کچھ نقصان پہنچا تھا - اُس کے زمانے میں اُس سے بھی زیادہ شدید قحط پڑا - مگر لارڈ کرزن نے اُس کا نہایت دانائی - ہوشیاری اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا - اور اس موقع پر قحط زدوں کی امداد میں از حد ہمدردی اور فیاضی ظاہر کی +

لارڈ کرزن کے عہد میں سلطنت برطانیہ کے بچاؤ کی عام تجویز میں ہند کی رعایا کو شریک ہونے کا موقع ملا۔ اور اُنہوں نے اِس موقع پر نہایت وفاداری ظاہر کی۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء میں ہندوستان سے بارہ ہزار انگریزی سپاہ جنوبی افریقہ کو بوئروں کی لڑائی میں بھیجی گئی۔ اور وہاں جا کر لیڈی سمتھ میں تقریباً ۹۹ روز تک سر جارج وائٹ سابق کمانڈر انچیف ہند کے ماتحت محصور رہی۔ اور ۱۹۰۰ء میں چین کو فوج بھیجی گئی۔ اور اس میں دیسی ریاستوں کی فوج بھی شامل تھی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ گو ہندوستان میں مختلف قسم کی قومیں آباد ہیں۔ مگر یہ سب سرکارِ انگریزی کے ساتھ وفاداری ظاہر کرنا اپنی مشترکہ غرض سمجھتی ہیں۔ یہ قول برٹش ہند ہی پر صادق نہیں آسکتا۔ بلکہ تمام باجگزار ریاستوں کا بھی یہی حال ہے۔ دیسی راجاؤں نے اپنی ہی مرضی سے سلطنت برطانیہ کا کچھ بوجھ اپنے اپنے سروں پر اُٹھا لیا ہے۔ اور خود سلطنت کے حامی بن گئے ہیں۔ ان راجاؤں کے ہاں صرف ہند کے بچاؤ کے لئے فوجوں کے دستے نہیں رہتے۔ بلکہ حال میں وہ سلطنت برطانیہ کی مدد کے لئے دنیا کے دور دراز ملکوں میں فوج بھیجنے کے لئے تیار رہے ہیں +

۲۲ - جنوری ۱۹۰۱ء کو ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند نے وفات پائی۔ اور اُن کی یادگار کے واسطے چندہ

جمع کیا گیا - اس میں تمام والیان ہند بلکہ ہر ایک امیر و غریب نے چندہ دیا + ۹ - اگست ۱۹۰۲ء کو شہنشاہ اڈورڈ ہفتم نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور اس خوشی میں تمام ہندوستان کے فوجی مقامات میں صبح کے وقت قواعد ہوئی - اور شام کو ہر ایک ضلع میں آتشبازی چھوڑی گئی - اور فقیروں اور محتاجوں کو انعام وغیرہ تقسیم کیا گیا + اسی وائسرائے کے عہد میں یونیورسٹی کمیشن - ریلوے کمیشن - پولیس کمیشن اور اِرری گیشن کمیشن بیٹھیں - اور پرانی عمارتوں یعنی مندروں - مسجدوں - مقبروں وغیرہ کی تعمیر و مرمت کے لئے انتظام کیا گیا +

یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں ایک نہایت ہی عظیم الشان دربار تاج پوشی ہوا۔ جس میں اڈورڈ ہفتم کے قیصر ہند ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اس جلسے میں ہند کے تقریباً سب چھوٹے بڑے رئیس شامل تھے۔ اور کل بڑے بڑے برٹش افسر اور گورنروں کے علاوہ جناب شہزادہ والا تبار ڈیوک آف کوناٹ بھی مع ڈچز آف کوناٹ شریک تھے - اس کے ساتھ دہلی میں نمائش گاہ بھی ہوئی - جس میں خاص ہندوستان کے دستکاروں کی بنائی ہوئی اشیا موجود تھیں - دہلی اور کرنال کے درمیان مصنوعی جنگ ہوئی - اور ۹ - جنوری کو وائسرائے نے انعام وغیرہ تقسیم کئے۔ اس دربار کی تقریب میں نمک کے محصول پر چنگی

میں کسی قدر تخفیف ہوگئی - اور انکم ٹیکس بھی کم کیا گیا - یعنی پانسو روپے سالانہ آمدنی پر ٹیکس لینے کی بجائے ایک ہزار روپے سالانہ آمدنی پر ٹیکس لگایا گیا + ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بنگالے کی تقسیم کی اور سرحد کا خاطر خواہ انتظام کیا - بھونچال اور قحط سے تکلیف پانے والے آدمیوں کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کی گئی - چند وجوہات کے سبب لارڈ کرزن استعفا دے کر ولایت چلا گیا +

لارڈ منٹو

یہ وائسرائے ۱۷ - نومبر ۱۹۰۵ء کو بمبئی پہنچا +

ہندوستان کی گزشتہ اور موجودہ حالت

لارڈ کرزن نے بہت سے دیسی شرفا اور شہزادوں کو دہلی دربار کے موقع پر لکچر دیتے وقت فرمایا تھا - کہ ہندوستان کے کروڑوں آدمیوں کو قیصرِ ہند کی حکومت نے روز کے حملوں اور تکلیفوں سے محفوظ کر دیا ہے - اور ہزاروں آدمیوں کو کئی ایک حقوق اور دیگر رعایتیں بخش دی ہیں - اور تعلیم یافتہ اشخاص کو معزز اسامیاں عطا کی ہیں - تکلیف کے وقت گورنمنٹ ہمدردی کرتی ہے - عدل و انصاف میں تمام ہندوستانی برابر حصہ لیتے ہیں - اور اُن کی ہر طرح سے حفاظت کی جاتی ہے - اور اُنہیں امن امان کی

نعمت عظمےٰ ہر وقت میسر ہے +

ہمارے حملوں کی تمیز ۔ ۱

اس امن کے زمانے میں یہ بات ہماری سمجھ میں آنی مشکل ہے ۔ کہ فارس ۔ افغانستان ۔ یا وسط ایشیا کے حملے سے کیا مطلب ہے ۔ اس سے یہ مراد تھی ۔ کہ بیس ہزار سے ایک لاکھ آدمی تک ایک دفعہ ہی کوچ کا نقارہ بجاتے تھے ۔ اور راستے میں جس شہر یا گاؤں سے گزرتے تھے ۔ اُس کو تباہ کر دیتے تھے ۔ یا جلا کر خاک سیاہ کر دیتے تھے ۔ اور ذرا سی تکلیف پر لوگوں کے قتل کرنے پر تیار ہو جاتے تھے ۔ اور فتح کئے ہوئے ملک کے دار الخلافے میں قتل عام بھی ضروری کیا جاتا تھا ۔ مثلاً نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کرکے آٹھ ہزار آدمیوں ۔ بچوں اور عورتوں کو دوپہر کے اندر تہ تیغ کر ڈالا ۔ شہر کو لوٹا ۔ اور کئی جگہ آگ لگائی ۔ نادر شاہ کے جانے کے چند ہی سال بعد میں احمد شاہ ابدالی پانچ دفعہ ہندوستان پر چڑھ کر آیا ۔ اور اُس کی فوجوں نے کئی ہفتے تک دہلی کو لوٹ مار کرکے تباہ کر دیا ۔ اُس کے افغانی پیادے بھی کچھ کم نہ تھے ۔ اُنہوں نے چھوٹے چھوٹے گاؤں کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ اُٹھا رکھا ۔ اُس کے سوار یکایک متھرا میں گھس گئے ۔ اُس وقت ہزاروں ہی یاتری جمع تھے ۔ جاتریوں کو یا تو اُن کے گھروں میں ہی جلا دیا گیا ۔ یا قتل کر ڈالا گیا ۔ چند قید بھی ہوئے ۔ شمالی ہند کی یہ

حالت آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے تھی۔ باقی حصّوں کا بھی یہی حال تھا۔ برما کی جنگجو قومیں مشرقی بنگال کو تباہ کرتی رہیں۔ جنوبی بنگال ساحل کارو منڈل اور ملیبار کو بحری لٹیروں نے لوٹا۔ لوٹیرے دریاؤں میں چلے جاتے تھے۔ اور گاؤں کے گاؤں تباہ کرتے تھے۔ اب حالت بالکل بدل گئی ہے۔ درے شمالی حملہ آوروں کے لئے کھلے نہیں ہیں۔ مشرقی قومیں اور برما انگریزی حکومت کے زیر سایہ ہیں۔ اور بحری لٹیرے اب کہیں نظر ہی نہیں آتے +

تباہی کے بڑے بانی

اجنبیوں کے حملوں سے تو تکلیف پہنچتی ہی تھی۔ مگر خود ملک ہی کی لڑائیاں کچھ کم تباہی لانے والی نہ ہوتی تھیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ محمد شاہ والئے گلبرگہ کا بیجے نگر کے راجے سے جھگڑا ہو گیا۔ اور اُس نے اپنی تلوار صرف اُسی وقت نیام میں ڈالی۔ جب ۵۰ ہزار آدمی قتل ہو چکے۔ مرہٹوں نے ملک کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ہر علاقہ جس میں اُن کی حکومت نہ تھی۔ اُن کی دست درازیوں سے نہ بچتا تھا۔ جہاں کہیں اُن کا نقارہ سنائی دیا۔ کسان چاولوں کی گٹھڑی کندھے پر ڈال اپنی نقدی کمر سے باندھ بال بچّوں کو ساتھ لے گھر بار چھوڑ چلتا بنا۔ اور جنگلوں میں جا بسا۔ پنڈارے بھی ملک کے لئے ایک قسم کی وبا تھے۔ چیتو ۲۵ ہزار کا لشکر لے نظام پر حملہ آور ہوا۔

اور اس نے دریائے کرشنا کے جنوب تک کل علاقہ کو تہ و بالا کر ڈالا۔ پھر وہ شمالی علاقے میں داخل ہوا۔ اور کوئی گاؤں یا قصبہ اُس کی لوٹ مار سے نہ بچا۔ ایک مغلیہ بادشاہ کی موت لڑائی کی علامت ہوتی تھی۔ اور لوگوں پر ذرا بھی رحم نہ کیا جاتا تھا۔ اورنگ زیب کے بیس جانشینوں میں سے چودہ مارے گئے۔ چار اندھے کیئے گئے۔ اور دو قید خانے میں مرے۔ پٹھانوں۔ ٹھگوں اور ڈاکوؤں کی تکالیف ناگفتہ بہ تھیں۔ جو جو تکلیفیں وہ دیتے تھے۔ اُن کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ مرہٹے۔ پٹھان اور پنڈارے اب خونریزی نہیں کرسکتے۔ ہندوستان کے والیان ملک میں اب لڑائی نہیں ہوسکتی۔ اور صرف ریاست کے لئے کشت و خون ناممکن بات ہے۔ لہٰذا انگریزی حکومت نے رہزنی اور تکالیف کا خاتمہ کر دیا ہے۔

۲۔ حملے کے خوف سے رہائی

ہر آدمی اپنی جان و مال کا مالک ہے۔ لیکن ایک سو برس پہلے یہ بات ہرگز نہ تھی۔ اُن دنوں میں دوسرے کی جان لینی آسان بات تھی۔ اور جائداد اراضی کا تو کچھ اعتبار ہی نہ تھا۔ زمین کی قیمت اُس کی فصل ہوتی تھی۔ اُس قیمت پر بھی یہ بعض اوقات گراں تھی۔ مرہٹے اور پٹھان حملہ کرکے کٹے ہوئے کھیت کی پیداوار لے جاتے تھے۔ اور مالک کو مار ڈالتے تھے۔ آدمی اپنے گھر بار کو چھوڑنے اور جان بچا لے جانے کو ہی خوش قسمتی

سمجھتے تھے - حملوں کی کثرت کے سبب ہندوستان اور افغانستان کی کوئی حد نہ تھی - ہمالیہ کے دامن میں ۳۰ ہزار مربع میل زمین میں جنگلی جانور آباد تھے۔ آسام اور مشرقی بنگال اور بنگال کے بہت سے حصّوں میں کوئی آدمی نظر ہی نہ آتا تھا - سمندر کے ساحل اور بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے پر بحری لٹیرے بار بار حملہ آور ہوتے تھے - زمین کے غیر محفوظ ہونے کے سبب کوئی بھی ضرورت سے زیادہ پیدا کرنا نہ چاہتا تھا - کوئی دستکاری ترقّی پر نہ تھی - اور تجارت صرف نام کو ہی ہوتی تھی - لوگ مل بیٹھنے سے ڈرتے تھے - ایک دوسرے سے دور دور رہنے میں ہی جان و مال کی حفاظت سمجھتے تھے - اب حالت بالکل بدل گئی ہے - ہمالیہ کے جنگلوں میں خوشنما اناج کے کھیت لہراتے ہیں - اور پہاڑوں میں چائے کی پیداوار ملک کو دولت بخش رہی ہے - جنگلوں اور دلدلوں پر لوگوں کے قبضے ہیں - اور زمین ہی اصلی جائداد خیال کی جاتی ہے - اگرچہ ملک کے بعض حصّوں میں آبادی کی کثرت ہے - اور لوگ بنجر زمینوں میں کاشت کرنی اچھی خیال نہیں کرتے - اور اپنے ہی گاؤں میں خوش ہیں - مگر کئی جگہ شہر آباد ہو گئے ہیں - اور بڑا سوال یہ پیدا ہو رہا ہے - کہ کسی طرح سے زمینوں کی کاشت کو بڑھائیں +

نہ صرف عام لوگوں کو ہی حقوق عطا ہوئے ہیں -

بلکہ راجاؤں اور نوابوں کو بھی اس نعمت سے محروم نہ رکھا گیا - زمانۂ گزشتہ میں کتنے ہی رئیس تباہ ہو جایا کرتے تھے - اور اُن کی دولت پر مرہٹے - پٹھان اور پنڈارے دندان طمع دراز کرتے تھے - بار بار اُن کو اپنی جان بچانے کے لئے اپنی کل جائداد دے دینی پڑتی تھی - کئی دفعہ اُن کے علاقوں پر قبضہ کر لیا جاتا تھا - اور اُن کو قید خانے میں ڈالا جاتا تھا - یا اُن کا ملک اَوروں کو دے دیا جاتا تھا - مگر جب سے ملکۂ وکٹوریہ قیصرۂ ہند نے ۱۸۵۸ء میں ملک شامل کرنے کے اصول کو چھوڑ دیا - اور لارڈ میئو نے اُس کو قانون بنا دیا - اب کسی دیسی والیٔ ملک کا علاقہ سلطنتِ انگریزی میں شامل نہیں ہو سکتا - یہ حق اُن کو پہلے کبھی عطا نہ ہُوا تھا - اور وہ بھی ہر طرح سے اپنی نمک حلالی سلطنت برطانیہ کے حق میں ظاہر کرتے ہیں - بہت سے والیان ملک کے پاس فوج بھی ہے - جس سے وہ سلطنت انگریزی کی مدد کرتے ہیں - اور لارڈ کرزن نے دیسی رئیسوں کی بھی ایک فوج بنا دی ہے - یہی فوج تھی جس سے دربار دہلی کے جلوس کی شان اور نظارہ دوبالا ہوگیا تھا +

نمبر ۲

جان و مال کی حفاظت ہی صرف ایک بنیاد ہے - جس پر انگریزوں نے اپنی حکومت کو کھڑا کیا ہے - گزشتہ سو سال کی کاشت کی ترقی ملک کی بہبودی اور امن امان کا

ثبوت ہے - حکمران اقوام اور باشندے اپنے مقبوضات سے پوری دلچسپی رکھتے ہیں - آبادی بڑھ گئی ہے - اور تجارت ہو سکتی ہے - جنگلوں میں کاشت ہوتی ہے - اور غریب کسان اپنی زمین سے اچھی سے اچھی پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں - کیونکہ اُن کو یقین ہے - کہ جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہیں - وہ بازار میں فروخت ہو سکتی ہیں - بڑے بڑے شہروں میں کارخانے مزدوروں کے روزی کمانے کے لئے کافی ہیں - انگریزی روپیہ سے چائے اور قہوہ کی کاشت ہوتی ہے - روئی کے کارخانے جاری ہیں - تیل اور کوئلے کی کانیں کھودی جا رہی ہیں - نیل اور افیون کے کارخانے بھی جاری ہیں - چھوٹی چھوٹی دستکاریوں کا تو ذکر کرنا بالکل فضول ہے + سنہ ۱۹۰۲ء میں تقریباً ۵$\frac{1}{2}$ لاکھ ایکڑ پر چائے کی کاشت ہوتی تھی - اور اُس سے تقریباً ۲$\frac{1}{2}$ کروڑ من چائے حاصل ہوتی تھی - اور تقریباً ۸$\frac{1}{2}$ لاکھ مزدور اس کاشت سے روٹی کماتے تھے - اسی طرح سے اور پیشوں میں بھی لوگ دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں +

تجارت کی ترقی سے آمد و رفت کے ذریعے اور مال کو آسانی سے لے جانے کے کئی طریقے نکل آئے ہیں - سنہ ۱۸۳۷ء میں ڈاک خانجات بنے - اس سے پہلے ہندوستان میں خطوط وغیرہ بھیجنے کا کوئی خاص طریقہ نہ تھا + سرکاری خطوط کے ملنے میں سرکار کا اپنا

انتظام تھا۔ عام آدمیوں کو سرکاری انتظام کے استعمال کا کہیں کہیں اختیار تھا۔ ریلوں اور جہازوں کے نہ ہونے کے سبب خطوط کشتیوں میں جایا کرتے تھے۔ ڈاک گاڑی اور ہرکاروں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ ڈاک کی ٹکٹوں کا کام نہ تھا۔ اور کلکتے سے بمبئی تک کا کرایہ ایک روپیہ فی تولہ تھا۔ اب انگلستان کو ایک آنہ میں خط جا سکتا ہے۔ اور ہندوستان کی کسی جگہ کارڈ بھیجنے پر صرف ایک پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ ڈاک خانے کے ساتھ منی آرڈر وغیرہ سیونگ، بنک۔ کونین کی تقسیم اور خطوط کی رجسٹری وغیرہ بھی ہوتی ہے۔ پچاس سال پہلے یقین نہ آتا تھا۔ کہ خط ضرور منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ اب ایک دو روز میں خط کا پہنچنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں ایک ارب سے زیادہ روپیہ سیونگ بنک میں جمع تھا +

ڈاک خانے کے ساتھ محکمۂ تار بھی شامل ہے۔ یہ اوّل اوّل لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں شروع ہؤا تھا۔ ۱۸۵۵ء میں اوّل اوّل عام تار روانہ ہوئے۔ چند منٹوں میں پشاور سے راس کماری تک ۶ آنہ فیس ادا کرنے سے تار روانہ کیا جا سکتا ہے۔ تار کے بے حد فائدے ہیں۔ اور وہ مدد جو غدر کے زمانے میں اس سے ملی تھی۔ یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ اس کا ہونا ملکی لحاظ سے بڑا ضروری ہے +

ڈاک کا کام اچھی طرح سوائے ریل کے نہیں

ہوسکتا - اور تجارت بھی بغیر ریل کے پوری طرح نہیں ہوسکتی - پہلے زمانے میں کلکتے سے بھاگل پور جاتے ہوئے کشتی کے راستے سے دو مہینے لگتے تھے - اب وہ فاصلہ ۱۵ گھنٹے سے کم میں ریل کے ذریعے سے طے ہوسکتا ہے - پھر صرف یہی نہیں کہ جلدی ہو سکتا ہے - بلکہ ہر طرح کا آرام بھی ملتا ہے - اب سے سو برس پہلے کے مسافروں کو جنگلی جانوروں کا ڈر رہتا تھا - اور چوروں سے تو محفوظ رہنا مشکل ہی تھا - راستے خراب تھے - دریاؤں میں سے گزرنا خطرناک تھا - ریل نے ان سب خطروں کو دور کر دیا ہے - پہلے ریل ۱۸۵۳ء میں بمبئی اور تھانہ کے درمیان ۲۰ میل کھولی گئی تھی - اب ۲۶۹۵۵ میل ریل جاری ہے - اور تقریباً ۲۰ کروڑ آدمی اس کے ذریعے روزی کماتے ہیں - ۵۵۷۳ میل بن رہی ہے - اور کئی ہزار آدمی اس کی اجرت سے اپنی روزی کما کر امن چین سے زندگی بسر کرتے ہیں +

امن کی ترقی سے تعلیم میں بھی ترقی ہوتی ہے - کسی ہندوستانی رئیس کے عہد حکومت میں تعلیم سرکاری فرض خیال نہ ہوتا تھا - علم صرف برہمنوں کے لئے ہی تھا - مُلا عربی پڑھتے تھے - عام آدمیوں کے لئے تعلیم کا دروازہ بند تھا - ۱۷۸۱ء میں وارن ہیسٹنگز نے کلکتے میں سکول قائم کیا - ۱۸۱۳ء میں یہ قرار پایا - کہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ تعلیم کی ترقی میں صرف

کیا جائے - لارڈ بنٹنک کے زمانے میں انگریزی تعلیم اوّل اوّل ہونے لگی - ۱۸۵۷ء میں کلکتے کی یونیورسٹی بنی - پھر پنجاب - مدراس - بمبئی اور الٰہ آباد میں بھی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں - لارڈ میو اور لارڈ رپن نے عام آدمیوں کو تعلیم دینی شروع کر دی - ۱۹۰۲ء میں تعلیم پر ۱۱۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوتا تھا - یونیورسٹیاں سرکاری ملازمت کے لئے طلباء تیار کیا کرتی ہیں +

ہر آدمی کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کا پورا پورا اختیار حاصل ہے - پہلے زمانے میں یہ نہیں ہوتا تھا - جزیہ رائج تھا - اور یاتریوں پر ٹیکس لگتے تھے - ہندو مسلمانوں کو تباہ کرتے تھے - اور مسلمان ہندوؤں کے دشمن تھے - لیکن سرکار انگریزی کسی آدمی کے مذہب میں دخل نہیں دیتی - انگریزی حکومت کی نظر میں ہر مذہب برابر ہے - اور کسی کا مذہب اسے سرکاری ملازمت حاصل کرنے سے نہیں روکتا +

امن کے قائم رکھنے کے لئے پولیس موجود ہے - اُس کا فرض ہے - کہ جرائم کو کم کرے - سلطنت مغلیہ کی پولیس کے سپاہی کو تنخواہ نہ ملتی تھی - لوگوں سے جو کچھ اُسے مل سکتا تھا - لے کر گزارا کرتا تھا - اب پولیس کو ماہواری تنخواہ ملتی ہے - پولیس کے آدمی کا فرض ہے - کہ جرائم پیشہ لوگوں کا پتہ لگائے - اور انصاف کے ہونے میں مدد دے - عدالتیں اور جیل خانے بنے ہوئے ہیں - مغلوں کے وقت میں قید خانے

بڑے ہی خراب تھے - قیدیوں کو بُری حالت میں رکھتے تھے - اس لئے نہیں کہ اُنھوں نے قصور کیا ہے - بلکہ اس لئے کہ جیل خانوں کی مضبوطی کا یقین نہ تھا - آج کل قیدیوں کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ہے - اور عمدہ سلوک ہوتا ہے - چوری کم ہوگئی ہے - اگرچہ پولیس میں ترقی کی گنجائش ہے - مگر جرم آگے کی نسبت بہت کم ہوگئے ہیں - مغلوں کی عدالتیں اچھی نہ تھیں - ججوں کو تنخواہ نہ ملتی تھی - نہ اُن کی نگرانی ہوتی تھی - مدعی اور مدعا علیہ سے روپیہ حاصل کرکے فیصلہ کیا کرتے تھے - کوئی قانون نہ تھا - اور نہ مجرم کو مقدمہ کرکے اپنے آپ کو بچانے کا موقع ہی دیا جاتا تھا - اب ہائی کورٹ اور چھوٹی عدالتیں موجود ہیں - اور اپیل ہو سکتا ہے - قانون امیروں اور غریبوں میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھتا - مجسٹریٹ کے اختیارات اُس کے درجے کے مطابق ہیں - کہ ہر مجرم اپنی صفائی کے گواہ پیش کرسکتا ہے - ججوں اور مجسٹریٹوں کو تنخواہ ملتی ہے - اور وہ انصاف پسند اور ایماندار ہوتے ہیں +

۵- اعلیٰ اسامیوں پر انگریزی

انگریز بھی مغلوں کی طرح دوسرے ملک کے باشندے ہیں - اکبر کے سوائے کسی مغل بادشاہ نے ہندوؤں کو یا ہندوستان کے مسلمانوں کو شاہی ملازمت پر مقرر نہ کیا - انگریز اس بات میں بڑے فیاض ہیں - شروع ہی سے دیسیوں کو نوکر رکھتے رہے ہیں - اوّل اوّل ہندوستانیوں کو صرف

ادنے ادنے اسامیاں دی جاتی تھیں۔لیکن اب وہ اعلےٰ سے اعلےٰ اسامی حاصل کرسکتے ہیں۔غرض کہ اب سرکاری ملازمت ہر ایک آدمی حاصل کر لیتا ہے +

بہت سے آدمی علمی ملازمت کے خواستگار ہوتے ہیں ۔اور حکیم ۔ وکیل ۔ انجنیر اور اڈیٹر وغیرہ بنتے ہیں ۔ انگریزوں سے پہلے معزز اسامی مل ہی نہ سکتی تھی ۔تعلیم یافتہ لوگوں کے واسطے کئی اور اسامیاں ہیں +

۱۸۔ تکلیف کے وقت مدد

پہلے زمانے میں بادشاہ رعیت کی تکلیف کے وقت اُن کی مدد نہ کرتے تھے۔لیکن اب شفا خانے اور غریب خانے موجود ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں ۲۲۱۱ شفا خانے تھے۔زنانہ شفا خانے بھی کئی شہروں میں موجود ہیں ۔ اور اُن عورتوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ جو عام لوگوں میں نہیں آسکتیں۔پاگل خانے وغیرہ بھی موجود ہیں + سرکار بڑا خرچ اٹھا کر اُن کا انتظام کرتی ہے ۔ اور ہر تکلیف زدہ کی مدد کی جاتی ہے۔ایسے موقعے ہوتے ہیں ۔ جب کہ کئی آدمیوں پر کسی قسم کی آفت نازل ہو جاتی ہے ۔ قحط پڑ جاتے ہیں ۔ اور لوگ مرنے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اور ہر ملک میں لوگوں کی ایسی تعداد ضرور موجود ہوتی ہے ۔ جو مشکل سے گزارا کرسکتے ہیں ۔ ہندوستان میں کل آبادی کا ½ حصہ ایسا ہے ۔ جو دن رات میں صرف ایک دفعہ کھانا کھا کر گزارا کرتے

ہیں۔ قحط کے زمانے میں انہیں وہ بھی نہیں ملتا۔ سرکار کی طرف سے ایسے موقعوں پر ضرور مدد ملتی ہے۔ پہلے زمانے میں سڑکیں نہ تھیں۔ اور لوگوں کو مدد نہ مل سکتی تھی۔ سرکار قحط زدہ کی مدد کرنی اپنا فرض سمجھتی ہے +

ہر ایک قسم کی بیماری سے بھی لوگوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ چیچک کے روکنے کے لئے ٹیکا لگاتے ہیں۔ اور اس کا کل خرچ سرکار برداشت کرتی ہے۔ طاعون کے پھیلنے کے وقت سرکار کی طرف سے لوگوں کے بچاؤ کے لئے ڈاکٹر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور ہر طرح سے حفاظت کی جاتی ہے +

ان بیانات سے یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ سرکار انگریزی کی ایسی حکومت نہیں۔ جس میں کسی قسم کی ترقی کی گنجائش نہ ہو۔ یا یہ کہ سرکار انگریزی کی حکومت کمالیت کے درجے پر پہنچ گئی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ سرکار انگریزی نے رعایا کی بہبودی اور حفاظت کے لئے بہت کچھ کر دکھایا ہے۔ اور ہر وقت یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ رعایا ہر طرح سے خوشحال رہے۔ اور انصاف اور ایمانداری سے سب کام ہوتے چلے جائیں۔ اور یہی ہر گورنمنٹ کی قابلیت جانچنے کا بڑا معیار ہے +

ضمیمۂ حصّۂ اوّل

قدیم اور حال کی ملکی تقسیم اور مشہور تاریخی مقامات

۱- موجودہ ملکی تقسیم

آج کل ملکی انتظام کے لحاظ سے ہندوستان کو بہت سی سرکاروں اور ریاستوں کا مجموعہ سمجھنا چاہیئے۔ جو کم و بیش براہ راست گورنمنٹ عالیہ کے ماتحت ہیں۔ یہ گورنمنٹ عالیہ وائسرائے و گورنر جنرل ہند کے زیر اہتمام ہے۔ جو ملکِ معظم قیصر ہند کا یہاں قائم مقام ہے۔ اس مجموعے کو دو حصّوں پر تقسیم کرسکتے ہیں۔ پہلا حصہ برٹش انڈیا۔ دوسرا حصہ باجگزار ریاستیں +

ا- برٹش انڈیا۔ برٹش انڈیا میں وہ صوبجات شامل ہیں۔ جن میں براہ راست ایسے انگریزی حاکم فرماں روا ہیں۔ جو ہند کی گورنمنٹ عالیہ کے ماتحت ہیں۔ ان صوبوں کی موجودہ تعداد ۱۴ ہے۔ اور اُن کا رقبہ دس لاکھ ستاسی ہزار دو سو اُنچاس مربع میل ہے۔ اور اُن کی آبادی ۱۹۰۱ء میں تئیس کروڑ اُنتیس لاکھ تھی۔ ان

میں سے بعض صوبوں کے حاکم گورنر۔ بعض کے لفٹنٹ گورنر اور بعض کے چیف کمشنر اور باقی کے رزیڈنٹ کہلاتے ہیں۔ ان صوبوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) آسام اور مشرقی بنگال۔ (۲) بنگالہ۔ (۳) صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ۔ (۴) پنجاب۔ (۵) برٹش بلوچستان۔ (۶) بمبئی جس میں سندھ و عدن بھی شامل ہیں۔ (۷) ممالک متوسط۔ (۸) اجمیر (۹) برار۔ (۱۰) مدراس۔ (۱۱) کورگ۔ (۱۲) برما۔ (۱۳) جزائر انڈمان۔ (۱۴) شمال مغربی سرحدی صوبہ +

نوٹ۔ برٹش انڈیا پہلے پہل تین احاطوں میں منقسم تھا۔ یعنی احاطۂ بنگال۔ بمبئی اور مدراس۔ یہ تقسیم اب قریب قریب بالکل ہی جاتی رہی ہے۔ ہاں افواج ہند کی تقسیم میں یہ نام اب بھی پائے جاتے ہیں +

ب۔ باجگزار ریاستیں۔ ہند کی باقی ریاستوں پر ہند کے راجا اور نوّاب حکمراں ہیں۔ جو گورنمنٹ عالیہ کے اہتمام و حمایت میں ہیں۔ اس حمایت کے بدلے ان ریاستوں نے سرکار انگلشیہ کے ساتھ عہد و پیمان کئے ہیں۔ کہ ہم باجگزار ریاستوں کی طرح سرکار دولتمدار کی خاص خاص خدمات ادا کرینگی۔ مثلاً بعض حالتوں میں جنگ کے وقت خاص تعداد فوج کا مہیّا کرنا۔ یہ راجا اور نوّاب اپنے اپنے علاقے میں عموماً تقریباً خود مختار ہیں۔ لیکن سرکار انگلشیہ کے ساتھ عہد و پیمان کی رو سے عمدہ انتظام کے ذمّے وار ہیں۔ اور ممالک غیر کے ساتھ اپنے تعلّقات کے انتظام کو وہ برٹش گورنمنٹ کے سپرد کرتے ہیں۔ اگر

چھوٹی موٹی ریاستوں کو بھی شامل کیا جائے۔ تو ہند کے مختلف حصّوں میں اُن کی تعداد ۴۶۰ سے کم نہیں ہے۔ ان کا رقبہ چھ لاکھ اسّی ہزار مربّع میل کے قریب ہے۔ آبادی ۱۹۰۱ء کے تخمینے کے بموجب قریب چھ کروڑ ۲۵ لاکھ کے ہے۔ سرکار انگلشیہ کے ساتھ ان ریاستوں کے تعلقات جدا جدا ہیں۔ بڑی بڑی ریاستوں میں ایک انگریزی افسر رہتا ہے۔ جس کو رزیڈنٹ یا پولٹیکل ایجنٹ کہتے ہیں۔ اور جو خط و کتابت اس ریاست اور سرکار انگلشیہ کے مابین ہوتی ہے۔ وہ اس افسر کی وساطت سے ہوتی ہے۔ اور اہم معاملات میں یہ افسر ریاست کو صلاح و مشورہ بھی دیتا ہے۔ اس مختصر سے بیان میں ہم صرف نہایت بڑی بڑی دیسی ریاستوں کا ذکر کرینگے۔ ان میں سے وہ ریاستیں جو صوبجات آسام و مشرقی بنگالہ۔ بنگالہ۔ صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ۔ پنجاب۔ بمبئی اور مدراس سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا مختصر بیان ان صوبوں کے بیان کے ساتھ ساتھ آ جائیگا۔ محل وقوع کے لحاظ سے باقی ریاستوں کے چھ مجموعے بنتے ہیں۔ (۱) راجپوتانہ۔ (۲) وسط ہند کی ایجنسی۔ (۳) حیدر آباد۔ (۴) میسور۔ (۵) شمالی پہاڑی علاقے کی سرحدی ریاستیں۔ مثلاً بھوٹان۔ سکم اور نیپال۔ (۶) مغربی پہاڑی علاقے کی سرحدی ریاستیں مثلاً کابل یا افغانستان۔ قلات یا بلوچستان +

فرانسیسوں اور پرتگیزوں کی صرف چند ہی چھوٹی

چھوٹی بستیاں ہیں - جو سرکار انگلشیہ کی ماتحت ریاستوں کے اس مجموعے سے خارج ہیں - ان کا ذکر علیحدہ کیا جائیگا +

ہدایت: نقشہ نمبر ۱/۲

یہ مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ برٹش انڈیا کے چودہ صوبوں کو اُن کی وسعت یا عظمت کی ترتیب سے نہ لیا جائے - بلکہ اُن کے محل وقوع کے لحاظ سے لیا جائے - یعنی نہایت مشرق سے شروع کرکے مغرب کی طرف چلے آئیں +

ا - برما - برما ہندوستان خاص سے بالکل باہر ہے - اور اس میں ایشیائی جزیرہ نمائے ہند مشرقی کا وہ علاقہ شامل ہے - جو ہند اور چین کے درمیان خلیج بنگالہ کے مشرق میں واقع ہے - اس میں یہ علاقے شامل ہیں - اپر برما کی سلطنت عظیم جو ۱۸۸۶ء میں قلمرو انگریزی میں شامل ہوئی - لوئر برما جس میں اراکان - پیگو اور تناسرم کے تین زرخیز اور سرسبز صوبے داخل ہیں - اور یہ صوبے خلیج بنگالہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں - اراکان تو مشرقی بنگالہ کی نہایت مشرقی حد سے ملحق ہے - پیگو میں ایراودی - سیتانگ اور سالوین دریاؤں کی زیرین وادیوں کا علاقہ شامل ہے - اور تناسرم ایک لمبا تنگ علاقہ ہے - جو پیگو سے جنوب کی طرف سمندر کے ساحل کے برابر برابر چلا گیا ہے - اپر برما سمندر کے کنارے کے اُن صوبوں اور آسام - تبت - چین اور سیام کی سلطنتوں کے درمیان واقع ہے + برما اب

لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہے +

برما میں بڑے بڑے مشہور مقامات یہ ہیں۔ رنگون جو پیگو کا صدر مقام اور برما کے صوبے کا پایۂ تخت ہے۔ یہ ایک با رونق بندرگاہ ہے۔ اور دریاے ایراودی کے ایک دہانے پر جس کو دریاے رنگون کہتے ہیں۔ واقع ہے۔ اس کی آبادی ۲ لاکھ ۳۵ ہزار ہے۔ یہاں سے غیر ممالک کو چاول اور لکڑی بہت جاتی ہے۔ مانڈلے اپر برما کا پایۂ تخت ہے۔ کسی زمانے میں برما کے بادشاہ یہیں رہا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں اس کی آبادی ایک لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو سولہ تھی۔ یہ شہر دریاے ایراودی کے بالائی گزرگاہ پر واقع ہے۔ بھامو چین کی سرحد کے قریب ہے۔ مولمین تناسرم کا صدر مقام ایک نہایت عمدہ بندرگاہ ہے۔ اور دریاے سالوین کے دہانے کے قریب ایک چھوٹے سے جزیرہ نما پر واقع ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رُو سے اُس کی آبادی اٹھاون ہزار سے زیادہ ہے۔ اکیاب دریاے کلاڈن کے دہانے کے قریب جزیرۂ اکیاب پر ایک بندرگاہ ہے۔ اور علاقۂ اراکان کا ایک بڑا شہر ہے +

برما کے لوگ خوش مزاج اور زندہ دل ہوتے ہیں۔ اور چین اور مشرقی ایشیا کی اور قوموں سے ملتے جُلتے ہیں۔ سرحد پر اکثر شان لوگ رہتے ہیں۔ اور وہاں شان لوگوں کی بہت سی باجگزار ریاستیں ہیں +

ب۔ آسام اور مشرقی بنگال ۔ اس میں دریاے

برہم پُتر - گنگا اور سرما کی وادیاں - آس پاس کا کچھ پہاڑی علاقہ اور کچھ وہ حصّہ جو بنگالے میں تھا - شامل ہے - ۱۸۷۴ء کے شروع تک آسام بنگالے کے لفٹنٹ گورنر کے متعلق رہا - ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء میں یہ کل حصّہ آسام اور مشرقی بنگال کا صوبہ قرار دیا گیا - اور ایک نیا لفٹنٹ گورنر مقرّر ہوا +

آسام اور مشرقی بنگال کا رقبہ ایک لاکھ چھ ہزار مربع میل ہے - اس کی آبادی تین کروڑ ایک لاکھ کے قریب ہے - ہندوستان میں سب سے زیادہ چاے آسام میں ہی پیدا ہوتی ہے - ریاست منی پور اسی صوبے میں ہے - اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی باجگزار ریاستیں کھاسی اور جنتیا کی پہاڑیوں کی وادیوں میں واقع ہیں - اس صوبے میں آسام اور ڈھاکہ - چٹاگانگ اور اضلاع راج شاہی دیناج پور - جلپے گوری - مالدہ اور چٹاگانگ کے پہاڑی اضلاع ہیں +

گوہٹی ضلع کامروپ میں واقع ہے - اس کا قدیم نام پراگ جیتش پور تھا - گھر گاؤں آسام کا قدیم پایۂ تخت ضلع سیب ساگر میں واقع ہے - آج کل اُس کو ناظرہ کہتے ہیں - شیلانگ کھاسی کی پہاڑیوں میں واقع ہے +

ج - بنگالہ - بنگالے کے دونو صوبے شمالی ہند میں سب سے زرخیز اور آباد ہیں - بنگالے میں یہ علاقے

شامل ہیں۔ بنگالۂ خاص مع گنگا کی زیریں وادی اور ڈلٹا[ل] کے۔ بہار جو گنگا کے کنارے بنگالے سے اوپر کی طرف واقع ہے۔ چٹیا ناگ پور (چھوٹا ناگ پور) جو بہار کے جنوب اور بنگالے کے مغرب میں پہاڑی علاقہ ہے۔ اور اوڑیسہ جو بنگالے کے جنوب مغرب میں جزیرہ نمائے دکن کے بالائی ساحل کے برابر برابر کچھ دور تک چلا گیا ہے + جو علاقہ بنگالے کے لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہے۔ اُس کو بعض اوقات بنگالے کے لوئر پراونسز (صوبجات زیریں) بھی کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ایک لاکھ پندرہ ہزار مربع میل کے قریب ہے۔ اور اُس کی آبادی پانچ کروڑ سات لاکھ سے زیادہ ہے +

بنگالے میں مشہور مقامات یہ ہیں۔ (۱) خاص بنگالہ۔ ضلع چوبیس پرگنہ میں کلکتہ جس کی آبادی ہوڑہ اور مضافات شہر کو شامل کر کے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رُو سے گیارہ لاکھ پچیس ہزار ہے۔ ضلع ندیا یا کرشن نگر میں ندیا جو ہندوؤں کے زمانے میں بنگالے کا قدیم پایۂ تخت تھا۔ جس کے قریب دریائے بھاگیرتھی اور جلنگی باہم ملتے ہیں۔ پلاسی جو دریائے بھاگیرتھی پر ہے۔ بردوان کے ضلع میں بردوان۔ ہگلی کے ضلع میں

[ل] ڈلٹا سے وہ زمین مراد ہے۔ جو کسی دریا کے چند دہانوں کے مابین یعنی اُن شاخوں کے درمیان ہوتی ہے۔ جو اس میں سے پھوٹ کر علیحدہ علیحدہ راہ سے سمندر میں داخل ہوتی ہیں +

ہگلی - چنسرا - چندر نگر اور سات گاؤں جو کسی زمانے میں بنگالے کا پایۂ تخت تھا - مگر اب تو ہگلی کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں رہ گیا ہے - مرشد آباد کے ضلع میں مرشد آباد جس کا پُرانا نام مخصوص آباد ہے - یہ بنگالے کے نوابوں کا پایۂ تخت تھا - اور قاسم بازار - ضلع مالدہ میں گور یا لکھنوتی جو بنگالے کے مسلمان بادشاہوں کا قدیم پایۂ تخت تھا - مگر اب تو صرف اُس کے کھنڈہ ہی پائے جاتے ہیں - بڑا پنڈوا یہ بھی اُجاڑ پڑا ہے +

(۲) **بہار** - پٹنے کے ضلع میں پٹنہ جس کو قدیم زمانے میں پاٹلی پتر کہتے تھے - اور سلطنت مگدھ کا دار الخلافہ تھا - شاہ آباد کے ضلع میں آرہ - بکسر - چاوا - سہسرام اور قلعۂ رہتاس - ضلع ترہت میں جس کو قدیم زمانے میں متھلا کہتے تھے - حاجی پور مشہور مقام ہے - جو پٹنے کے مقابل دریاے گنگا اور گنڈک کے مقامِ اتصال پر واقع ہے - ضلع منگیر میں منگیر - پرگنہ جات سنتھال میں راج محل جس کو پہلے آگ محل کہتے تھے - اور تیلیا گڑھی جو پہلے ایک مشہور قلعہ تھا +

(۳) **اوڑیسہ** - ضلع کٹک یا وسطی اوڑیسہ میں کٹک یا کٹک بنارس دریاے مہاندی کے کنارے پر واقع ہے - یہ اوڑیسے کا صدر مقام ہے - ایک اور مشہور مقام جاج پور ہے - جو قدیم پایۂ تخت ہے - ضلع پُری یا

جنوبی اوڑیسہ میں پُری یا جگن ناتھ ہے۔ ضلع بالاسور یا شمالی اوڑیسہ میں بالاسور ÷

(۴) چٹیا ناگ پور (چھوٹا ناک پور)۔ اس میں بڑا شہر رانچی ہے۔ اور مشہور مقامات ہزاری باغ کی چھاؤنی اور پارس ناتھ کی پہاڑی ہے۔ جو جینیوں کے نزدیک بہت مقدس ہے ÷

کوچ بہار کی باجگزار ریاست ہمالیہ کے زیریں ڈھلانوں پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ اوڑیسہ اور چٹیا ناگ پور میں کئی باجگزار علاقے ہیں۔ جنہیں اوڑیسے کے اور چٹیا ناگ پور کے باجگزار محال کہتے ہیں ÷

د۔ صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ - ملک بہار کے مغرب کی طرف گنگا کی وادیٔ بالائی میں وہ صوبہ واقع ہے۔ جس کو صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کہتے ہیں۔ اس کا حاکم بھی لفٹنٹ گورنر ہے۔ بہار سے آگے بڑھتے ہی بنارس اور گورکھ پور کی قسمتیں آتی ہیں۔ اور جب ہم دریائے گنگا اور اُس کے بڑے معاون جمنا کی وادیوں میں اوپر کی طرف چڑھتے ہیں۔ تو علے الترتیب الہ آباد۔ آگرہ اور میرٹھ کی قسمتیں آتی ہیں۔ آگرے اور الہ آباد کے جنوب میں جھانسی کی کمشنری ہے۔ رُہیل کھنڈ کی کمشنری آگرے کے شمال کی طرف کوہ ہمالیہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور کماؤں کا پہاڑی علاقہ رُہیل کھنڈ کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی شاخ پر واقع ہے ÷

صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ میں یہ مقام تاریخ کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ قسمتِ بنارس میں بنارس جس کی آبادی ۱۹۰۱ء میں دو لاکھ نو ہزار تھی۔ غازی پور۔ چنار جو ضلع مرزا پور میں ایک مشہور پہاڑی قلعہ ہے۔ اور جون پور۔ قسمتِ الٰہ آباد میں الٰہ آباد جو اس صوبے کا صدر مقام ہے۔ اور گنگا اور جمنا کے مقام اتصال پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام پریاگ ہے۔ اور کان پور۔ قسمتِ آگرہ میں آگرہ (اس کے قریب فتح پور سیکری۔ چندوا یا فیروز آباد)۔ قنوج جس کو پہلے کان کبج کہتے تھے۔ اور متھرا + قسمتِ میرٹھ میں میرٹھ۔ قسمتِ جھانسی میں جھانسی۔ رہیل کھنڈ میں بجنور (کالیداس کے مشہور ناٹک شکنتلا میں جو قصہ ہے۔ وہ اسی جگہ کا ہے) +

صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کے لفٹننٹ گورنر کے ماتحت صوبۂ اودھ ہے۔ جو مغرب کی طرف رُہیل کھنڈ سے اور مشرق کی طرف گورکھ پور سے گھرا ہوا ہے۔ اور جنوب کی طرف دریائے گنگا تک اور شمال کی طرف کوہ ہمالیہ تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ صوبہ وسعت میں تو چھوٹا سا ہے۔ مگر زرخیز اور آباد بہت ہے۔ پہلے یہ صوبہ ایک چیف کمشنر کے ماتحت تھا +

اودھ کے مشہور تاریخی مقام یہ ہیں۔ وسطی اودھ میں لکھنؤ جو اس صوبے کا دار الحکومت ہے۔ مشرقی اودھ میں فیض آباد کے قریب اجدھیا (جہاں راجہ

رام چندر جی پیدا ہوئے تھے) +

مندرجۂ ذیل دیسی ریاستیں اس صوبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ رام پور میں رُہیلوں کی ریاست اور کماؤں میں ہمالیہ کی ریاست گڑھوال۔ اودھ کو شامل کرکے اس کا کل رقبہ ایک لاکھ سات ہزار ایک سو چونسٹھ مربع میل ہے۔ اور ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی چار کروڑ ستتر لاکھ۔ یعنی اس کا رقبہ تو تقریباً ملک اٹلی کے رقبے کے برابر ہے۔ اور آبادی تقریباً سلطنتِ جرمن کی آبادی کے برابر +

۷۔ **پنجاب**۔ آگرے سے اگر جمنا کی وادی کی طرف اوپر کو بڑھیں۔ تو شہر دہلی اور اس کا علاقہ آتا ہے۔ جو آج کل پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہے۔ **پنجاب** خاص میں سندھ کی وادئ بالائی شامل ہے۔ اس کو پنجاب اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ اس میں پنج آب یعنی دریائے سندھ کے پانچ معاون۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب جہلم بہتے ہیں۔ کئی جلیل القدر باجگزار ہندوستانی ریاستیں اس صوبے سے متعلق ہیں۔ جن میں بڑی بڑی یہ ہیں۔ اوّل کشمیر جو پنجاب کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی ایک پُر فضا وادی میں واقع ہے۔ دوم کپور تھلہ۔ سوم ریاستہائے ایں روے ستلج۔ یعنی ریاست پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ۔ ان کو ایں روے ستلج کی ریاستیں اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ کلکتے کی طرف سے ستلج کے اس پار ہیں۔ چہارم بہاول پور وغیرہ +

صوبۂ پنجاب میں یہ مشہور تاریخی مقام ہیں۔ قسمتِ دہلی میں دہلی جس کی آبادی ۱۹۰۱ء میں قریب دو لاکھ آٹھ ہزار کے تھی۔ اس کے شمال میں کرنال اور پانی پت + قسمتِ انبالہ میں دہلی کے شمال کو تھانیسر دریائے سرستی پر اور اُس کے پاس موضع تراوڑی اور مہابھارت کی مشہور و معروف لڑائی کا میدان کروچھیتر۔ اور لدھیانے کے قریب ماچھی واڑہ۔ علی وال اور سرہند + قسمتِ جالندھر میں کانگڑہ یا نگرکوٹ + قسمتِ لاہور میں لاہور جو اس صوبے کا پایۂ تخت ہے۔ اور جس کی آبادی ۱۹۰۱ء میں تقریباً دو لاکھ تین ہزار تھی ۔ اور ستلج کے جنوب میں فیروز پور۔ فیروز شہر (پھیرو شہر)۔ مُدکی اور سبراؤں + قسمت راولپنڈی میں جس کو سکندر اعظم اور یونانی مصنفوں نے ٹکسلا لکھا ہے (دیکھو باب اوّل فصل پنجم)۔ اٹک دریائے سندھ پر۔ گجرات جس کے نزدیک لارڈ گاف نے ۱۸۴۹ء میں سکھوں کو شکست دی تھی (دیکھو ساتویں باب کی بارھویں فصل)۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ قصبۂ گجرات اُس گجرات سے جدا ہے۔ جو ہند کے مغرب میں ایک صوبے کا نام ہے۔ اور چلیاں والہ۔ جنوب کی طرف دریائے ستلج اور چناب کے مابین + قسمتِ ملتان میں ملتان +

جو علاقہ پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہے۔ اُس میں اگر کشمیر کے سوا باقی دیسی ریاستوں کو

شامل کر لیا جائے تو کل رقبہ ۱۳۲۷۴۱ مربع میل ہوتا ہے - اور آبادی دو کروڑ اڑتالیس لاکھ کے قریب ہے +

س - **شمال مغربی سرحدی صوبہ** - دریائے سندھ کے پار شمال مغربی سرحدی صوبہ واقع ہے - اس میں یہ علاقے شامل ہیں - پشاور - ہزارہ - کوہاٹ کے کُل ضلعے - ڈیرۂ اسمٰعیل خاں اور بنوں کے کچھ حصّے +

اس صوبے کا کل رقبہ ایک لاکھ تیرہ ہزار چھ سو پچھتر مربع میل ہے - اور آبادی اکیس لاکھ پچیس ہزار چار سو اسّی آدمیوں کی ہے - مشہور تاریخی مقامات یہ ہیں - پشاور جو دریائے سندھ کے پار سرحد افغانستان پر ایک بڑا شہر ہے - اور درۂ خیبر جو پشاور اور افغانستان کے درمیان ایک مشہور اور دشوار گزار راستہ ہے (دیکھو ساتویں باب کی نویں فصل) - اور چترال جو مہتر چترال کا دار الخلافہ تھا +

ص - **برٹش بلوچستان** - پنجاب اور بمبئی کے علاقۂ سندھ کے مغرب میں برٹش بلوچستان کا صوبہ ہے - جس کو سلسلہ ہائے کوہ سلیمان وہالہ کے پہاڑی علاقے پنجاب اور سندھ سے جدا کرتے ہیں - یہ صوبہ گورنر جنرل کے ایک ایجنٹ کے زیر حکومت ہے - اس میں یہ علاقے شامل ہیں - پشین اور افغانستان کے کچھ اور پہاڑی ضلعے جو عہد نامۂ گنڈمک کی رُو سے سرکار کو

تفویض کئے گئے تھے (دیکھو ساتویں باب کی تیرھویں فصل)۔ اور کوئٹہ کا شہر اور ضلع۔ اور درۂ بولان جو خان قلات نے سرکار انگریزی کے سپرد کر دئے ہیں۔ اس صوبے کے متعلق بلوچستان کی کئی قوموں کے سردار بھی ہیں۔ جو اصل میں خان قلات کے ماتحت ہیں۔ ان میں سب سے بڑا لسبیلا کا جام ہے۔ بلوچستان کا کُل رقبہ ایک لاکھ بتّیس ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی قریب آٹھ لاکھ کے ہے +

بلوچستان میں مشہور مقامات یہ ہیں۔ کوئٹہ ایک مشہور چھاؤنی ہے۔ جس سے اُس رستے کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو قندھار اور مغربی ایشیا سے درۂ بولان سے ہو کر ہند کو آتا ہے۔ قلات جہاں خان قلات رہتا ہے۔ اور لسبیلا۔ بولان اور سندھ پیشن ریل کی لائنیں نہایت دشوار گزار پہاڑوں میں بنائی گئی ہیں۔ اور محکمۂ انجنیئری کی نہایت اعلےٰ درجے کی کامیابیوں میں شمار ہوتی ہیں +

ع۔ **بمبئی**۔ ہند کے مغرب کا بہت سا حصہ احاطۂ بمبئی اور اُس کے متعلق بے شمار باجگزار ریاستوں سے گھرا ہؤا ہے۔ یہ احاطہ پنجاب کی حدود سے لے کر میسور اور مدراس تک پھیلا ہؤا ہے۔ اس کے شمالی حصّے کو سندھ کہتے ہیں۔ جو دریائے سندھ کی وادئے زیریں ہے۔ سندھ اور باقی احاطۂ بمبئی کے درمیان گجرات اور کچھ کی باجگزار ریاستیں حائل ہیں۔ گجرات

ہیں یہ علاقے شامل ہیں - جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ جو بہت سی باجگزار ریاستوں میں منقسم ہے - اور علاقۂ متصلۂ مغربی ہند - اس علاقے کا بڑا حصّہ بڑودے کی باجگزار ریاست سے متعلق ہے - جس پر ہز ہائینس مہاراجہ گائکواڑ حکمراں ہیں ÷ کچھ وہ قطعہ ہے - جس کو سمندر کی ایک شاخ نے جس کا نام رن ہے - ہندوستان سے جدا کر دیا ہے - یہ شاخ کچھ بہت گہری نہیں ہے - چنانچہ گرمی کے موسم میں سُوکھ جایا کرتی ہے - اس علاقے پر ہز ہائینس راؤ والئے کچھ فرماں روا ہیں +

بمبئی احاطے کے جنوبی حصّے میں یہ علاقے واقع ہیں - اوّل گجرات - دوم کانکن جس میں جزیرۂ بمبئی اور اُس کے قریب کا بہت سا ملک بھی داخل ہے - سوم مہاراشٹر یعنی مرہٹوں کا ملک جو ساحل سے دور اندر کی طرف واقع ہے - اور مغربی گھاٹ کے سلسلۂ کوہ کے سبب کانکن سے جدا ہو گیا ہے - چہارم خاندیس - یہ بھی ساحل بحر پر نہیں ہے - بلکہ اندر کے رُخ گجرات کے مشرق اور مہاراشٹر کے شمال میں واقع ہے - پنجم شمالی کانڑا جو بمبئی احاطے کے انتہائے جنوب میں ملک میسور اور مدراس احاطے کے متّصل واقع ہے - اور گوا کا چھوٹا سا علاقہ جو سلطنتِ پرتگال کے ماتحت ہے - اس کو کانکن سے جدا کرتا ہے - گجرات کے سوا بمبئی احاطے کے یہ سارے صوبے جزیرہ نمائے ہند میں واقع

ہیں - اور اس کے تمام مغربی حصے بیں پھیلے ہوئے ہیں۔ سندھ کو شامل کر کے اس احاطے کا کل رقبہ ایک لاکھ تیئیس ہزار میل سے کچھ زیادہ ہے - اور آبادی سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ایک کروڑ چھیاسی لاکھ یعنی رقبہ پرشیا کے رقبے کے برابر ہے - اور آبادی سپین سے کچھ زیادہ ہے +

بمبئی احاطے میں مشہور تاریخی مقام یہ ہیں - گجرات میں سورت - کانکن میں بمبئی جس کی آبادی سنہ ۱۹۰۱ء میں سات لاکھ چھہتر ہزار تھی - بمبئی کے شمال مشرق میں تھانہ جزیرۂ سالسٹ پر واقع ہے - اور تھانے کے شمال مغرب میں بسین - مہاراشٹر میں پونا جو مدت تک مرہٹوں کا دار الحکومت رہا - اور اس کے قریب کھڑکی اور قلعۂ پورندھر - ان کے علاوہ سلطنتِ نظام شاہیہ کا پایۂ تخت احمد نگر - اور سلطنتِ عادل شاہیہ کا دار السلطنت بیجاپور - اور خاندان سیواجی کے راجاؤں کا دار الریاست ستارا - شمالی کانڑا میں ہوناور یا ہنور - سندھ میں وہاں کا صدر مقام حیدر آباد سندھ - اور اس کے قریب میانی اور امرکوٹ - پھر ٹھٹھہ جو سندھ کا قدیم تخت گاہ ہے - اور اس کے مغرب میں مشہور بندرگاہ کراچی +

ف - ممالک متوسط - یہ علاقہ چھوٹا ناگ پور کے اضلاع متعلقۂ بنگال کے جنوب مغرب میں ہے - اور ایک چیف کمشنر کے ماتحت ہے - اس علاقے کے شمال

ہیں وسط ہند کی ایجنٹی کی باجگزار ریاستیں مغرب میں احاطۂ بمبئی۔ جنوب میں برار اور ریاست حیدر آباد۔ اور جنوب مشرق میں احاطۂ مدراس اور اوڑیسہ واقع ہیں +

نوٹ۔ طالب علموں کو ممالک متوسط اور وسط ہند کی ایجنٹی میں جو ممالک متوسط کے شمال میں ہے۔ تمیز کرنی چاہیئے۔ ان میں سے ممالک متوسط تو سرکار انگلشیہ کے ماتحت ہے۔ اور وسط ہند کی ایجنٹی میں باجگزار ہندوستانی ریاستیں ہیں۔ بعض اوقات بے پروائی سے وسط ہند کا نام ان دونو بڑے علاقوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے +

ممالک متوسط میں تین علاقے شامل ہیں۔ جو تاریخی لحاظ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ (اوّل) شمال میں ساگر اور نربدا کے علاقے جو ۱۸۱۸ء میں راجۂ ناگپور نے سرکار انگریزی کے سپرد کئے تھے۔ (دوم) جنوب میں ناگ پور جو ۱۸۵۳ء میں لارڈ ڈلہوزی نے قلمرو انگریزی میں شامل کیا تھا۔ (سوم) مشرق کی طرف محال باجگزار + ممالک متوسط کی گورنمنٹ سے متعلق بہت سی باجگزار ریاستیں ہیں۔ جن کا کُل رقبہ اُنتیس ہزار مربع میل سے زیادہ ہے۔ اور آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے۔ اُن میں سب سے بڑی ریاست بستار کی ہے۔ جو رقبے میں بلجیم سے بڑی ہے۔ اگر ان باجگزار ریاستوں کو شامل کیا جائے۔

تو ممالکِ متوسط کا کل رقبہ ایک لاکھ سولہ ہزار مربع میل ہو جاتا ہے۔ اور آبادی ۱۹۰۱ء میں ایک کروڑ اُنیس لاکھ کے قریب تھی۔ یعنی رقبہ تو برطانیہ کلاں کے رقبے سے بہت بڑا ہے۔ اور آبادی انگلینڈ کی آبادی کے نصف کے قریب ہے +

قدیم زمانے میں ممالک متوسط کو ریاستِ گونڈوانہ کہتے تھے۔ یعنی ہند کے اصلی باشندے گونڈ لوگوں کا ملک۔ آج کل گونڈوں اور دیگر اصلی قوموں کی آبادی تخمیناً کل آبادی کے ایک چوتھائی کے قریب ہے۔ اور وہاں کے بہت سے راجا یا ٹھاکر راج گونڈوں کی نسل سے ہیں +

شہر ناگ پور اس صوبے کا دار الخلافہ ہے۔ یہ شہر پہلے برار کے مرہٹے راجاؤں کا دار الریاست تھا۔ اس کی آبادی ۱۹۰۱ء کے مطابق ایک لاکھ اٹھائیس ہزار ہے۔ اس کے قریب کامٹی میں انگریزوں کی بڑی چھاؤنی ہے۔ جبل پور ریل کا ایک بڑا بھاری سٹیشن ہے۔ اور اس کی آبادی پچاسی ہزار ہے۔ کمشنری نربدا کے ضلع نیمار میں برہان پور ہے۔ جو قدیم زمانے میں شاہانِ خاندیس کا پایۂ تخت تھا۔ اور اس کے قریب اسیر گڑھ کا مشہور قلعہ ہے +

اس علاقے کی آبادی چھدری ہے۔ بہت سے حصے میں تو سطوح مرتفع اور جنگلات واقع ہیں۔ مگر یہاں بہت سی معدنیات ہیں۔ اور کوئلے کی بھی

بہت سی بیش قیمت کانیں ہیں - اور آج کل روئی کی پیداوار کے سبب یہ علاقہ بہت مشہور ہو گیا ہے +

ک - برار - ممالک متوسط کے جنوب مغرب کی طرف اور خاندیس علاقۂ احاطۂ بمبئی کے مشرق کی جانب وہ علاقہ ہے - جو برار یا اضلاع مفوضۂ نظام حیدر آباد کے نام سے مشہور ہے - یہ اضلاع نظام حیدر آباد نے عارضی طور پر قرضے کے عوض سنہ ۱۸۵۳ء میں سرکار کے حوالے کئے تھے - اور آج تک سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں - اور اُن کا رقبہ سترہ ہزار سات سو دس مربع میل ہے - اور سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق اُن کی آبادی قریباً ستائیس لاکھ ہے +

برار اصل میں ودار بھ ہے - جو اس ملک کا پُرانا نام ہے - یہ علاقہ مشرقی برار اور مغربی برار کی دو کمشنریوں پر منقسم ہے - مشرقی برار میں ضلع ایلچ پور کا صدر مقام ایلچ پور ہے - اور قلعۂ گاویل گڑھ - مغربی برار کے ضلع اکولا میں ارگاؤں اور شاہ پور کے کھنڈر - برار کے جنوبی حصّے کو بالا گھاٹ کہتے ہیں +

گ - مدراس - احاطۂ مدراس میں یہ علاقے شامل ہیں - اوّل جزیرہ نمائے ہند کا کل مشرقی کنارہ جو ساحل کورو منڈل کے نام سے مشہور ہے - اور ملک

بنگال کے صوبۂ اوڑیسہ سے لے کر نیچے تک چلا گیا ہے۔ دوم جزیرہ نما کا کل جنوبی حصّہ۔ سوم مغربی ساحل یعنی ساحل مالا بار کا ایک حصّہ۔ اس احاطے کا رقبہ ایک لاکھ اکتالیس ہزار سات سو چھبیس مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۳ کروڑ بیاسی لاکھ ہے۔ یعنی یہ احاطہ رقبے اور آبادی میں برشیا سے بہت بڑا ہے۔ اس احاطے کے شمال مشرقی ضلعے جو ملک اوڑیسہ کی سرحد پر ہیں۔ شمالی سرکاریں کہلاتی ہیں۔ اور جنوب مشرقی ضلعے ملک کرناٹک اور مغربی ضلعے ملک مالا بار اور جنوبی کانڑا +

مدراس احاطے میں چند باجگذار ریاستیں بھی ہیں۔ جن میں سے بڑی یہ ہیں۔ اوّل ریاست ٹراونکور جو جزیرہ نمائے ہند کے جنوبی گوشے میں واقع ہے۔ دوم کوچین جو ٹراونکور کے شمال میں ساحل مالا بار پر ہے +

مدراس احاطے کے بڑے بڑے مشہور تاریخی مقام یہ ہیں۔ شمالی سرکاروں میں گمسور۔ مچھلی بندر اور گنٹور۔ کرناٹک میں شہر مدراس اور اس کے قریب چنگل پت اور کانجی ورم اور ارکاٹ۔ اسی ضلع میں ولور اور وندواش جنوبی ارکاٹ میں کڈلور۔ قلعۂ سینٹ ڈیوڈ کے کھنڈر۔ جنجی۔ پورٹو نووو اور فرانسیسوں کا شہر پانڈی چری۔ ضلع ترچناپلی میں ترچناپلی اور جزیرۂ سری رنگم۔ ضلع تنجور میں تنجور۔ مدورا میں مدورا۔

مالابار ہیں کلی کٹ - کنانور اور درۂ پال گھاٹ - جنوبی کانڑا میں منگلور + ×

ل - کورگ - کورگ ایک چھوٹا سا پہاڑی علاقہ ہے - جو مدراس کے اضلاع مالابار اور ریاستِ میسور کے جنوب مغربی حصّے کے درمیان واقع ہے - مارچ ۱۸۸۱ء تک اس کا انتظام چیف کمشنر میسور اور کورگ کے سپرد تھا - مگر اب میسور کے انگریزی رزیڈنٹ کے ماتحت ہے - یہاں کی زمین عموماً سطح سمندر سے تین ہزار فٹ اونچی ہے - کورگ اور احاطۂ مدراس کے ضلع ویناد میں قہوے اور چائے کی بہت کاشت ہوتی ہے - کورگ کا صدر مقام مرکارا ہے - اس کا رقبہ پندرہ سو بیاسی میل مربع اور آبادی ایک لاکھ اسی ہزار ہے +

م - اجمیر - راجپوتانے کے وسط میں ایک چھوٹا سا انگریزی ضلع ہے - گورنر جنرل کی طرف سے جو ایجنٹ راجپوتانے میں رہتا ہے - اجمیر بھی اسی کے زیر حکم ہے ÷

ن - جزائر انڈمان - تناسرم کے مقابل خلیج بنگالہ میں جزیروں کے دو مجموعے ہیں - ایک جزائر انڈمان - اور دوسرے جزائر نکوبار - ان کا انتظام ایک چیف کمشنر کے سپرد ہے - جو گورنمنٹ ہند کے ماتحت ہے ... جزائر انڈمان ایک بڑی بستی ہے - جہاں ہند کے تمام علاقوں سے وہ قیدی بھیجے جاتے ہیں - جن کو

عبور دریائے شور کی سزا ہوتی ہے - اس کا صدر مقام پورٹ بلیر ہے - لارڈ میو کو اسی جگہ ایک پٹھان قیدی نے مار ڈالا تھا - اور پورٹ بلیر کے متعلق یہ بات ہمیشہ افسوس کے ساتھ یاد رہیگی - یہاں کے اصلی باشندوں کی تعداد دس ہزار کے قریب سمجھی جاتی ہے - یہ نہایت ہی پست درجے کے وحشی لوگ ہیں - اور مشہور ہے - کہ ان کی طبیعت کا میلان مردم خوری کی طرف ہے - جزائر نکوبار کے باشندے ان کی نسبت کسی قدر اچھے ہیں - جن اغراض کے لئے سرکار انگریزی ان جزائر کو اپنے قبضے میں رکھتی ہے - اُن میں سے ایک بڑی غرض یہ ہے - کہ جو لوٹ مار اور ڈکیتی ان جزیروں کے لوگ جہازوں اور کشتیوں پر کیا کرتے تھے - وہ نہ ہونے پائے +

باجگذار ریاستیں

جن باجگذار ریاستوں کا مختلف صوبوں سے تعلق ہے - وہ ہم اُن کے ساتھ ساتھ بیان کر آئے ہیں - اب ہم باجگذار ریاستوں کے اُن چھ مجموعوں کا بیان کرینگے - جن کا ذکر ضمیمے کی دفعہ (۱) میں ہو چکا ہے +

۱ - راجپوتانہ - پنجاب کے جنوب اور صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے مغرب میں دیسی ریاستوں کا وہ بڑا مجموعہ واقع ہے - جسے راجپوتانہ یعنی راجپوتوں کا ملک کہتے ہیں - اس میں اٹھارہ باجگذار ہندوستانی ریاستیں ہیں - جن کے راجا جدا جدا ہیں - اور سرکار انگریزی

کے سایۂ حمایت میں امن و امان سے حکومت کرتے ہیں - علیحدہ علیحدہ ریاستوں میں یا اُن کے مجموعوں میں سرکار انگریزی کی طرف سے رزیڈنٹ یا پولٹیکل ایجنٹ مقرر ہیں - یہ سب گورنر جنرل کی طرف سے راجپوتانے میں جو ایجنٹ رہتا ہے - اُس کے ماتحت ہیں - یہ افسر راجپوتانے کے جنوب مغرب میں مقام کوہ آبو پر رہتا ہے - اور گورنمنٹ عالیہ کے آگے کل باتوں کا ذمہ دار ہے - اس علاقے میں ایک ضلع اجمیر کا ہے - جس کا پہلے ذکر آچکا ہے - یہ ضلع براہ راست سرکار انگریزی کے ماتحت ہے +

ارولی پربت راجپوتانے کے بیچ میں وتر کی طرح واقع ہے - اس کا رُخ شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے - اس سلسلۂ کوہ کے شمال اور مغرب کی جانب ملک کم و بیش ریگستان ہے - گو اُس میں بہت سے کسی قدر زرخیز قطعات بھی واقع ہیں - جوں جوں شمال مغرب کو جائیں - زمین چٹیل اور ریتلی آتی جاتی ہے - حتےٰ کہ آگے چل کر ہندوستان کا صحراے اعظم بن جاتی ہے - کوہ ارولی کے جنوب اور مشرق میں بھرت پور کے میدانی علاقے تک زمین گو زرخیز ہے - مگر بہ ہیئت مجموعی پہاڑی ہے - بھرت پور کے پاس راجپوتانے کی سرحد صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ سے مل جاتی ہے - ان پہاڑیوں اور ریگستانوں میں وہ قلعے بنے ہوئے ہیں - جو اُن راجپوت قوموں اور خاندانوں

کی پناہ تھے ۔ جو مسلمانوں کی فتوحات سے پہلے شمالی ہند میں بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمراں تھے ۔ مثلاً مہارانا ے اودے پور جو گہلوٹ قوم کے راجپوتوں کی سسسودیہ شاخ کا سردار ہے ۔ اس کی نسل کاٹھیاواڑ میں دلبھی مقام کے گہلوٹ راجپوتوں سے سیدھی جا ملتی ہے ۔ یہ خاندان چوتھی صدی مسیح کے شروع سے لے کر چھٹی صدی کے اخیر تک گجرات میں ایک بہت بڑی وسیع سلطنت پر راج کرتا تھا ۔ اسی طرح جودھ پور یا مارواڑ کا مہاراجہ بھی قنوج کے راٹھور راجپوتوں کی اولاد سے ہے ۔ جب کبھی راجپوتوں کے کسی خاندان کی حکومت شمالی ہندوستان کے زرخیز حصے میں نہ رہتی ۔ تو سارا خاندان یا اس کا کوئی حصہ مغرب کی طرف جاکر راجپوتانے میں اپنی نئی چھوٹی موٹی سی ریاست بنا لیتا ۔ اسی طرح سے راجپوتوں کے خاندان اور اُن کی شاخیں آج تک وہاں حکمراں ہیں ۔ زمینوں پر قابض ہیں ۔ اور جاگیرداری کے زمانے کے رسم و رواج کے پابند ہیں ۔ اور آج کل راجپوتانے میں راجپوت ریاستوں کے جو فرماں روا نظر آتے ہیں ۔ وہ انہی پُرانے خاندانوں یا اُن کے حصوں یا شاخوں کی اولاد میں سے ہیں ۔ اُن کے ہاں یہ دستور ہے ۔ کہ ساری قوم زمین کی مالک ہوتی ہے ۔ اور ملکی حیثیت کا مدار اصلی فاتحوں کی قرابت اور حسب و نسب کی اصالت پر ہے ۔ راجہ یا مہاراجہ قوم پر سردار قوم کی طرح حکومت کرتا

ہے - راجپوتانے میں تین ایسی ریاستیں ہیں - جو راجپوتوں کے ماتحت نہیں ہیں - ان میں ریاست بھرت پور اور دھول پور تو جاٹوں کے ماتحت ہیں - اور ٹونک کی ریاست مسلمانوں کی ہے - یاد رہے - کہ یہ ریاستیں تھوڑے عرصے سے قائم ہوئی ہیں - مثلاً ٹونک کا نواب پنڈاروں کے سردار امیر خاں کی اولاد میں ہے - امیر خاں نے جب ۱۸۱۷ء میں انگریزوں کے آگے ہتھیار ڈال دئے - تو مارکوئیس آو ہیسٹنگز نے اس کی اطاعت کے صلے میں اُسے یہ علاقہ عطا فرمایا +

راجپوتانے کا رقبہ ایک لاکھ ستائیس ہزار مربع میل کے قریب ہے - اور ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی ستانوے لاکھ سے زیادہ ہے - یعنی رقبہ تو قریباً ملک پرشیا کے برابر ہے - اور آبادی سوٹزرلینڈ سے قریباً تگنی ہے - اس علاقے میں اعلےٰ قوم راجپوتوں کی ہے - جو اراضی کے مالک بھی ہیں - اور کاشت بھی کرتے ہیں - مگر ان کے علاوہ اَور کاشتکار قومیں بھی بستی ہیں - جن میں سے جاٹ اور گوجر تعداد میں سب سے زیادہ ہیں - گزشتہ صدی میں شمالی ہند میں ساہوکارے کا سارا کام راجپوتانے کے باشندوں کے ہاتھ میں تھا - جن کو مارواڑی کہتے ہیں - اور بڑے بڑے شہروں میں دولتمند عالی ہمّت مارواڑی لوگ اب بھی صرافی اور سوداگری کا کام

کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ راجپوتانے میں بہت سے نیم وحشی اصلی باشندے بھی پائے جاتے ہیں۔ جن میں زیادہ تر بھیل لوگ ہیں۔ اور اس علاقے کے کئی جنگلی حصّوں میں یہ لوگ بکثرت آباد ہیں۔ چند قومیں ایسی بھی ہیں۔ جو مخلوط نسل کی کہلاتی ہیں۔ یعنی وہ راجپوتوں اور اصلی باشندوں کے خون سے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور قوم مہر ہے۔ جن میں سے ایک نہایت عمدہ پلٹن برٹش انڈیا کی فوج کے لئے بھرتی کی گئی ہے۔

ریاست جے پور میں جے پور ایک بڑا وسیع اور خوبصورت شہر ہے۔ یہاں کا راجہ کچھواہا قوم کے راجپوتوں کی نسل میں مشہور و معروف رئیس ہے۔ اور کسی زمانے میں وائسرائے کی کونسل واضع قوانین کا ممبر تھا۔ یہ ریاست ہمیشہ اس ملک کی تاریخ میں مشہور چلی آئی ہے۔ اور اب بھی دیسی ریاستوں میں سب سے بڑھ کر ترقی کر رہی ہے۔ شہر جے پور کے علاوہ اس ریاست میں مشہور مقام یہ ہیں۔ امبیر جو پہلے دار الحکومت تھا۔ اور قلعۂ رنتھم بور جو تاریخ میں مشہور ہے۔ ریاست میواڑ یا اودے پور میں اودے پور جو وہاں کا موجودہ پایۂ تخت ہے۔ مہارانا اودے پور ہندوؤں کا سورج کہلاتا ہے۔ اور حسب و نسب کے لحاظ سے ہندوستان میں سب سے اعلےٰ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا محل ایک چھوٹی پہاڑی پر واقع ہے۔

اور اُس کے سامنے ایک نہایت خوبصورت اور دلکش جھیل ہے۔ اودے پور کے مشرق میں ریاست کے قدیم پایۂ تخت چتوڑ کا مشہور قلعہ ہے۔ جس کو پہلے علاؤ الدین نے اور پھر اکبر نے فتح کیا۔ ریاست جودھ پور میں وہاں کا دار الرّیاست جودھ پور ریگستان میں آباد ہے۔ اور ایک مستحکم شہر ہے۔ جس کی آبادی ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ ریاست جے پور کے شمال کی طرف ریاست الور میں لا سواری ہے۔ جہاں لارڈ لیک نے ۱۸۰۳ء میں مرہٹوں پر بڑی بھاری فتح پائی۔ جس سے مرہٹوں کی دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ ریاست بھرت پور میں وہاں کا تخت گاہ بھرت پور۔ یہاں کے قلعے کی نسبت کسی زمانے میں لوگوں کا یہ زعم تھا۔ کہ یہ مستحکم قلعہ کسی سے فتح نہیں ہو سکتا۔ مگر لارڈ کامبر میئر کے ماتحت انگریزی فوج نے ۱۸۲۶ء میں اُس کو سر کیا۔ ایک اور مشہور جگہ ڈیگ ہے۔ جہاں ۱۸۰۴ء میں انگریزوں نے ہلکر کی فوجوں کو شکست دی۔ ریاست جھالور میں گاگروں۔ اس جگہ ایک قلعہ تھا۔ جہاں رانا سانگا نے ۱۵۱۹ء میں مالوہ کی فوجوں پر بڑی فتح پائی تھی۔ ریاست سروہی میں آبو کی پہاڑی ہے۔ جسے ہندو اور جینی بہت متبرک خیال کرتے ہیں۔ اور راجپوتانے میں گورنر جنرل کا ایجنٹ جو اس علاقے میں سرکار انگریزی کا قائم مقام ہے۔ یہیں رہتا ہے +

گو راجپوتانے میں آبادی بہت گنجان نہیں۔ اور عام ترقی کے لحاظ سے بھی وہ دیگر صوبوں کی نسبت پیچھے ہے۔ مگر تاریخی لحاظ سے سارے ہند میں سب سے زیادہ مشہور صوبہ بھی ہے۔ کیونکہ ہند کے پے در پے فتح کرنے والی قوموں کی زیر حکومت ہندوؤں کے راج کی نہایت قدیم حالت کی نشانیاں اگر آج کل کہیں پائی جاتی ہیں۔ تو یہیں پائی جاتی ہیں +

ب۔ وسط ہند کی ایجنسی ۔ گجرات اور راجپوتانے کے مشرق میں وہ باجگزار ہندوستانی ریاستیں ہیں۔ جو وسط ہند کی ایجنسی سے متعلق ہیں۔ ان میں سے بعض تو ہندوستان میں واقع ہیں۔ اور بعض دکن میں۔ ان کو وسط ہند کی ایجنسی اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ اس علاقے میں سرکار انگریزی کا قائم مقام افسر وسط ہند میں گورنر جنرل کا ایجنٹ کہلاتا ہے۔ اس ایجنسی میں مالوہ۔ بندھیل کھنڈ اور باگھیل کھنڈ کی ۷۱ باجگزار ریاستیں ہیں۔ جن کا کل رقبہ اسی ہزار مربع میل کے قریب ہے۔ اور ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی چھیاسی لاکھ سے زیادہ ہے۔ ان میں یہ ریاستیں بڑی ہیں۔ **اوّل** مہاراجہ سیندھیا کی ریاست گوالیار جس کے کئی علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہیں۔ مگر اس کا رقبہ ہالینڈ اور بلجیم کے مجموعی رقبے سے زیادہ ہے۔ **دوم** مہاراجہ ہلکر کی ریاست اندور۔ اس میں مالوے کا ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ **سوم** ۔ بھوپال۔ جس کی فرماں روا

اس وقت شاہجہاں بیگم ہیں - ۴ چہارم ریوا - بندھیل کھنڈ
اور باگھیل کھنڈ کی ریاستیں جو صوبجات متحدہ اودھ و
آگرہ کے جنوب اور بنگالے کے علاقۂ چٹا ناگپور کے
مغرب کی طرف ہیں +

مشہور مقامات سیندھیا کی ریاست میں وہاں کا پایۂ
تخت گوالیار اور اُس کا مشہور قلعہ جہاں شاہانِ مغلیہ
شاہی قیدیوں کو رکھا کرتے تھے - اور لشکر یا فوج کے
ٹھیرنے کی جگہ تھی - اُن کے قریب مہاراج پور اور پنیار-
یہاں کے معرکوں میں سرکار انگریزی نے ۱۸۴۳ء میں
سیندھیا کی فوجوں کو شکست دی تھی - اجین جو
ہندوستان کا ایک نہایت قدیم اور متبرک شہر ہے-
راجہ بکرماجیت کا تخت گاہ تھا - اور ہنود جغرافیہ داں
پہلا نصف النہار یہیں سے شمار کیا کرتے تھے - نیمچ
جہاں انگریزوں کی بڑی چھاؤنی ہے - اور بھیلسا جو
بودھ مذہب کے مندروں کے لئے مشہور ہے +

ہلکر کی عملداری میں اندور جو وہاں کا دار الریاست
ہے - اجین کے قریب مہد پور جہاں انگریزوں نے
۱۸۱۷ء میں ہلکر کی فوج کو شکست دی تھی - اور مہو
جہاں انگریزوں کی بڑی چھاؤنی ہے - بھوپال میں قلعۂ
رائسین جس کو شیر شاہ سوری نے فتح کیا تھا - اور
سیہور جہاں انگریزی چھاؤنی ہے +

ج - حیدر آباد - برار کے جنوب میں نظام حیدر آباد
کا علاقہ ہے - جو ہند میں سب سے بڑی باج گزار

ریاست ہے۔ یہ ریاست دکن کے وسط میں ہے۔ کیونکہ مغرب کی طرف تو بمبئی احاطہ اس کو سمندر سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور مشرق اور جنوب کی طرف مدراس احاطہ۔ یہاں کے فرمانروا کو اکثر نظام دکن کہتے ہیں +

اس ریاست کی وسعت اور آبادی تقریباً ممالک متوسط کے برابر ہے۔ صدر مقام حیدر آباد دریائے موسی پر واقع ہے۔ جو کرشنا کی ایک شاخ ہے۔ اس کی آبادی سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق چار لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس میں غیر نسل کے بہت سے لوگ رہتے ہیں۔ مثلاً عربی۔ حبشی۔ روہیلے اور پٹھان جو یا تو اُن زر دوست سپاہیوں کی اولاد سے ہیں۔ یا اُن کی وجہ سے یہاں پائے جاتے ہیں۔ جو کسی زمانے میں نظام حیدر آباد کے ہاں کثرت سے نوکر تھے۔ حیدر آباد سے ۵ میل شمال کی طرف سکندر آباد ہے۔ جہاں انگریزوں کی ہند میں سب سے بڑی چھاؤنی ہے۔ سپاہیوں کی بارکیں اور اور عمارتیں کوئی چار میل تک لمبی چلی گئی ہیں۔ اس کے قریب حسین ساگر کا تالاب یا مصنوعی جھیل ہے۔ جس کا محیط کئی میل ہے۔ ذرا آگے جا کر بولارم ہے۔ جہاں نظام کی فوجوں کی بڑی چھاؤنی ہے۔ حیدر آباد کے شمال مغرب میں گولکنڈہ جو پہلے سلاطین قطب شاہیہ کا دار الخلافہ تھا۔ اور کسی زمانے میں ہیرے کی کانوں کے باعث مشہور تھا۔ حیدر آباد کے شمال مشرق میں وارنگل

ہے۔ جو کسی وقت تلنگانے میں ہندوؤں کی ریاست کا تخت گاہ تھا۔ بیدر جو پہلے خاندان برید شاہیہ کا پایۂ تخت تھا۔ گوداوری کی ایک شاخ پر واقع ہے۔ اور اُس کے قریب گل برگہ جو کسی زمانے میں خاندان برہمنی کا دار الحکومت تھا۔ اور اب مدراس اور بمبئی کے درمیان ریلوے لائن پر ایک بڑا ریل کا جنکشن ہے۔ کھڑکی کسی زمانے میں ملک عنبر کا دار الرّیاست تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں اورنگ زیب دکن کا صوبہ دار تھا۔ اس لئے اس کے نام پر اس کا نام اورنگ آباد پڑ گیا ہے۔ اورنگ آباد کے ذرا مغرب میں دیوگری یا دیوگڑھ ہے۔ جس کو اب دولت آباد کہتے ہیں۔ شمال مغرب کو چند میل چل کر الورا ہے۔ جو غاروں میں بنے ہوئے مندروں کے سبب مشہور ہے۔ اور مشرق کی جانب اسئی کا میدان جنگ ہے +

د۔ میسور۔ جزیرہ نمائے دکن کے جنوبی وسطی حصے میں قلمرو نظام کے دکن کی طرف مدراس احاطے کے اُن ضلعوں کے جنوب میں جو اضلاع مفوّضہ کے نام سے مشہور ہیں۔ میسور کی بڑی باجگزار ریاست واقع ہے۔ جس کی حکومت مہاراجہ میسور کے سپرد ہے۔ اور ہند کی نہایت مشہور باجگزار ریاستوں میں شمار کی جاتی ہے +

مارچ ۱۸۸۱ء سے پہلے کئی سال تک میسور براہِ

ریاست ایک چیف کمشنر کے ماتحت تھا۔ مگر اس سال پوری پوری عنانِ حکومت مہاراجہ میسور کے ہاتھ میں دی گئی۔ یہ علاقہ ایک سطح مرتفع پر ہے۔ جس کی بلندی سطح سمندر سے بحساب اوسط تین ہزار فٹ ہے۔ اس کا پایۂ تخت میسور ہے۔ جس کی آبادی ۱۹۰۱ء میں ۶۸ ہزار سے زیادہ تھی۔ اس کے قریب مشہور سیرنگ پٹم ہے۔ جو حیدر علی اور ٹیپو کا تخت گاہ تھا۔ اس کے قلعے کے اب کھنڈر ہی کھنڈر نظر آتے ہیں۔ بنگلور میں ایک بڑی انگریزی چھاؤنی ہے۔ اس کی آب و ہوا سرد اور خوشگوار ہے۔ اس کی آبادی ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ اُنسٹھ ہزار ہے۔ اور مشہور تاریخی مقامات بید نور اور نندی درگ کے پہاڑی قلعے ہیں۔ کولار یہاں سونے کی کان ہے۔ اور سونا نکالنے کے کام کا بڑا مرکز ہے۔ اور شمال مغربی ضلع میں قہوہ کی بہت کاشت ہوتی ہے +

۳۔ **سرحد کی پہاڑی ریاستیں**۔ ہمالیہ کی وادیوں اور ڈھلانوں میں چار باجگزار ریاستیں ہیں۔ جن میں کشمیر پنجاب کے متعلق ہے۔ باقی یہ ہیں۔ آسام اور بنگالے کے شمال میں ہمالیہ کی ڈھلانوں پر بھوٹان کی ریاست۔ اور بنگالے کے شمال میں ہمالیہ کے ڈھلانوں پر سکم کی ریاست۔ بنگالے اور صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کے شمال کی طرف ہمالیہ کی وادیوں اور ڈھلانوں میں نیپال کی ریاست +

کشمیر کی سرحد سے لے کر کراچی کے نزدیک سمندر

تک پنجاب اور سندھ کی سرحد کے ساتھ ساتھ بہت سی وحشی یا نیم تربیت یافتہ قومیں آباد ہیں ۔ جو یا تو خود مختار ہیں ۔ یا کچھ امیر کابل ۔ خان قلات یا کسی اور ایسے ہی حاکم کے براے نام ماتحت ہیں ۔ گزشتہ چند سال سے کابل کے حاکم نے جسے امیر یا والئی افغانستان کہتے ہیں ۔ بہت اقتدار حاصل کر لیا ہے (دیکھو ساتویں باب کی آٹھویں فصل) ۔ اور خاص کابل اور آس پاس کے کوہستانی علاقے کے علاوہ اُس نے جنوب کی طرف غزنی اور قندھار کو اور مغرب کی جانب ہرات اور ہری رود کی زرخیز اور آباد وادی کو ایران کی سرحد تک اور ہندوکش کے شمال میں بہت سا وسیع علاقہ جسے افغانی ترکستان کہتے ہیں ۔ کچھ عرصے سے اپنے قابو میں کر رکھا ہے ۔ بلوچستان میں سب سے بڑا حاکم خان قلات ہے +

ہند میں پرتگیزی بستیاں

ہند میں پرتگیزوں کی بھی تین چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں ۔ **اوّل** شہر و علاقہ گوآ جو کانکن اور شمالی کانڑا کے درمیان واقع ہے ۔ اور اُس کا رقبہ ایک ہزار تین سو نوّے مربع میل ہے ۔ اور آبادی چار لاکھ پچانوے ہزار ہے ۔ **دوم** دمن جو انگریزی علاقہ سورت میں ایک شہر ہے ۔ **سوم** دیو جو جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ کے نزدیک ایک جزیرہ ہے +

ان کے علاوہ فرانسیسوں کی بھی پانچ چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں ۔ جن میں مشہور یہ ہیں ۔ اوّل شہر پانڈیچری

مدراس کے جنوب میں - جس کی آبادی پینتالیس ہزار ہے - دوم شہر چندر نگر جو کلکتے سے اوپر کی طرف ہگلی اور سیرام پور کے درمیان دریاے ہگلی پر واقع ہے - اُس کی آبادی ستائیس ہزار ہے +

لنکا ۱۵

لنکا کا جزیرہ محل وقوع کے لحاظ سے ہندوستان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - مگر ملکی انتظام کے لحاظ سے گورنمنٹ ہند کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں - کیونکہ یہ گورنمنٹ انگلستان کے ماتحت ایک بستی ہے - اور اُس کی حکومت وائسراے ہند کے ماتحت نہیں - بلکہ ایک گورنر کے سپرد ہے - جو گورنمنٹ انگلستان کی طرف سے اس پر فرماں روا ہوتا ہے - وسعت میں یہ آئرلینڈ سے ذرا کم ہے - اور اس کی آبادی چھتیس لاکھ کے قریب ہے - اس جزیرے کے باشندے اس کو سنگل کہتے ہیں - مگر ہندوؤں میں لنکا کے نام سے مشہور ہے - اور مسلمانوں کے ہاں عربی کی کتابوں میں اس کا نام سیلان آیا ہے - جس سے انگریزی نام سیلون نکلتا ہے - لنکا کے شمال و مغرب میں مالدیپ کے جزیرے اس کے ماتحت ہیں - اور جزیرۂ لکادیپ گورنمنٹ مدراس کے ماتحت ہے +

ہندوستان انتظامی ۱۶

گورنمنٹ ہند کی جو انتظامی تقسیم اوپر بیان کی گئی ہے - اُس کی وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے وقت کی پُرانی تقسیم آج کل بالکل جاتی رہی ہے - مگر اُس پُرانی تقسیم کے بہت سے نام

تاریخ کے لحاظ سے نہایت مشہور ہیں - اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ طالب علموں کو اس بارے میں کچھ واقفیت حاصل ہو جائے - اور اُن چند حصّوں کے نام سے بھی وہ آشنا ہو جائیں - جو روزمرہ کی گفتگو میں تو اب بھی مروّج ہیں - گو سرکاری دفاتر میں نہیں مانے جاتے +

اکبر کے عہد میں سلطنت مغلیہ کی جو بڑی تقسیم تھی - وہ ایک علیحدہ نقشے میں درج کی گئی ہے - اُن حصّوں کو صوبہ کہا کرتے تھے - یعنی صوبہ دار یا نائب السلطنت کی عملداری +

ان کے علاوہ مسلمان بادشاہوں کے وقت میں یہ بھی حصّے تھے - جھارکھنڈ (جنگل والی زمین) - گونڈوانے کا شمالی حصّہ - یہ بنگالے کا وہی علاقہ ہے - جسے آج کل چھوٹا ناگ پور کہتے ہیں - رُہیل کھنڈ (رُہیلے پٹھانوں کا ملک) - یہ اب بھی اودھ کے مغرب میں صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کی ایک کمشنری ہے - بندھیل کھنڈ (بندھیلے راجپوتوں کا ملک) - یہ نام حال میں بھی مروّج ہے - اس میں صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ کے جنوبی حصّے اور آس پاس کی دیسی ریاستیں شامل ہیں - اس کے شرق میں باگھیل کھنڈ (باگھیلے راجپوتوں کا علاقہ) - سمبھل - یہ قدیم زمانے میں رُہیل کھنڈ کے مغربی حصّے اور آس پاس کے علاقے کا نام تھا +

میوات - دہلی کے جنوب مغرب میں مغلوں کے عہد

میں سرکش لٹیروں کی جگہ مشہور تھی - اس میں وہ علاقہ شامل تھا - جس کا بہت سا حصہ آج کل راجپوتانے میں الور کی ریاست میں شامل ہے +

دوآب (دو دریاؤں کی درمیانی زمین) یوں تو تمام ایسے علاقوں کا نام دوآبہ ہوتا ہے - جو دو باہم ملنے والے دریاؤں کے درمیان واقع ہوں - مگر خاص طور پر یہ لفظ اُس ملک پر عائد ہوتا ہے - جو دریائے گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہے +

موجودہ صوبۂ پنجاب میں مغلوں کے وقت کا صوبۂ لاہور اور دہلی اور ملتان کے صوبوں کے حصّے شامل ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ مغلوں کے وقت کے صوبۂ کابل میں مشرقی اور جنوبی افغانستان اور مشرقی بلوچستان کا علاقہ شامل تھا +

مسلمانوں کے ابتدائی عہد حکومت میں افغانستان کے یہ حصّے تھے - اوّل کُرم و غزنی کے درمیان خلجی یعنی خلجی پٹھانوں کا علاقہ - دوم غزنی اور قندھار کے درمیان روہ - یعنی رُہیلے پٹھانوں کا علاقہ - سوم بلخ اور مرو کے درمیان کوہ ہندوکش کے شمال کی طرف غور یعنی غوری پٹھانوں کا علاقہ +

نہایت قدیم زمانے میں ہندوؤں کے ہاں اس ملک کی یہ مشہور تقسیم تھی +

کامروپ - یعنی جنوبی آسام - مدرا - یعنی - بھوٹان اور شمالی آسام - اوڈرا یا اُتکالا - یعنی اوڈیسہ - انگا - بنگا -

درندرا۔ رارا۔ باگری جنوبی بنگال کے حصّے تھے۔ ورتجی بہار کے علاقۂ ترہت کا قدیم نام تھا۔ بعد میں متھلا کی سلطنت بھی یہیں تھی۔ اور غالباً ویسالی کی ریاست میں بھی یہ علاقہ شامل تھا۔ مگدھ کی بڑی سلطنت کا صدر مقام جنوبی بہار میں تھا۔ کاشی بنارس کے علاقے کو کہتے تھے۔ اس کے شمال و مغرب میں ہمالیہ کی طرف کپل یا کپل وست۔ پنچال رُہیل کھنڈ اور اُس کے متصل کے علاقے کا نام تھا +

تلنگانے کی مشہور ریاست اندھرا کا دارالخلافہ ورنگل تھا۔ اُس کا وسطی حصہ نظام کے علاقے کے شمال و مشرق میں واقع ہے۔ اور کبھی کبھی یہ ریاست جزیرہ نمائے ہند کے سارے مشرقی حصّے میں پھیلی ہوئی ہوتی تھی۔ اس سلطنت کا جو حصّہ اوڈیسے کے متصل تھا۔ اُس کو کلنگا کہا کرتے تھے۔ یہ اکثر مطلق العنان بھی ہو جایا کرتا تھا۔ کوسل کی بڑی ریاست تلنگانہ اور کلنگا کی مغربی حدود سے لے کر مالوہ اور مہاراشٹر کی مشرقی حدود تک پھیلی ہوئی تھی۔ مالوے کو اس کے پایۂ تخت کی وجہ سے اجینی یا اُجین کہا کرتے تھے۔ برار کا قدیمی نام ودارbھ تھا +

وراٹ کی ریاست راجپوتانے کے شمال و مشرق میں تھی۔ ٹکسلا پنجاب کے شمال میں ایک شہر اور علاقے کا نام تھا۔ جس کو سکندر نے فتح کیا تھا۔

اور جس کی زیارت کئی چینی یاتریوں نے کی +

سراشتر جس کو مسلمان سورٹھ کہتے تھے۔ کاٹھیا واڑ کا پُرانا نام تھا۔ اور کسی زمانے میں گجرات کی مشہور ولبھی سلطنت کا صدر مقام تھا۔ اور اس سلطنت کا پایۂ تخت ولبھی بھی اسی میں واقع تھا +

جزیرہ نمائے ہند کے نہایت جنوبی کونے کو ملا کوٹا کہتے تھے۔ آج کل اس کا نام ٹراونکور ہے۔ اس کے شمال میں ایک بڑی ریاست تھی۔ اس کو دراوڑ کہتے تھے۔ (دراوڑی زبانوں کی اصطلاح بھی اسی ملک کے نام سے نکلی ہے)۔ اس سلطنت کا تخت گاہ کانچی پورم تھا۔ جس کو آج کل کانجی ورم کہتے ہیں +

اُس علاقے کے شمالی حصّے کو جو مغربی گھاٹ اور سمندر کے درمیان واقع ہے۔ کانکن کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں بھی اس کا یہی نام تھا۔ اس علاقے کے جنوبی حصّے کو مالابار کہتے ہیں۔ اسی طرح جو علاقہ مشرقی ساحل کورو منڈل پر ہے۔ اُس کے شمالی حصّے کو شمالی سرکاریں اور جنوبی کو کرناٹک کہتے ہیں +

ضمیمۂ حصّۂ دوم

ہند کی حالت سنہ ۱۹۰۶ء میں

۱۔ نسلیں اور زبانیں

ہند کے وسیع ملک میں بہت سی نسلوں کے آدمی آباد ہیں ۔ اور اُن کی مختلف زبانوں کے ذریعے سے اُن کی تمیز نہایت آسانی سے ہوسکتی ہے +

واضح ہو۔کہ مسلمان جو ہند کے ہر حصّے میں موجود ہیں ۔اُن میں سے بعض تو اُن پٹھانوں کی اولاد ہیں ۔ جنہوں نے اوّل ہند پر حملہ کیا (دیکھو باب ۲ فصل ۲) ۔ اور بعض اُن مغلوں کی نسل سے ہیں ۔جنہوں نے افغانوں کے بعد ہند کو فتح کیا (دیکھو باب ۳ فصل ۱) ۔ پھر کچھ ایرانی ہیں ۔کچھ عرب اور کچھ حبشی ۔ یہ لوگ اپنے اپنے ملکوں سے آکر یہاں آباد ہوگئے ہیں ۔ لیکن اکثر مسلمان اُن ہندوؤں کی اولاد ہیں ۔جنہوں نے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ۔اس لئے یہ مسلمان نسل کے اعتبار سے یہاں کے ہندوؤں سے علیحدہ نہیں ہیں + اگرچہ ہند کے مسلمانوں میں نسل کے اعتبار سے فرق ہے ۔

مگر ان سب کی زبان عموماً اُردو یا ہندوستانی یا اُس کی کوئی شاخ ہے۔جو اس ملک کی اصلی زبانوں کے ساتھ فارسی الفاظ کے ملنے سے پیدا ہوئی ہے +

مسلمانوں کے علاوہ ہند کے اور باشندوں کی سرسری تقسیم یہ ہے۔شمالی ہند میں آریا نسل کے ہندو اور اصلی باشندے۔جنوبی ہند میں دراوڑ نسل کے ہندو اور اصلی باشندے۔اصلی باشندے ہند میں ہر جگہ پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔مثلاً بنگالے میں سنتھال۔صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ میں بھرط۔پنجاب میں گکھڑ جنہوں نے محمد غوری کو قتل کیا تھا۔وسط ہند میں گونڈ۔بمبئی و راجپوتانے میں بھیل۔جنوبی ہند میں ٹوڈے۔ان کے علاوہ اس قسم کی اور بھی بہت سی قومیں ہیں۔اور اکثر نیچ قوموں میں بھی بہت سے اصلی باشندے رل مل رہے ہیں +

ہند میں جو لوگ کثرت سے آباد ہیں۔اور اعلےٰ درجے کے گنے جاتے ہیں۔وہ شمال میں آریہ نسل کے اور جنوب میں دراوڑ نسل کے ہندو ہیں۔ان دونو میں کچھ صحیح رشتہ اب تک ثابت نہیں ہؤا ہے۔اکثر لوگ یہ یقین کرتے ہیں۔کہ دکن کے ہندو آریہ نسل سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔بلکہ اصلی باشندوں سے زیادہ تر نسبت رکھتے ہیں +

آریہ نسل کے ہندوؤں اور یورپ کی بڑی بڑی قوموں کی اصل ایک ہی ہے (دیکھو باب ۱ فصل ۲)۔

اس نسل کے ہندوؤں کی جتنی قومیں ہیں - وہ سب ایسی زبانیں بولتی ہیں -- جن کا ماخذ سنسکرت ہے - مگر اُن میں کم و بیش اور زبانوں کے الفاظ بھی مل گئے ہیں - آریہ نسل کے ہندوؤں کی بڑی بڑی شاخیں یہ ہیں - اوّل ملک بہار - ممالک متوسّط - صوبجات متّحدہ اودھ و آگرہ کے لوگ جن کی زبان ہندی ہے - دوم بنگالی جو بنگالے میں اور نیز بہار اور اوڑیسہ اور آسام کے بعض حصّوں میں آباد ہیں - خود آسام کی بولی بنگالی سے بہت ملتی جُلتی ہے - سوم مرہٹے جن کی زبان مرہٹی ہے - یہ لوگ بمبئی احاطہ - ممالک متوسّط اور وسط ہند کی ایجنٹی و ملک برار میں بستے ہیں - چہارم وہ لوگ جن کی زبان گجراتی ہے - یہ بمبئی احاطے میں اور راجپوتانے کے جو علاقے اس کے قریب ہیں - اُن میں رہتے ہیں - پنجم اُڑیہ جو اُڑیسہ میں رہتے ہیں - اور ممالک متوسّط اور احاطۂ مدراس کے جو علاقے اس کے قریب ہیں - اُن میں بود و باش رکھتے ہیں - ششم پنجابی یعنی اہل پنجاب - ہفتم سندھی - یعنی اہل سندھ +

دراوڑی نسلیں یہ ہیں - (۱) تلوگو جو مدراس احاطے کے شمالی حصّوں اور قلمرو نظام کے مشرق میں رہتے ہیں - (۲) تامل لوگ جو دکن کے سارے جنوبی حصّے میں بستے ہیں - اُن کی زبان جنوبی کرناٹک اور ٹراونکور میں تامل ہے - اور ملیبار اور کوچین میں ملیالم جو تامل زبان کی ایک شاخ ہے - (۳) کانڑی لوگ جو مدراس

احاطے کے مغربی اضلاع کانڑا وغیرہ میں اور نیز قلمرو نظام کے ایک بڑے حصے اور ملک میسور اور کورگ میں آباد ہیں +

[illegible] اکثر باشندے ہندو مذہب کے پیرو ہیں۔ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی رُو سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُنتیس کروڑ تینتالیس لاکھ کی آبادی میں سے بیس کروڑ اکہتّر لاکھ آدمی ہندو مذہب کی کسی نہ کسی شاخ کے ماننے والے ہیں۔ اور چھ کروڑ پچیس لاکھ مسلمان ہیں۔ بودھ مذہب کے ماننے والوں کی تعداد پچانوے لاکھ ہے۔ مگر یہ لوگ زیادہ تر صوبۂ برما میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں ایک کروڑ پانچ لاکھ کی کل آبادی میں سے قریب بانوے لاکھ کے بُدھ کے معتقد ہیں۔ مگر یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ صوبۂ برما میں شان کی کئی ریاستوں میں ہندوؤں کی تعداد بودھ لوگوں سے بڑھ کر ہے +

سکھوں کی تعداد بائیس لاکھ ہے۔ مگر تقریباً سب کے سب پنجاب میں ہی پائے جاتے ہیں۔ جین مذہب والے تیرہ لاکھ ہیں۔ ان کی دو تہائی راجپوتانے اور احاطۂ بمبئی میں پائی جاتی ہے۔ پارسیوں کی تعداد ۹۴ ہزار کے قریب ہے۔ جن میں سے ۷۶ ہزار کے قریب احاطۂ بمبئی میں رہتے ہیں۔ عیسائیوں کی کل تعداد ۲۹ لاکھ ہے۔ جن میں سے ۱۹ لاکھ سے زیادہ احاطۂ مدراس میں پائے جاتے ہیں۔ یہودیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔ مگر اُن میں سے چودہ ہزار بمبئی

میں رہتے ہیں +

تعلیم

۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رو سے ہندوستان کی انتیس کروڑ تینتالیس لاکھ کی آبادی میں سے ستائیس کروڑ ۷۰ لاکھ کے قریب تو لکھنے پڑھنے سے بالکل بے بہرہ ہیں - ایک کروڑ ۶۶ لاکھ سے زیادہ لکھ پڑھ سکتے ہیں - اور ۴۴ لاکھ سے زیادہ ہند کے مختلف مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں + اب سکول بڑھنے شروع ہوگئے ہیں - زمینداروں کے لئے الگ مدرسے بن گئے ہیں - اور یقین کیا جاتا ہے - کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائیگی - اور لوگ تعلیم پا کر اپنے اپنے پیشوں کو اختیار کرینگے - اور ان میں ترقی کرتے رہینگے +

ہند میں پانچ بیت العلوم ہیں - یعنی کلکتہ - مدراس - بمبئی - الہ آباد اور پنجاب - ۱۸۵۵ء میں لارڈ ڈلہوزی نے کلکتے کے بیت العلوم کی بنیاد ڈالی - اُس وقت سے اعلےٰ تعلیم کی جس قدر اشاعت ہوئی ہے - اس کا اندازہ اس امر سے کیا جاتا ہے - کہ اب اس ملک میں ایک سو چھیاسی کالج بن گئے ہیں - جن میں ۲۲ ہزار کے قریب طلبا تعلیم پاتے ہیں - بحساب اوسط دو ہزار سے زیادہ طالب علم ہر سال کلکتہ یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہیں - اور قریباً اتنے ہی مدراس یونیورسٹی میں - گیارہ سو طالب علم سالانہ بمبئی یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہیں - اور آٹھ سو تک الہ آباد اور ایک ہزار پنجاب کی

یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہیں۔ مدرسوں کی تعداد ایک لاکھ سینتالیس ہزار سے زیادہ ہے۔ جن میں ۴۴ لاکھ کے قریب طالب علم پڑھتے ہیں۔ ان مدرسوں میں سے پانچ سو سے زیادہ صنعت اور دستکاری کے مدرسے ہیں۔ اس تعداد میں چند ایسے طبی مدرسے بھی شامل ہیں۔ جو دنیا بھر کے عمدہ سکولوں میں شمار ہوتے ہیں +

سنہ ۱۹۰۱ء میں ۷۷۴ اخبار دیسی زبانوں میں شائع ہوتے تھے۔ مگر اُن کی تعداد اب بہت بڑھ گئی ہے +

زراعت

ہندوستان کی اُنتیس کروڑ ۴۲ لاکھ کی آبادی میں سے قریباً بیس کروڑ آدمی کاشتکار ہیں۔ یا اسی قسم کے اَور کام کرتے ہیں۔ اس ملک میں سب سے بڑی فصل باجرے اور دیگر ادنےٰ قسم کی خوردنی اجناس کی ہوتی ہے۔ ان میں سے دوسرے درجے پر چاولوں کی اور اُس سے اُتر کر گیہوں کی۔ چار کروڑ ایکڑ سے زیادہ اراضی میں آج کل گیہوں بوئے جاتے ہیں۔ گیہوں کی کاشت خاص کر پنجاب۔ ممالک متوسط۔ صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ اور احاطۂ بمبئی میں ہوتی ہے۔ اور اس کی پیداوار کا بڑا حصہ غیر ممالک میں جاتا ہے۔ روئی اور کئی قسم کے تلوں کی کاشت کے لئے تقریباً ڈھائی کروڑ ایکڑ سے زیادہ اراضی لگی ہوئی ہے۔ برار۔ بمبئی۔ مدراس اور وسط ہند کے ایسے اضلاع جو برار کے متصل واقع ہیں۔ ان کی سیاہ زمین روئی کی کاشت کے لئے خاص کر مفید ہے +

سرکار بھی زراعت کی ترقی کے لئے کئی طرح کوشش کرتی ہے۔ (۱) آبپاشی کا عمدہ انتظام کرتی ہے۔ (۲) آزمائش اور نمونے کے طور پر کھیت لگواتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو زر تقاوی دیتی ہے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے کاشتکاری کے کاموں اور کھیتوں کی ترقی کے واسطے تھوڑی سی شرح سود پر روپیہ قرض دیتی ہے (۴) نئی نئی فصلوں اور پرانی فصلوں کی اصلاح یافتہ قسموں کو جاری کرتی ہے +

چینی کے لئے گنّے کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ مگر ایک قسم کی کھجور سے بھی بہت سی کھانڈ بنتی ہے۔ ناریل کے درخت سے ناریل اور جٹا یا ریشے دستیاب ہوتے ہیں۔ جس کی چٹائیاں اور رسیاں وغیرہ بناتے ہیں۔ تاڑ سے تاڑی حاصل ہوتی ہے۔ جو ایک قسم کی شراب ہے۔ تاڑ کے پتّوں سے اور ایک اَور قسم کی کھجور کے پتّوں سے پنکھے بنتے ہیں۔ سپاری کے درخت کی سپاری کی خاطر کاشت کرتے ہیں۔ جو عام طور پر چبانے کے کام آتی ہے +

صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ سے دریائے گنگا کی راہ لاکھوں بانس ہر سال ممالک غیر کو جاتے ہیں۔ عام قسم کے بانس کی پھرڑ چالیس فٹ سے اسّی فٹ تک اونچی ہوتی ہے۔ اور جہاں ہلکی اور مضبوط لکڑی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بانس ہی کو استعمال کرتے ہیں +

تمباکو۔ افیون۔ چاے۔ قہوہ۔ نیل اور جیوٹ یا پاٹ کی فصلیں بھی بڑی مشہور ہیں۔ بھنگ اور گانجہ جو نشہ آور ہیں۔ بھنگ کے دو قسم کے پودوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ دال اور کئی قسم کے خربوزوں کی کاشت خوراک کے لئے کی جاتی ہے۔ اور چنا اکثر مویشی اور گھوڑوں اور بھیڑ بکریوں کے چارے کے لئے بویا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات انسان بھی اسے کھاتے ہیں +

۱۱۵ ۔ نہریں

بہت سے جنگلوں میں جہاں پانی ملنا دشوار تھا۔ اور کوسوں تک کوئی کنواں نظر نہ آتا تھا۔ اب نہریں چلتی ہیں۔ اور ملک کو سرسبز اور شاداب کرتی ہیں۔ ہندوستان کے کل بڑے بڑے دریاؤں میں سے نہریں نکالی گئی ہیں۔ اور اُن قطعات کو جہاں سواے ریت کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اب کاشت سے بہت اچھی زمین بنا دیا ہے۔ نہروں سے سرکار کے معاملے میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور رعیّت بھی خوش حال ہو جاتی ہے +

ہندوستان کے جنگلات کی حفاظت اور ترقی کا کام ایک خاص سرکاری محکمے کی تفویض میں ہے۔ اس ملک میں سب سے عمدہ لکڑی ساگون کی ہے۔ یہ لکڑی بڑی مضبوط ہوتی ہے۔ اور ریل گاڑیوں وغیرہ کے بنانے میں زیادہ تر استعمال ہوتی ہے۔ جس کے درخت کثرت سے لگائے جاتے ہیں۔ اور مغربی گھاٹ دکن کے شمال و مشرق اور برما میں خود رو بھی ہے۔ ایک اور قسم کی

لکڑی کا نام سال ہے۔ جس کا درخت اکثر سو فٹ کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔ خوبصورت اور خوشبودار صندل کی لکڑی میسور اور جنوبی ہند کے کئی اور حصّوں میں پیدا ہوتی ہے۔ دیودار کوہ ہمالیہ اور دیگر پہاڑوں میں بکثرت ہوتا ہے۔ اور پہاڑوں کے اونچے ڈھلانوں پر خوبصورت سدا گلاب۔ خر زہرہ یا کنیر و دیگر پودے پیدا ہوتے ہیں +

انجیر کی قسم کے درخت مثلاً بڑ اور مقدس پیپل ہندوستان میں بکثرت ہوتے ہیں۔ بڑ اس لئے مشہور ہے۔ کہ اُس کی شاخوں سے لٹکتی ہوئی ڈاڑھیاں زمین پر پہنچ کر یا تو اُوپر کو اُٹھ جاتی ہیں۔ یا زمین ہی میں گھس جاتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ ایک درخت سے کئی درختوں کا جھنڈ بن جاتا ہے۔ انجیر کی قسم کا ایک اور بڑے کام کا درخت ربڑ کا درخت ہے۔ جو آسام کے جنگلوں میں خود رَو ہے۔ اس کی ہوائی جڑوں سے ربڑ حاصل ہوتا ہے +

۵۔ معدنیات

ہندوستان کی بڑی بڑی معدنیات عمدہ کوئلہ۔ نمک اور لوہے کی کانیں ہیں +

ہندوستان کے کوئلے کی کانوں کے چار بڑے ماخذ ہیں۔ اوّل وہ مقامات جو صوبۂ بنگال میں رانی گنج کے قریب راج محل کی پہاڑیاں اور دمودر کی وادی میں ہیں۔ دوم وہ مقامات جو چھوٹا ناگ پور اور ریوا میں ہیں۔ سوم نربدا کی وادی اور ست پُڑا کی

پہاڑیوں کے مقامات - چہارم گوداوری اور واردھا کی وادیوں کے مقامات +

لوہے کی کانیں کئی مقامات میں واقع ہیں۔سلیم واقع مدراس اور صوبجات متوسط کے ضلع چاندا میں مقام لوہارا۔بندھیل کھنڈ - نربدا کی وادی اور کئی اور مقامات میں لوہا بہت بڑی مقدار میں ملتا ہے +

پنجاب کی نمک اور پتھر کی کانیں افراط میں دنیا بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں +

میسور کی کانوں اور کئی اور مقامات سے سونا نکلتا ہے - تانبا - سیسا - چاندی - سُرمہ زیادہ تر ہمالیہ کے پہاڑوں میں ملتا ہے - اور تناسرم میں قلعی بہت ملتی ہے +

۸ - صنعت و تجارت

کئی دستکاریاں جن کے سبب ہندوستان کسی زمانے میں مشہور و معروف تھا - مثلاً ڈھاکے کی نفیس ململ - اب بالکل جاتی رہی ہیں - لیکن کئی اور دستکاریوں خاص کر رُوئی اور جیوٹ یا پاٹ کے کارخانوں میں گزشتہ چند سال کے عرصے میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے - سب سے پہلے رُوئی کا کارخانہ ہندوستان میں ۱۸۵۵ء کے قریب سر ڈنشا پیٹٹ نے جاری کیا تھا - اور اب پچاس سال کے عرصے میں بمبئی کے گرد و نواح میں ۲۱۵ کلیں جاری ہو گئی ہیں - جن میں پچاس لاکھ چرخیاں کام کرتی ہیں - کم از کم ۳۵ کلیں جیوٹ کی ہیں - جو

اکثر کلکتہ کے قرب و جوار میں واقع ہیں - ان میں سینکڑوں آدمی کام کرتے ہیں - اور بہت بڑا سرمایہ لگا ہؤا ہے - کشمیر اور پنجاب کے شال دُنیا بھر میں مشہور ہیں - ہندوستان کا چاندی کا کام اور کئی اور ایسے ہی پیشے بہت مشہور ہیں - ان کے علاوہ کھانڈ - نیل اور ریشم اور افیون کے بڑے بڑے کارخانے ہیں +

تجارت

۱۸۳۴ء و ۱۸۳۵ء میں غیر ممالک کے ساتھ ہندوستان کی تجارت سمندر کے راستے ۱۴ کروڑ روپے کی ہوئی - اور ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء میں اس کی مقدار دو ارب چھیالیس کروڑ تک پہنچ گئی - گویا ہر سال بحساب اوسط ۷۲ و ۲۳ فی صدی بڑھتی رہی +

ممالک غیر کو مفصلۂ ذیل اشیا جاتی ہیں - گیہوں - چاول - تل - روئی - افیون - جیوٹ - چاے - نیل - قہوہ - اون - چمڑا اور کھال - اس سال میں جو ۳۱ - مارچ ۱۹۰۲ء کو ختم ہؤا - سب چیزوں سے زیادہ تیل نکالنے کے بیج ممالک غیر کو گئے - ان کی قیمت سولہ کروڑ روپے سے زیادہ تھی - اور اُس کی بڑی مقدار انگلستان بھیجی گئی - مگر گزشتہ چند سال سے رُوئی - جیوٹ اور ریشم کے تیار کئے ہوئے کپڑوں کی تجارت غیر ممالک خاص کر چین اور آسٹریلیا کے ساتھ بہت بڑھ رہی ہے +

اُن اشیا میں سے جو ممالک غیر سے ہندوستان میں آتی ہیں۔ سب سے بڑھ کر روئی کے کپڑے ہیں۔ جو انگلستان سے آتے ہیں۔ ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں ان کی قیمت بتّیس کروڑ نوّے لاکھ سے زیادہ تھی۔ اس سے دوسرے درجے پر دھاتیں۔ لوہے اور پیتل کے برتن اور چاقو وغیرہ آٹھ کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کے۔ ریشم دو کروڑ انتیس لاکھ روپے کا۔ تیل چار کروڑ بائیس لاکھ روپے کا۔ کھانڈ پانچ کروڑ پچاسی لاکھ کی۔ اُونی کپڑے۔ ریل کے متعلق اسباب۔ ان میں سے ہر ایک ڈیڑھ کروڑ روپے کا۔ کلوں اور کارخانوں کے متعلق سامان تین کروڑ روپے سے زیادہ۔ کوئلہ ۴۵ لاکھ کا۔ کھانے پینے اور پوشش کی اشیا ہر ایک قریب دو دو کروڑ روپے کی +

مندرجۂ بالا تجارت کے علاوہ ہندوستان کی حدود کے باہر خشکی کے راستے افغانستان۔ تبّت۔ وسط ایشیا۔ چین اور سیام کے ساتھ بھی بہت سی تجارت ہوتی ہے۔ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں اس کی کل مقدار آٹھ کروڑ روپے کے قریب تھی +

ہندوستان میں ہر سال بیس کروڑ سے زیادہ کا سونا اور چاندی ممالکِ غیر سے آ کر کھپتا ہے +

[illegible] ۱۵

ہندوستان میں ایک لاکھ نوّے ہزار میل سے زیادہ سڑکیں سرکار کے زیرِ اہتمام ہیں۔ اور اُن کے علاوہ بڑے بڑے دریا اور دکن میں

نہیں تجارت کے بہت کام آتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصے سے ملک میں ریلیں بہت جلدی جلدی پھیلنی شروع ہو گئی ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں ۶۸۳۲ میل ریل کی سڑکیں جاری ہو چکی تھیں۔ مگر ۳۱۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کو جس قدر ریلیں جاری ہو چکی تھیں۔ اُن کی تعداد پچیس ہزار تین سو تہتر میل تک پہنچ گئی تھی +

۱۹۰۱ء ہی میں اُنیس کروڑ سینتالیس لاکھ انچاس ہزار پانچ سو سڑسٹھ مسافروں نے ریل کے ذریعے سفر کیا۔ اور ۴۴۱۴۲۶۷ ٹن مال و اسباب اُن کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا۔ تیس کروڑ پونڈ کے قریب سرمایہ اُن میں لگا ہؤا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں کل آمدنی دو کروڑ بیس لاکھ پونڈ سے زیادہ ہوئی۔ جس میں سے ایک کروڑ پانچ لاکھ تو اخراجات میں صرف ہوئے۔ اور باقی آمدنی سے گویا $5\frac{1}{4}$ فی صدی سے کچھ زیادہ کے حساب سے منافع تقسیم ہؤا +

برما۔ راجپوتانہ اور جنوبی حصّۂ مہاراشٹر اور جنوبی ہند کے علاوہ ہندوستان کی اکثر ریل کی بڑی بڑی سڑکیں جن کی لمبائی دس ہزار میل کے قریب ہے۔ مقررہ پیمانے کی بنی ہوئی ہیں۔ یعنی ان کی ریلوں کے درمیان $5\frac{1}{2}$ فٹ کا فاصلہ ہے۔ باقی سب ریلیں میٹر کے پیمانے کی بنی ہوئی ہیں۔ یعنی اُن کی ریلوں کے درمیان ۳ فٹ $3\frac{3}{8}$ انچ کا فاصلہ ہے +

ریل کی بڑی بڑی سڑکیں جن کی بہت سی شاخیں

ہیں۔ مندرجۂ ذیل ہیں :۔

(۱) ایسٹ انڈین ریلوے۔ کلکتے سے الٰہ آباد تک۔ وہاں سے ایک شاخ تو شمال مغرب کی طرف غازی آباد اور دہلی کو جاتی ہے۔ اور دوسری جنوب مغرب کی طرف جبل پور کو جاتی ہے +

(۲) نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ دہلی سے لاہور تک۔ اور لاہور سے شمال کی طرف پشاور تک۔ مغرب کی طرف کوئٹہ تک اور جنوب مغرب کی طرف کراچی تک۔ یہ لائن بہت بڑھ گئی ہے۔ فیروز پور کو ہوتی ہوئی ایک شاخ ایسٹ انڈین ریلوے سے جا ملی ہے۔ دوسری لدھیانے کو آتی ہے۔ چناب اور جہلم کی نہروں سے سیراب ہونے والی زمینوں میں گزرتی ہوئی ایک شاخ ملتان کو دوسری سیانوالی وغیرہ کو گئی ہے۔ اس لائن کی ایزادی کی اور بہت سی تجویزیں ہو رہی ہیں +

(۳) گریٹ انڈین پننشلر ریلوے۔ جبل پور سے کلیان اور بمبئی تک۔ اور کلیان سے مدراس کی طرف رائچور تک۔ اور بھوساول سے ناگ پور تک +

(۴) بنگال ناگ پور ریلوے۔ ایسٹ انڈیا کے سٹیشن اسن سول سے ناگ پور تک +

(۵) سدرن مرہٹہ ریلوے۔ گریٹ انڈین پننشلر کے سٹیشن پونا سے ہبلی۔ بنگلور اور میسور تک۔ اور ہبلی سے ایک شاخ مغرب کی طرف مرمگاؤ تک

جو سمندر کے ساحل پر پرتگیزوں کے علاقہ گوا
میں واقع ہے - اور دوسری شاخ مشرق کی طرف
گنٹ گل اور بلاری تک +
(۶) مدراس ریلوے - رائچور سے گنٹ گل -- آرکونم
اور مدراس تک - اور آرکونم سے جلرپٹ تک -
اور وہاں سے ایک شاخ مغرب کی طرف بنگلور
تک - اور دوسری جنوب کی طرف درۂ پال گھاٹ
سے گزر کر کالی کٹ تک جو ساحل مالا بار پر
واقع ہے +
(۷) سوتھ انڈین ریلوے - مدراس سے پانڈی چری -
تنجور - ترچناپلی - ارودڈ اور ٹیوٹی کارن تک -
یہ آخری شہر سمندر کے ساحل پر لنکا کے مقابل
واقع ہے +
(۸) ایسٹرن بنگال ریلوے - کلکتے سے دریاے گنگا
کے کنارے گوالندو مقام تک - اور وہاں سے
ایک شاخ سلی گری اور دار جلنگ تک اور
دوسری میمن سنگھ تک +
(۹) نظام سٹیٹ ریلوے - واڑی سے حیدر آباد دکن
اور بیزوادہ تک +
(۱۰) برما ریلوے - رنگون سے پروم تک - اور رنگون
سے مانڈلے تک +
(۱۱) بمبئی - بڑودہ اور سنٹرل انڈیا ریلوے - بمبئی
سے احمد آباد اور ددھوان تک +

(۱۲) راجپوتانہ مالوہ ریلوے - احمد آباد سے اجمیر تک - جہاں اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں - ایک شاخ دہلی کی طرف جاتی ہے - اور دوسری کان پور تک - اجمیر سے اُجین اور کھانڈوا تک - جہاں وہ گریٹ انڈین پننشلر ریلوے سے مل جاتی ہے +

(۱۳) انڈین مڈ لینڈ ریلوے - بھوپال سے جھانسی تک - اور وہاں سے ایک شاخ گوالیار اور آگرے تک - دوسری شاخ مانک پور کو اور تیسری کان پور کو +

(۱۴) اودھ اور رُہیل کھنڈ ریلوے - مغل سرائے (بنارس) سے سہارن پور تک +

(۱۵) بنگال دوآبہ ریلوے - یہ مدری ہارٹ سے لال منیر تک گئی ہے +

(۱۶) دارجلنگ ہمالیہ ریلوے - یہ کلکتے سے دارجلنگ تک جاتی ہے +

(۱۷) کالکا شملہ ریلوے - یہ کالکا سے شملہ تک جاتی ہے +

مندرجۂ بالا نہایت مشہور سڑکوں کے علاوہ ملک کے ہر حصّے میں اور بہت سی ریلیں ہیں - ان میں کئی باجگزار ریاستوں میں ہیں - جن میں سے بعض باجگزار راجاؤں اور نوابوں نے نظام سٹیٹ ریلوے کی نقل پر بنائی ہیں - مثلاً مہاراجہ گائکواڑ والئے بڑودہ نے اپنے علاقے میں کئی ریلیں بنائی ہیں - اسی طرح مہاراجگان جودھ پور - کشمیر - گوالیار - اندور - بھونگر - گوندل - موروی اور بیگم صاحبہ بھوپال نے بھی ریلیں بنوائی ہیں +

۱۰- شہروں اور صوبوں اور کل ملک کی حکومت کا موجودہ طرز

اس ضمیمے کے حصّۂ اوّل کے شروع میں بیان کیا گیا ہے - کہ سلطنت ہند ریاستوں کا ایک مجموعہ ہے - جو حضور ملک معظّم قیصر ہند کی زیر حکومت ہے - حضور ملک معظّم قیصر ہند ہندوستان پر سکرٹری آف سٹیٹ کی معرفت حکومت کرتے ہیں - جو لندن میں رہتے ہیں - اور سکرٹری آف سٹیٹ اس ملک کی حکومت کے لئے انگلستان کی پارلیمنٹ کے روبرو جواب دہ ہیں - صلاح و مشورے کے لئے اُن کی ایک کونسل ہے - جس کے تقریباً بارہ ممبر ہوتے ہیں - اور اُن میں زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں - جو گورنمنٹ ہند میں کسی نہ کسی عہدے پر رہ چکے ہیں - اس میں آج کل ہندوستانی بھی ممبر ہیں - حضور ملک معظّم قیصرِ ہند کا نائب السلطنت جسے روزمرہ کی بول چال میں وائسرائے ہند کہتے ہیں - اور سرکاری کاغذات میں گورنر جنرل اِن کونسل لکھتے ہیں - سکرٹری آف سٹیٹ کے ماتحت ہوتا ہے +

ہندوستان کی شاہی حکومت گورنر جنرل اِن کونسل کے ہاتھ میں ہوتی ہے - یعنی وائسرائے کے ہاتھ میں - جس کی صلاح و مشورے کے لئے انتظامیہ کونسل ہے - اس کونسل کے ممبر حضور ملک معظّم قیصر ہند کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں +

نوٹ - یاد رہے - کہ یہ انتظامیہ کونسل واضع قوانین کونسل سے جدا ہے - جس کا صرف یہ ایک حصّہ ہے - اور جس کا ذکر آگے آئیگا +

اس کونسل کے معمولی ممبر پانچ ہوتے ہیں۔ جو مندرجۂ ذیل صیغوں کے پریزیڈنٹ ہوتے ہیں۔ (۱) ہوم۔ (۲) مال و تجارت۔ (۳) محصول و زراعت۔ (۴) جنگ۔ (۵) قانون + ان کے علاوہ ایک اور ممبر پبلک ورکس یعنی صیغۂ تعمیرات کا بھی ہوتا ہے۔ مگر اس اسامی کا خالی رکھنا وائسرائے کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ حضور ملک معظم قیصر ہند کمانڈر انچیف کو کونسل کا ایک غیر معمولی ممبر مقرر کر سکتے ہیں۔ اور فی الواقع ہمیشہ کرتے ہیں۔ اور جب کونسل کا اجلاس اپنے اپنے صوبے میں ہو۔ تو بمبئی اور مدراس کے گورنر اور صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ اور پنجاب کے لفٹنٹ گورنر بھی اس کونسل کے غیر معمولی ممبر ہوتے ہیں۔ معاملات ممالک غیر کا صیغہ جس میں باج گزار ریاستوں کے متعلق تمام معاملات بھی شامل ہیں۔ عموماً خود جناب نواب گورنر جنرل صاحب کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ کونسل کے ہر ایک ممبر کے ماتحت ایک سکرٹری اور اس صیغے کے حکام ہوتے ہیں۔ جن کی معرفت وہ سلطنت کے اُن معاملات کا انتظام کرتا ہے۔ جو اس کے صیغے کے متعلق ہوتے ہیں +

وائسرائے کی کونسل واضع قوانین کو کچھ عرصے سے آگے کی نسبت زیادہ وسعت دی گئی ہے۔ اور سنہ ۱۸۹۲ء کے انڈین کونسلز ایکٹ کے مطابق نئے قاعدوں کی رو

سے جن کو لارڈ لینسڈون نے ۱۶- مارچ ۱۸۹۲ء کو مشتہر کیا تھا- اس کا جدید انتظام کیا گیا ہے- آئندہ اس کونسل میں کونسلِ انتظامیہ کے ممبروں کے علاوہ سولہ زائد ممبر قوانین و قواعد بنانے کے لئے شامل ہؤا کرینگے- ان میں سے دس ممبر ایسے ہونگے جو سرکاری ملازم نہ ہوں- ان دس میں سے چار ممبر وائسرائے صاحب مقرر فرمائینگے- کونسلہائے واضع قوانین بنگالہ- بمبئی- مدراس- صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ پنجاب میں سے ہر ایک ایک ممبر انتخاب کرکے بھیجیگی- ایک ممبر چیمبر آف کومرس اور ایک ممبر وکلائے کلکتہ کی طرف سے انتخاب ہوکر آئیگا- کونسل واضع قوانین کا ہر ایک ممبر مجاز ہے- کہ چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گورنمنٹ سے کھلے طور پر سوال پوچھ سکے- اور اُن کا جواب دینا بھی لازمی ہوگا- سوائے اس صورت کے جب جناب وائسرائے صاحب اس امر کی تصدیق فرمائیں- کہ اس سوال کا جواب دینا رفاہ عام کے لئے نقصان دہ ہوگا- علاوہ اس کے یہ کونسل سالانہ بجٹ پر بحث کریگی- اور کونسل کے بحث و مباحثے پوشیدہ نہ ہونگے- جو قوانین جناب وائسرائے صاحب کی کونسل واضع قوانین کی طرف سے جاری ہوں- وہ یا تو تمام سلطنت ہند پر جس میں برما بھی شامل ہے- اطلاق رکھینگے- یا اُن کا اطلاق ملک کے خاص خاص حصوں پر ہوگا +

صوبوں کی گورنمنٹوں کے نام اس ضمیمے کے پہلے حصے میں شمار کئے گئے ہیں۔ بمبئی اور مدراس کے گورنروں کے ہاں اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ انتظامیہ اور قوانین بنانے والی کونسلیں ہیں۔ اُن کی فوجیں بھی جدا ہیں۔ جن کے کمانڈر انچیف بھی علیحدہ ہیں۔ ان کی ملازمت سول بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔ بنگالہ۔ صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ پنجاب کے لفٹننٹ گورنر صاحبان کی اپنے اپنے صوبے کے لئے بمنظوری گورنمنٹ ہند قوانین بنانے کے واسطے علیحدہ علیحدہ کونسل واضع قوانین ہے۔ لیکن دیگر صوبوں کے حاکموں کی نہ تو کوئی کونسل ہے۔ اور نہ اُنہیں قوانین بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ براہِ راست گورنمنٹ ہند کے ماتحت ہیں +

مدراس کے سوا تمام برٹش انڈیا میں صوبوں کے اعلےٰ حکام کے ماتحت قسمتوں کے کمشنر ہیں۔ اور ہر ایک قسمت میں کئی ضلعے ہیں۔ ضلع کو حکومت کے لحاظ سے ہندوستان کی اکائی سمجھنا چاہیئے۔ اگر اپر برما کے سترہ اضلاع کو جو حال ہی میں قلمرو انگلشیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ شمار کیا جائے۔ تو برٹش انڈیا میں کل ۲۵۲ اضلاع ہیں +

بنگالہ۔ مدراس۔ [illegible] اور صوبجات متحدہ اودھ و آگرہ و پنجاب کے صوبوں کی [illegible] واضع قوانین[1] کی ساخت میں ۱۸۹۲ء کے ایکٹ [illegible] رُو سے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ مندرجۂ ذیل [illegible] اصلاحیں ہوئی ہیں — لارڈ

[1] ان کونسلوں کے ممبر[illegible] تعداد لارڈ منٹو کے عہد میں اور بھی زیادہ کر دی گئی ہے۔ اور قو[illegible] میں بھی بہت کچھ رد و بدل [illegible] کی گئی ہے +

لینسڈون نے خود ان تبدیلیوں کو اس طرح بیان کیا ہے +

"صُوبجات کی کونسلوں کے متعلق نئے قوانین بہت جلد مشتہر کئے جائینگے - اور میں صرف اُنہیں کا ذکر کرونگا - جو بنگالے سے تعلق رکھتے ہیں - اس کونسل کے نائد ممبروں کی تعداد بیس مقرر کی گئی ہے - (یاد رہے - کہ ایکٹ کی رُو سے زیادہ سے زیادہ تعداد یہی ہوسکتی ہے) - ان میں سے سرکاری افسروں کی تعداد دس سے تجاوز نہیں کریگی - باقی دس ایسے صاحب ہونگے - جو سرکاری عہدہ دار نہیں ہیں - لفٹنٹ گورنر صاحب سات ایسے ممبروں کو نامزد کرینگے - جن کی سفارش مندرجۂ ذیل انجمنیں کرینگی - (ا) کلکتہ میونسپل کمیٹی - (ب) ایسی ہی اور بڑی بڑی کمیٹیاں یا کمیٹیوں کے مجموعے جو بعد میں وقتاً فوقتاً تجویز کئے جائینگے - (ج) ایسے ڈسٹرکٹ بورڈ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں کے مجموعے جو پیچھے تجویز کئے جائینگے - (د) سوداگروں - تاجروں اور کارخانوں کے مہتمموں کی جماعتیں جو بعد میں مقرر کی جائینگی - (س) کلکتہ بیت العلوم کی سینٹ + لفٹنٹ گورنر صاحب باقی تین ممبروں کو بھی ایسے طرق سے نامزد کرینگے - کہ جس سے مختلف فرقوں کو مناسب حقوق حاصل ہو جائیں - ایک ممبری عموماً صوبۂ بنگال کے بڑے بڑے زمینداروں کے لئے مخصوص رکھی جائیگی - باقی صوبوں کے لئے بھی نوع علد

اسی اصول پر بنائے گئے ہیں"۔

صوبۂ بنگالہ کے ہر ایک ضلع میں ایک کلکٹر اور مجسٹریٹ ہوتا ہے۔ ضلع کا کل انتظام اُس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یہ افسر صاحب کمشنر کی معرفت گورنمنٹِ بنگالہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ضلع میں کلکٹر کے علاوہ ایک جج اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دیگر سرکاری محکموں کے افسر بھی حاکم ہوتے ہیں۔ اور صوبوں میں بھی قریب قریب ایسا ہی انتظام ہے۔

باجگزار ریاستوں میں خاص حدود کے اندر اندر حکومت راجہ یا نواب کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اکثر وزیروں اور مشیروں کی ایک کونسل ہوتی ہے۔ جس کے ممبروں کو وہ خود بمنظوری سرکار انگلشیہ مقرر کرتا ہے۔ ان راجاؤں اور نوابوں کے خطاب اور القاب جدا جدا ہیں۔ مثلاً ہز ہائینس نظام حیدرآباد ہز ہائینس مہاراجہ میسور۔ ہز ہائینس مہاراجہ گائکواڑ بڑودہ ان ریاستوں کے سرکار انگلشیہ کے ساتھ تعلقات اور ان کی طرز حکومت جُدا جُدا ہے۔ بعض بڑی ریاستوں میں باقاعدہ آئینی وزارت ہے۔ جس میں سب سے بڑا رُکن دیوان یا وزیر اعظم ہوتا ہے۔ یہی افسر والئ ریاست کے ماتحت رہ کر ریاست پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل معاملات خواہ وہ رعایا کے متعلق ہوں۔ خواہ سرکار انگلشیہ کے متعلق۔ اسی کی وساطت سے طے ہوتے ہیں۔ تمام باجگزار ریاستوں میں

سرکار کی طرف سے ایک رزیڈنٹ یا ایجنٹ ہوتا ہے۔ اور والئی ریاست حکومت کے معاملات میں اس کی صلاح و مشورے پر چلتا ہے۔ اور اس افسر کے ماتحت ایک یا کئی ریاستوں کا مُلکی انتظام ہوتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے راجا اور نواب اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار حاکم ہیں۔ سرکار انگریزی یا اُس کی جانب سے کوئی افسر اُن کے معاملات میں دخل نہیں دیتا۔ سوائے خاص خاص ضروری امور کے۔ مثلاً ممالک غیر کے ساتھ تعلقات۔ صلح اور جنگ۔ سفارت۔ دیگر دیسی ریاستوں یا اہل فرنگ کے ساتھ راہ و رابطہ۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ سرکار دولت مدار بیجا ظلم و تعدی نہیں ہونے دیتی۔ چند ریاستیں سالانہ محصول بھی ادا کرتی ہیں۔ مگر سب نہیں۔

گزشتہ چند سال کے عرصے میں ہندوستان کی ترقی کی ایک عمدہ نشانی یہ ہے۔ کہ لوکل سلف گورنمنٹ نے دیہات میں ڈسٹرکٹ اور لوکل بورڈوں کی صورت میں اور قصبات اور امصار میں میونسپل کمیٹیوں کی صورت میں بہت ترقی کی ہے۔

سب سے پہلے لارڈ میو نے اس خیال کو بہت ترقی دی۔ اور لارڈ نارتھ بروک اور لارڈ لٹن کے عہد حکومت میں یہ طریق اتنا وسیع ہوگیا۔ کہ لارڈ لٹن کے ولایت چلے جانے سے بیشتر ہندوستان کے مختلف حصوں میں ۸۹۴ میونسپل کمیٹیاں قائم ہو گئی تھیں۔

کلکتہ - بمبئی - مدراس کی بڑی بڑی کمیٹیاں اس تعداد کے علاوہ تھیں - ان کی کل آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ کے قریب تھی - اور کثیر التعداد زر کے جمع خرچ کا اختیار انہیں حاصل تھا ؛

لارڈ رپن کے عہد حکومت میں لوکل سلف گورنمنٹ ایکٹ ۱۸۸۲ء ۱۸۸۴ء سے اس بات کو اور بھی زیادہ تقویت پہنچی - اور اس ایکٹ کی رُو سے انتخاب کا اصول کم و بیش ہند کے تمام حصص میں جاری ہوگیا ہے - اور لارڈ لینسڈون کے ماتحت تمام بڑے بڑے قصبات اور اکثر چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی میونسپل کمیٹی کے ممبروں کی زیادہ تعداد خود محصول ادا کرنے والے لوگ انتخاب کرکے بھیجتے ہیں - اور ہر جگہ کمیٹی میں کثرت تعداد انگریزی یا دیسی حکام کی نہیں ہوتی - بلکہ باشندگان شہر کی ہوتی ہے - اس قسم کی کمیٹیوں کی تعداد مارچ ۱۹۰۰ء میں ۷۴۴ تھی - جن کی کل آبادی ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ تھی - سڑکوں - پانی - بدرروؤں - منڈیوں اور حفظ صحت کا اہتمام میونسپل کمیٹیوں کے سپرد ہوتا ہے - اور وہ خود ہی محصول لگاتی ہیں - اور خود ہی قواعد نافذ کرتی ہیں - البتہ نئے محاصل کے لگانے یا نئے قوانین کے جاری کرنے کے لئے صوبے کے اعلےٰ انگریزی حاکم کی منظوری پہلے ہی سے حاصل کی جاتی ہے - اور عام طور پر اصلاحوں کا کرنا اور اپنے علاقے کے وصول شدہ

محصول کو اُس علاقے کی اصلاح یا رفاہِ عام کے لئے خرچ کرنے کا اختیار انہیں حاصل ہوتا ہے +

اسی طرح برما کے سوا تمام دیہاتی اضلاع میں ڈسٹرکٹ اور لوکل بورڈ قائم ہیں - اور مدرسوں - شفاخانوں اور سڑکوں اور مقامی معاملات کا انتظام انہی کے زیر اہتمام ہے +

تتمۂ اوّل

سنسکرت کا علمِ ادب

۱ - ادب کی تقسیم

ہندؤں کے مذہبی علمِ ادب کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے - اوّل شُرتی یعنی الہامی کتابیں اور دوم سِمرتی یعنی روایتیں یا حدیثیں - منجملہ اُن کے اوّل قسم میں تو ویدوں کے سَنہِتا اور برہمن داخل ہیں - اور دوسری قسم میں اور بیشمار کتابیں ہیں - جو ویدوں کا تتمہ خیال کی گئی ہیں - ان سب کو دھرم شاستر کہتے ہیں +

وید چار ہیں - اور اُن کے نام یہ ہیں - رِگ وید - یجُر وید - سام وید - اتھروَ وید + ان میں سے ہر ایک وید کے دو حصّے ہیں - اوّل بھجن یا منتر جس

کو سنہتا کہتے ہیں۔ ان میں ان کے مصنفوں کی حاجتیں اور آرزوئیں مندرج ہیں۔ جن سے اُس زمانے کے لوگوں کے طریق معاشرت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے حصّے کو برہمن کہتے ہیں۔ اور ان میں اکثر مذہبی رسموں کا بیان ہے +

رگ وید ۱-۶

ان کتابوں میں سے رِگ وید جو سب سے پُرانا وید ہے۔ اس کے منتر اعلےٰ رُتبے کے ہیں۔ آریا زبانوں میں جس قدر کتابیں موجود ہیں۔ رِگ وید اُن سب سے پُرانی کتاب ہے۔ اس کو سنہ عیسوی سے قریب چودہ سو برس پیشتر کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ اس کے منتروں میں بڑے بڑے مظاہر قدرت میں سے کسی کو معبود یا دیوتا تصوّر کرکے اُس کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ اور ان دیوتاؤں کے نام یہ ہیں۔ اندر یعنی آسمان کا دیوتا جو اکثر صفات الٰہی سے موصوف کیا گیا ہے۔ اگنی یعنی آگ کا دیوتا۔ ورن یعنی آکاش اور مینہ کا دیوتا۔ سوِتری۔ سوریہ۔ متریہ تینوں سورج کے نام ہیں۔ وایُو یعنی ہوا کا دیوتا۔ مُرت یعنی صرصر کا دیوتا۔ اشا یعنی نور کا تڑکا۔ ان کے سوا آشوِن اور اَور بھی بہت سے دیوتا ہیں +

دھرم شاستر ۱۰-۲

دھرم شاستر کی کتابیں بھی اگرچہ بہت پُرانی ہیں۔ مگر ویدوں کے برہمنوں کے برابر پرانی نہیں ہیں۔ ان کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل ویدانت۔

دوم چار اُپ وید - سوم چھ ویدانگ - چہارم چار اپانگ +
چھ ویدانگوں میں سے تیسرے ویدانگ کا نام ویا کرن
یعنی صرف و نحو ہے + پانِنی جو علمِ صرف و نحو میں
ایک نہایت عالم و فاضل گزرا ہے - اس کا ویاکرن بڑا
مشہور ہے - اور یہ خیال کرتے ہیں - کہ پانِنی بودھ مذہب
کے بانی بُدھ سے کچھ پیشتر گزرا ہے +
آخر ویدانگ میں جوتش یعنی علمِ نجوم داخل ہے -
اس فن کی نہایت پُرانی کتاب جو موجود ہے - وہ پراسر
کی تصنیف سے ہے - مگر آریا بھٹ جو ۵۰۰ء میں گزرا
ہے - وہ علمِ جوتش کا بڑا مصنّف گنا جاتا ہے - اُس نے
زمین کی روزانہ محوری گردش کا حال لکھا ہے - اور نیز
بعض اور ایسی باتیں بھی دریافت کی تھیں - جو اُس
زمانے کی حیثیت سے بہت بڑھ کر تھیں + اس علم میں
ایک اور مصنّف بھاسکر آچاریہ نام ۱۱۰۰ء کے قریب
مقام بیدر علاقۂ دکن میں پیدا ہوا - کہتے ہیں - کہ
اُس نے علمِ ریاضی کا ایک ایسا مسئلہ دریافت کیا تھا -
جو زمانۂ حال کے ریاضی دانانِ یورپ کے مسئلۂ جزئیات
سے بہت مشابہ ہے +
اپانگوں کی چار قسمیں یہ ہیں - اوّل پُران یعنی تاریخ -
دوم نیائے یعنی منطق - سوم میمانسا یعنی علمِ اخلاق -
چہارم دھرم شاستر یعنی علمِ فقہ + اس چوتھی قسم میں
نہایت مشہور کتاب منو کا دھرم شاستر ہے - جو فرقۂ
تینتری کے ایک گروہ یعنی مانوؤں کے نزدیک مستند

نظم: رزمیہ اور رگھوبنس ۔ ۲

دھرم شاستر ہے +

مہابھارت اور رامائن جو دو بڑی مشہور رزمیہ اتہاس یعنی نظم کی کتابیں ہیں ۔ ان کا بیان پہلے باب کی دوسری فصل میں اور پُرانوں کا ذکر ساتویں فصل میں ہو چکا ہے۔ مگر ان کتابوں کے زمانے سے بہت پیچھے بھی بعض بڑے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس قسم کی نظم لکھی ہے +

ان میں سے کالیداس جو ہند میں ناٹک کا نہایت عمدہ شاعر اور ہند کا شکسپیر[له] سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تصنیفات میں رگھوبنس ایک بڑی مشہور نظم ہے + اس میں رگھو کے باپ راجہ دلیپ سے لے کر راجہ رامچندر کے خاندان کے حالات اور اُس کی اور اُس کے دادا رگھو کی مہمات کا حال بہت سا بیان کیا گیا ہے ۔ رگھوبنس اور نیز کالیداس کی اور تصانیف کی بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اُن کے مضامین پاکیزہ ہیں ۔ اور جن شخصوں کا ان میں ذکر آیا ہے۔ وہ وفاداری اور نرم دلی کے ساتھ متصف ہیں۔ کالیداس کی تصنیف سے ایک کتاب کمارسنبھو بھی ہے۔ جس میں جنگ کے دیوتا کارتکیے کی پیدائش کا ذکر ہے ۔ ان کے علاوہ اور کئی بہادروں کے قصے بھی نظم میں اُس

له ولیم شکسپیر انگلستان میں ناٹک کا ایک لاثانی شاعر گزرا ہے +

کی تصنیف سے ہیں + کالیداس کے علاوہ ہند کے اَور رزم نگار شاعر یہ ہیں - بھارَو- سری ہرش - ماگھ + کالیداس اور ان تینوں کی تصنیفات مہاکاویہ یعنی منظوماتِ عظمےٰ کے ساتھ ملقب ہیں + بھارَد کی ایک تصنیف کا نام کِرات ارجنیہ ہے- اس میں ارجن اور شِو کی اُس لڑائی کا بیان ہے- جس میں شِو کرات یعنی جنگلی شکاری کا روپ بھر کر ارجن سے لڑا تھا + سری ہرش کی بڑی تصنیف نیشدھ چِرت ہے- اس میں نشدھ کے راجہ نل کی مہمات کا بیان ہے + ماگھ نے سس پال کے مرنے کا حال ایک نظم میں جس کا نام سس پال بدھ ہے- تحریر کیا ہے + ان شاعروں کے سوا سوم دیو بھی ایک رزم نگار شاعر گزرا ہے- اس کی تصنیف سے ورہت کتھا ہے +

اب ناٹک کے شاعروں کا حال بیان کیا جاتا ہے- ان میں کالیداس اور سب کی نسبت بہت بڑا شاعر اور بکرماجیت راجۂ اُجَین کے دربار کا ایک بڑا رتن سمجھا جاتا ہے + اس کی تصنیف سے سکنتلا نہایت مشہور ناٹک ہے- اس نظم کا قصہ مہابھارت سے اخذ کیا گیا ہے- اس کا مضمون اس قدر عمدہ ہے- کہ اس کا ترجمہ انگریزی - فرانسیسی - بنگالی - ہندی اور کئی اَور زبانوں میں بھی ہو گیا ہے + اس کا خلاصہ یہ ہے -کہ وِشوا مِتر رِشی جنگل میں تپسیا کیا

کرتا تھا۔ اندر نے اس کا دل تپسیا سے ہٹا دینے کے
لیئے منیکا نام ایک عورت بہشت سے اُس کے پاس
بھیج دی۔ غرض اس عورت کے بطن سے سکُنتلا پیدا
ہوئی۔ اس کے بعد وشوامتر پھر تپسیا میں مصروف ہوگیا۔
اور منیکا بہشت کو واپس چلی گئی۔ آخر سکُنتلا کو کنو رشی
نے گود لے لیا + پھر اس لڑکی کا قاعدۂ گندھرب کے
موافق راجہ دُشنیت سے بیاہ ہوگیا۔ دُرواسا رشی نے
اس کو یہ سراپ دیا تھا۔ کہ تیرا خاوند تجھ کو بھول
جائیگا۔ مگر چونکہ یہ سزا بڑی سخت تھی۔ اس لئے
اُس نے رحم کھا کر یہ بات کہ دی تھی۔ کہ جب راجہ
دُشنیت اُس چھلے کو جو وہ سکُنتلا کو دے گیا تھا۔
دیکھیگا۔ تو پھر اُس کو یاد کریگا۔ اور پہچان لیگا +
اتفاق سے یہ چھلا سکُنتلا کے ہاتھ سے ایک تالاب میں
گر گیا۔ اور اُس کو خاوند کے بھول جانے کا بڑا
رنج و الم ہوا۔ مگر انجام کار وہ چھلا ایک مچھلی کے
پیٹ میں سے نکلا۔ اور سکُنتلا کو اُس کے خاوند نے
پہچان لیا۔ اور پھر دونو نے بڑے عیش و آرام سے
زندگی بسر کی۔ راجہ دُشنیت اور سکُنتلا کے ہاں ایک
بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام راجہ بھرت رکھا گیا + پانڈو
اور کورو جن کے باہم مہابھارت کی لڑائی ہوئی۔
اسی راجہ کی اولاد میں تھے + یہ بات بھی قابل بیان
ہے۔ کہ اس ناٹک میں اونچی ذاتوں کی گفتگو تو عمدہ
سنسکرت میں تحریر ہے۔ اور نیچ قوموں کی پراکرت

ہیں جو بگڑی ہوئی سنسکرت ہے +
کالیداس نے ایک اور مشہور ناٹک بھی لکھا ہے۔ جس کا نام وِکرم اروسی ہے۔ اس میں پریاگ کے راجہ وِکرم اور پری اروسی کے عشق کا قصہ ہے۔ یہ پری ایک درخت کی بیل کی صورت بن گئی تھی +
مِرت چھکٹک (یعنی مٹی کی گاڑی) بھی ایک مشہور ناٹک ہے۔ اس کا قصہ خانگی معاملات سے متعلق ہے + کہتے ہیں۔ کہ یہ ناٹک راجہ شدرک کی تصنیف سے ہے + اس میں ایک برہمن ساکن اُجین کا قصہ ہے۔ جو شرافت و نیک مردی کا ایک نمونہ تھا۔ مگر اپنی سخاوت و فیاضی سے تنگدست ہوگیا تھا +
ابھی سنسکرت کے چھ اور مشہور ناٹکوں کا حال بیان کرنا باقی ہے + ان میں سے اوّل کا نام ملتی مادھو ہے۔ جس کا مصنّف بھو بھوتی برار کا رہنے والا برہمن تھا + یہ بھی رزمیہ نظم کی تصنیف میں اُسی قدر مشہور ہے۔ کہ جس قدر کالیداس ہے + اس نے دو اور بھی نامی ناٹک لکھے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام اُتر رام چرت ہے۔ اور دوسرے کا نام مہابیر چرت + اُتر رام چرت کا قصہ رامائن کی ساتویں فصل سے لیا گیا ہے + چوتھا ناٹک جس کا نام مدرا راکھشس ہے۔ بساکھ دت کی تصنیف ہے۔ اس میں اُس انقلابِ سلطنت کا ذکر ہے۔ جس میں سلطنت مگدھ کے خاندان نند کی جگہ چندر گپت وہاں

کا راجہ ہوگیا تھا + پانچواں ناٹک رتن آولی (موتیوں کا ہار) ہے - جس کو راجہ ہرش والئے کشمیر کی تصنیف سے بتاتے ہیں - یہ راجہ ۱۱۱۳ء سے ۱۱۲۵ء تک راج کرتا رہا + چھٹا ناٹک کرشن مصر کی تصنیف سے ہے - جس کا مضمون عارفانہ و حکیمانہ ہے - اس کا نام پربودھ چندر اُدے ہے - جس کے معنی عقل بیدار کے چاند کا روشن ہونا ہیں + غالباً یہ ناٹک بارھویں صدی میں تصنیف ہؤا - اور اس کی تصنیف کی علت غائی مسئلۂ ویدانت کا ثابت کرنا تھا +

۵- غزل اور گیت

غزل اور گیت کی قسم میں نہایت مشہور نظم سنسکرت زبان میں میگھ دوت ہے - جس کے معنی ہیں قاصدِ ابر + اس کے سوا رِتو سنگھار ایک اور گیت ہے - جس میں موسموں کی تعریف بیان کی گئی ہے - یہ دونو گیت کالیداس کی تصنیف سے ہیں + گیت گوبند ایک ایسی نظم ہے - جو کسی قدر گیت اور کسی قدر ناٹک کی قسم میں سے ہے - اس میں کرشن چندر اور رادھکا کے عشق کا قصہ ہے - جو جے دیو نے بارھویں صدی میں تصنیف کیا تھا - اس شاعر کی نظم نہایت رسیلی ہے +

۶- قصص اور کہانیاں

اب قصص اور اخلاق کی کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے - جس کو سنسکرت میں نیتی کتھا کہتے ہیں - اس قسم کی تصنیفات میں سے پنچ تنتر نہایت مشہور ہے -

اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے - کہ وہ پانچ
فصلوں میں منقسم ہے - اور ہر فصل میں علٰحدہ علٰحدہ
کہانیاں جمع کر کے درج کی گئی ہیں - اس کا مصنف
بشن شرما سمجھا جاتا ہے - ہت اُپدیش (ہدایت نیک)
جو اسی قسم کی حکایتوں کا مجموعہ ہے - وہ بھی اسی
بنیاد پر تصنیف کی گئی ہے - ۵۳۱ سنہ ع اور ۵۹۹ سنہ ع
کے مابین پنج تنتر کا ترجمہ فارس کے بادشاہ نوشیروانِ
عادل کے حکم سے پہلوی زبان میں ہؤا - اور اُس کا
نام حکایاتِ بیدپا برہمن قرار پایا - پھر پہلوی زبان
سے اکثر شائستہ قوموں کی زبانوں میں ترجمہ ہؤا +
اس کے عربی ترجمے کا نام کلیلہ دمنہ ہے - اور
یہ ایک بڑی مشہور کتاب ہے + پنج تنتر کی تصنیف
کا باعث بڑا عجیب ہے - اور وہ یہ ہے - کہ
ایک راجہ کے تین بیٹے تھے - اور تینوں کے
تینوں احمق اور کاہل وجود تھے + راجہ نے اپنے
مشیروں سے اس کا ذکر کیا - اور صلاح پوچھی -
اُن میں بشن شرما نام ایک عالم و فاضل برہمن بھی
موجود تھا - اُس نے راجہ سے کہا - کہ آپ خاطر جمع
رکھئے - میں اس کا علاج کرونگا - چنانچہ وہ تینوں
لڑکوں کو اپنے گھر لے آیا - اور اُن کو نہایت عمدہ
تعلیم دی + غرض یہ پنج تنتر بھی اُس نے اُنہی
لڑکوں کی تعلیم کے لئے تصنیف کیا تھا - اس کتاب
کے پانچوں حصوں کے نام یہ ہیں - اوّل مِتر بھید

یعنی دوستوں کا نفاق - دوم مِتر پراپتی یعنی دوستوں کا پیدا کرنا - سوم کاک اُلوکیہ یعنی کوّا اور اُلّو۔ جو ایک دوسرے کے جانی دُشمن ہوتے ہیں - چہارم سبدھ نشٹ یعنی منفعت کا ضائع ہونا - پنجم اَسَم پریکشا کرِلو یعنی بے دیکھے بھالے کام کرنا +

اسی قسم کی چار اور کتابیں بھی مشہور ہیں - جن میں سے ایک کا نام تو کتھا سرت ساگر ہے - جس کے معنی ہیں قصّے کے دریاؤں کا سمندر + یہ کتاب کشمیر کے راجہ ہرش کی تالیف ہے + دوسری کا نام بیتال پچیسی یعنی بیتال (جن) کی بیان کی ہوئی پچّیس کہانیاں ہیں + تیسری کا نام سنگاسن بتیسی ہے - یعنی اُن پتلیوں کی کہی ہوئی بتّیس کہانیاں جن کے سر پر راجہ بکرماجیت کا تخت رکھا ہؤا تھا - چوتھی کا نام شُکاسپ تتی (یعنی طوطے کی کہی ہوئی ستّر کہانیاں) ہے +

ان کے علاوہ تین اور مشہور کتابیں نثر میں ہیں - جن کا بیان کرنا مناسب ہے + ایک کادمبری جس کا مصنّف بان بھٹ تھا - دوسری باسودت جس کا مصنّف سوبھندو تھا - تیسری کمار چرتر جو ڈنڈی کی تصنیف ہے +

تتمۂ دوم

مسلمانوں کا علم ادب

۱- ہند کے فارسی علم ادب کی کیفیت

مسلمانوں کی کتاب مقدس یعنی قرآن شریف تو عربی زبان میں ہے۔ مگر ان کے علم ادب کی اکثر کتابیں فارسی زبان میں تصنیف ہوئی ہیں +

ہند کی تصنیفات میں مسلمانوں کے حملے کے بعد ایک عجیب تغیّر و تبدّل دیکھنے میں آتا ہے - یعنی اس سے پہلے تو ہند میں کتب تاریخ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر مسلمانوں کے حملے کے بعد تاریخ کی کتابیں کثرت سے اور بہت عمدہ عمدہ تصنیف ہوگئیں + حقیقت یہ ہے۔ کہ کتب تاریخ کی تصنیف کا شوق ہند کے مسلمانوں میں اہل عرب سے آیا تھا - اور اہل عرب کی یہ کیفیت ہے۔ کہ جس وقت یورپ میں زمانۂ جہالت و تاریکی ختم ہونے پر آیا - اُس وقت دنیا میں یہی قوم علم کی تلاش و تحقیق میں خاص کر سرگرم تھی - اور علم ادب کی کتابیں تو اس سے بھی بہت پہلے عربی میں عمدہ عمدہ لکھی جا چکی تھیں - غرض ہند کے فارسی علم ادب کو عرب کے چشمۂ

علم و فضل سے بڑا فیض پہنچا + اس موقع پر ہند کے صرف اُن چند نامی گرامی مؤرخوں اور شاعروں کا مختصر حال بیان کرنا کافی ہے - جن کی تصنیفات نہایت معروف و مشہور ہیں +

فرشتہ - ۲

فرشتہ ہند میں نہایت مشہور مؤرخ گزرا ہے - وہ ۱۵۷۰ء کے قریب احمد نگر میں پیدا ہُوا - اور ۱۵۸۹ء سے لے کر ۱۶۱۲ء تک ابراہیم عادل شاہ ثانی والئے بیجاپور کے دربار میں رہا + اُس نے اپنے آقا ابراہیم عادل شاہ ثانی کے نام پر کل ہند کی تاریخ لکھی ہے - جس میں ۹۷۵ء سے ۱۶۰۵ء تک کے واقعات درج ہیں + اس مشہور و معروف کتاب کا نام تاریخ فرشتہ ہے - ڈاؤ صاحب نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے - اور ہند کی نہایت مستند انگریزی تاریخوں میں جو ہند کی سلطنت اسلامیہ کا حال مندرج ہے - وہ اکثر اسی سے لیا گیا ہے +

ابوالفضل - ۳

ابوالفضل جو اکبر کا وزیر اعظم تھا - اُس نے بھی ایک تاریخ تصنیف کی ہے - جس کا نام اکبر نامہ ہے + یہ کتاب بھی تاریخ فرشتہ سے کچھ کم مشہور نہیں ہے - اس ضخیم کتاب کی اوّل جلد میں تو خاندانِ تیمور کا اس قدر حال بیان کیا گیا ہے - جس قدر کہ تاریخ ہند سے تعلق رکھتا ہے - اور دوسری جلد میں اکبر بادشاہ کے چھیالیس برس کے عہد سلطنت کا حال مفصّل و مشرح لکھا ہے -

اور تیسری جلد میں جس کا نام آئین اکبری ہے - اکبر کی سلطنت کے ہر صیغے اور ہر مقام اور ہر سررشتۂ خاص و عام کا حال تفصیل وار تحریر کیا ہے - اور یہ تیسری جلد پہلی اور دوسری کی نسبت زیادہ تر مشہور و معروف ہے +

فیضی ۲-۱

ابو الفضل کا بھائی ابو الفیض فیضی بھی ایک بڑا عالم اور منشی گزرا ہے - اُس نے اپنی توجّہ خاص کر زبان سنسکرت کے علم ادب کی طرف بہت مبذول کی - اور اس زبان کی بہت سی مشہور کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا - جن میں سے ایک مہابھارت کا ترجمہ بھی اُس سے یادگار ہے +

ابن بطوطا ۵-۱

سنہ ۱۳۴۱ء میں ابن بطوطا نام افریقہ کا ایک سیّاح دلّی میں آیا - سلطان محمد بن تغلق نے اس کی بڑی عزّت و حرمت کی - اور حاکم عدالت مقرّر کر دیا - مگر جب ابن بطوطا نے دیکھا - کہ بادشاہ کے مزاج میں تلوّن اور بیرحمی ہے - تو اُس نے استعفا دے دیا - مگر اس امر سے بادشاہ کچھ ناراض نہیں ہؤا - بلکہ اُس کو اپنے سفیر چین کے ہمراہ متعیّن کرکے عزّت کے ساتھ ہند سے رخصت کیا + ابن بطوطا نے اپنا سفر نامہ لکھا ہے - اور اُس میں ہند کی جو کیفیت بیان کی ہے - وہ بڑی عمدہ ہے - اس کتاب کا انگریزی اور فرانسیسی دونو زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے +

۹- خافی خاں

میر محمد عرف خافی خاں بھی ایک بڑا مؤرّخ گزرا ہے - جس نے عہد اورنگ زیب کے اخیر زمانے میں یعنی سنہ ۱۷۰۰ء کے قریب خاندانِ مغلیہ کے چند بادشاہوں کی تاریخ لکھی ہے - اور اس زمانے کی بابت اس کی تاریخ بڑی معتبر اور مشہور ہے + اورنگ زیب نے بڑی تاکید سے حکم دے رکھا تھا - کہ میرے عہد میں کوئی تاریخ نہ لکھی جاوے - مگر میر محمد نے اپنی تاریخ خفیہ خفیہ لکھی - اور اسی وجہ سے اُس کا لقب خافی خاں پڑ گیا ہے +

۱۰- اور مؤرّخین اسلام

ان کے سوا اور بھی بہت سے مؤرّخ ہیں - جن میں سے بعض نے عربی میں اور اکثر نے فارسی میں تاریخیں تصنیف کی ہیں - ان سب کا مختصر حال بیان کرنا کافی ہے +

سلطان بابر نے اپنے سوانح عمری بڑے صاف صاف اور دلچسپ طرز پر آپ لکھے ہیں - یہ کتاب اصل میں ترکی زبان میں تحریر ہوئی تھی - مگر پیچھے اس کا فارسی میں ترجمہ ہو گیا + عتبی نے امیر سبکتگین اور اُس کے بڑے نامی گرامی بیٹے اور جانشین محمود کے عہد کی تاریخ لکھی ہے - جس کا نام تاریخ یمینی ہے + حسن نظام نے محمد غوری اور قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کا تذکرہ تحریر کیا ہے - اس کتاب کا نام تاج المعاصر ہے - اور یہ سنہ ۱۲۱۰ء

کے قریب دلّی میں تصنیف ہوئی ہے + اس میں عربی الفاظ بہت کثرت سے ہیں - اور کچھ حصّہ منظوم ہے - مگر جو تاریخ منہاج الدین نے طبقات ناصری کے نام سے لکھی ہے - وہ شاہ بلبن کی تخت نشینی تک ہند کے بادشاہانِ افغانیہ کے عہد کی نہایت معتبر تاریخ ہے + اس سے پیچھے کی دو اور تاریخیں بڑی عمدہ موجود ہیں - ان دونو کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے - اور یہ فیروز تغلق کے عہد میں لکھی گئی ہیں - ایک کا مصنّف ضیاءُ الدین برنی ہے - اور دوسری کا شمس سراج عفیف + ان کے علاوہ اور بھی بعض مؤرخ ہیں - مثلاً عبد القادر بدایونی اور نظام الدّین احمد جنہوں نے اکبر کے زمانے میں تاریخیں لکھیں - اور معتمد خاں مصنّف جہانگیر نامہ اور محمد صالح مصنّف شاہجہاں نامہ اور میرزا محمد قاسم مصنّف عالمگیر نامہ اور سید غلام یاسین خاں جو نوّاب علی وردی خاں کا رشتہ دار تھا - اس نے ۱۷۷۳ء میں ہندوستان کی تاریخ لکھی - جس میں اٹھارھویں صدی کے واقعات تحریر کئے +

د۔ شاعری ۱۰۔ اسلامی

اہل اسلام میں فردوسی اور عنصری اور امیر خسرو نہایت مشہور شاعر گزرے ہیں - ان میں سے فردوسی اور عنصری دونو محمود غزنوی کے دربار کی زیب و زینت تھے + فردوسی اس پائے کا شاعر ہوا ہے - کہ اس کو فارسی

کا ہومر[1] کہتے ہیں - اس نے محمود غزنوی کے حکم سے شاہنامہ تصنیف کیا ہے - امیر خسرو اُن مشہور و معروف فاضلوں میں سے تھا - جو مغلوں سے بچ کر ایران سے ہند کو بھاگ آئے تھے - اور شاہ بلبن کے دربار میں پناہ گزین ہوئے تھے - اس نامور شاعر نے نظم میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں - جن کا کچھ حد و حساب نہیں - ان میں سے بعض کتابیں تو نہایت ہی عمدہ ہیں + اس کی تصانیف میں سے دو مثنویاں نہایت مشہور ہیں - جن میں سے ایک میں تو خضر خاں اور دیول دیوی کے عشق کا قصّہ ہے - اور دوسری میں بادشاہ کیقباد اور اُس کے والد بغرا خاں کی ملاقات کی کیفیّت ہے +

[1] ہومر ایک بڑے پُرانے اور نہایت عمدہ یونانی شاعر رزم نگار کا نام ہے +